

٦٥

# ماہنامہ بِحَلْیٰ دیوبند



Islamie News Paper Agency

GLOTH BAZAR, RAJCHUR

(C. RLY.)

ایڈٹر: عاصم عثمانی (خاصل دیوبند)

آٹھ آنے

تہذیب  
عکس

عکس  
تہذیب

تہذیب  
عکس

## آپ شاید ہیں جانتے

ادارہ ہادی دیوبند نے تبلیغ دین اور اشاعت قرآن پاک کا کام استطاعت حضرات کیلئے کیا اظر قیہ جاری کر رکھا،

ادارہ ہادی بیان القرآن جیسی عظیم تفسیر جو احمد پاروں کی شکل میں کام ایک پارہ پیش کر کے ہے  
مسلمانوں خلیل حسین حاصل کر کیا ہے جو ابھی تک مکمل پیش نیا کیا ہے، احمد پاروں کی شکل میں بصیرے جاتی ہے

حضرت حکیم الامت کی یادگاری میں مرکز اشرف العلوم کا قیام ادارہ کی وسائل خدمات کا بخوبی ہے  
ہدایہ فی پارہ ایک پیسے چار آنے۔ بدیہی فی جمومہ موالع ایک پیسے چار آنے۔ بقدر لائک علاوہ محسولہ ان عینہ  
یہ رعایت صرف عمران کے لئے مخصوص ہے، عام لوگوں کے لئے ہر یا سے اور یہ جمومہ موالع کی قیمت وروپے ہے  
فیس مہری ماہانہ، روزانہ ہاتھی اور روزانہ۔ بلکہ اس سال میں کم ای کم تکرت کرنے لئے صرف اکٹھانے  
تفسیر حقائقی شیخ التفسیر لا ابعاد قی و بلوئی۔ دخولات عینہ حضیرہ حکیم الامت ایادی دیوبندی پیش کر شے  
مجموعہ موالع حکیم الامت (مسلمانوں کی کتابی موالع کا جمع) اور تفہیقیں اپنی بیشال خوبی کی و بصر مقبول ہامہ  
طرز بیان عام فہم زبان سادہ مضامین وقت کے مناسب  
آپ بھی اتنے تبلیغ میں اپنی خدمات پیش کریں، اور ان عینوں مسلمانوں کو مسلمانوں کے گھر گھر پہنچانے میں ادارہ کی  
مدودگری، مدارس میں تمام مصالحہ میں قرآنی درس کا انتظام فراہیں، فیام مہری منگانیں، بوشچیاں کریں، خود مہری قبول  
فرائیں، روستوں کو مشورہ دیں۔ ممکن ہے کہیں حضرات کی اس معمول کو شش اور مخلاصہ متفق جزوں کے سے  
یہ بیڑا غرق ہو کر کیا عجب ہے پھر ابھر آئے ④ کہمے انقلاب پڑھنے گرداں یوں بھی یکھے ہیں

مفصل معلومات اس تہذیب میں مرکز اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبندی پیش کرتے ہیں



ہر انحریزی ہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے  
سالانہ قیمت چھپو۔ فی پرچاٹ کھانے  
غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشناگ شکل پوشل آرڈر

دیوبند

ماہنامہ

### فہرست مضامین بابت ماہ جنوری ۱۹۴۲ء

۱	آغاز سخن -
۲	حیات الائیا -
۳	تحلی کی ڈاک -
۴	در فی حسین پڑھنے کا
۵	ایک تخلیق دہ حقیقت -
۶	آداب سفر -
۷	امر بالمعروف اور نهی عن المنکر -
۸	کھرب کھوٹ -
۹	عامر عثمانی -

اگر اس دائرے میں ہر رخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر چھپ رہا آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھی بھیں یا یادی پی کی اجازت دیں اگر آئندہ تحریر اور جاری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں، خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وہی پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ (وی پی چھپو پے باسٹھنے پسیے کا ہو گا) منی آرڈر بھیج کر آپ وہی پی خرچ سے نجح جائیں گے۔

پاکستانی حضرات:- ہمارے پاکستانی پتہ پرچہ بھیج کر رسید منی آرڈر میں بھی یہ رسال جاری ہو جائے گا۔

تسلیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

پاکستان کا پتہ:- جناب شیخ سیلم اللہ صاحب  
مدبر

دفتر تحریکی دیوبند ضمیلع سہارا نپور (پوری)  
خاتمہ بی۔ ۵/۲۳ ناظم آباد کراچی (پاکستان)

# آغازِ سخن

ایک اور تاریخی طویل

لہیں گی۔ ان کی وفات ایک لیے آدمی کی وفات ہے جس پر امیر سلسلہ کو بیان طور پر غیرہ ہونا چاہئے۔ بلکہ یہ ہے ان کی وفات پر ہندوستان کے لئے ایک تم اگریز ساخت ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کے نہیں تمام افراد ہندوستان کے لیڈر ہے۔ وہ ہندوستان اتحاد کے بہت بڑے صافی متفقہ قومیت کے علمبردار اعلیٰ سیاست کے پیشہ اور اُس جمیعۃ العلماء کے آخری صدر تھے جس کی ہندوستان گیری سکولریاست کی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔

مُحَمَّدْ عَلِيِّعَلِيٰ فَانِيْ وَمُبِّقِيْ دَجَّةَ تَرِيكَهُ ذُو الْجَلَلِ  
فَالْيُكَرَّامَ

تائیکے ٹوٹ رہے ہیں۔ خلقت کی تپیں اور بیڑا و دینر پتی جاہی ہیں۔ کون جانتے نہیں کہ عالم میں بھیکے والی امیر سلسلہ کب کن غاروں میں گرجاتے گی۔ یا پھر کب خلقت کا سیزہ حیر کر کوئی جاندے گوئی موجود ہوئی جوں تاب تارہ طلوع ہو گا۔ وہ مسا ذالک علی اللہ بعنی یزد۔

یہ مولانا رحمة اللہ علیہ کے لئے دعائے مغفرت، اور پس ماں گان سکنے صبر حسیل کی دعا کرتے ہیں۔ پس ماں گان سے ہماری مراد صرف لو احتیں داعزت ہی نہیں۔ ایسے عوامی وہنماں انسب سے تو سائیں ہی افراد قوم پس ماں گان کے دائرے میں آتھیں اوسکی کے سینے پر صوف کی رحلت سے چکر لگائے۔ انہوں دانائیہ سراجوں۔

**ایک اہم ترین مستلم** لئے اہم رہائے اور وہ قوم شاید مرنے پر

یہ کی قوم کہلاتے گی جسے اس سلسلہ کی اہمیت کا احساس نہ ہو یہ پڑھ سلطان جس حال ہیں وہ تو خوبیت سے اس کا مقاضی ہے کہ اس سلسلہ پر پوری اور فوری توجہی جائے۔ شکر ہے کہ بے پناہ پر نہیں، بلکہ کسی نکسی پہنچنے پر اس توجہ کی ضرورت اور اس سلسلہ کی

سمبان اہمیت مولانا احمد سید رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاقی برائیات دسائیں میں ہتنا کچھ حق تعریف ادا کیا جا چکا ہے اس کے بعد ہمارا کچھ کہنا خصوصی حالت ہی ہے، بلکہ یہی جسی ہرگز لفظ ایسی اپنے دلی ناتھ کے افہاریں کہہ رکھنے کریں۔

مح دزم اور محبت و فخر، اور غم و راحت۔ کے الاب قیاس میں ہمارا جو مشرب ہے وہ قادر ہیں سے پوچھ دہ نہیں۔ یہ کہنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ سجان اہمیت میں الرحمۃ کی موت پر آسمان اور زمین دوں رو ہے ہیں۔ زندگی ناتھاں سے بس ہیں ہے کہ ان کی وفا گھصف اول کے آخری لیڈر کی وفات ہے۔ ہندوستان مسلمانوں کی حد تک ہمارا جمال ہے کہ مولانا ازاد طیر الحجۃ صوف اول کے آخری فرد نے اور اب یہ دوسری صوف کا بھائی کیا سرمایہ ہے جو امیر سلسلہ کے تین بخود حجۃ رخجن کا خاص ذر کرتے ہوئے غصائے عدم میں تخلیق ہے تاجار ہے۔ درستے لفظوں میں یوں لکھئے کہ چاند اور سوچ تو بھی کے ڈوب جکے چند کم تاب ستکے ہی رونگئے ہیں جن کی دم دوشی میں امیر سلسلہ پا اس قریب جاہی رکھے ہوئے ہے اور احوال و خواص کی تاریک شہر ہیں۔ ایک کتاب ستائے بھی غفت سے کم نہیں ہیں۔ ایک بھی تاریخ اگر فرشتہ جوں کی دھمک سے ٹوٹ جائے تو ایسا گھوس ہوتا ہے جیسے دل ٹوٹ گیا۔ جیسے شب تاریکی سیاہی اور پڑھکی جیسے لزہ بیانام ایوان حیات کی ایک دیوار اور گرجی۔

مولانا احمد سید رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی تھے۔ ان کا حین تقریر مثالی ہے۔ ان کا علم و تحریر کی اختلاف کا مورد نہیں۔ ان کا حسن اخلاق ہر اس شخص کے زیان و قلم پر تحریر ہے جسے اسے شرف صحبت حامل رہا ہے۔ ان کی شکفتہ مزاجی، ان کی زندہ دلی اسکا جسی بیان، ان کی رعنائی تحریر۔ یہ سب چیزیں اسی ہیں جو دت تک یاد

ہے۔ اس ترتیب کا فی صفحات اس کی تدریکتگئی ہیں اور درست کے لئے کی خواست میں بھی آٹھ صفحات پڑھائی گئے ہیں۔ قارئین کے لئے تو یہ اضافہ شاید سرسری ہی بات ہو، لیکن ادارہ تبلی کے کیش بکس سے پوچھئے کہ سرسری ہی ترنسک اس کا تقدیم کم کر گئی ہے۔ چلتے اللہ الکبیر۔ کہنا یہ خفاہ ”جواب طلب“ سوالوں کے پلے سے ہمیں پھر دعوت شے پہنچے ہیں کہ ”ڈاکٹر بزرگ“ کمال ڈالیں۔ یہ دعوت قبول کرنے میں خدا تعالیٰ ہوئے کہ سردی کی ہبہ بانی نے اس عاجز کوش کر کے رکھ دیا ہے اور ذرگنا ہے کہ اعلان کے بعد اگر پورا ارسال اپنے قلم سے نہ بھر سکا تو عاریت پسیاہ قرار دیں گے۔ دوسرے کی سردی کشیری ”قسم کی ہوتی ہے۔ پھر بھی دعوت کو رکھتے ہو سکتا ہے کہ اگر پورا چہرہ ”ڈاکٹر بزرگ“ پورا یعنی عاقبتہ الامور۔ (مامنځانی)

**عربی کامل** [عربی سیکھنے کیلئے اب تک جتنی کتابیں ترتیب ہی ہیں، بلکہ مولانا شعودی مولانا شیراحمد عثمانی، مولانا منظر احمد سیکھانی اور شعبانے کئے اور مستند حضرات کی نامہ ہے جو پوستر کی کلیں ہیں جھپٹ جکی ہے۔ حصہ اول سورا و پیہ۔ دوم سورا و پیہہ سوم ڈھانی روپیہ۔ چہارم میں روپیہ۔ بخوبی تفہیم پونڈا ٹھرپے۔ (تباہ احتضانہ اول بھی مل سکتا ہے)]

**مسند امام احمد** [معجم ترجیح فوائد] (حدیث کا مجموعہ) کامرتب فرمودہ عبد الرشید عثمانی کا بہترین حلولات افراد مقید ہوئے ہیں۔ جلد آٹھ روپے تباخ تدوین حدیث پڑھ دیو۔

بھادر خواتین اسلام محمد بن روپے۔

شاہ نامہ اسلام جاریدہ حضور اذ عالم عثمانی محمد بن روپے۔

میزبان رسول حضرت ابوالحسن انصاری کی سوائچ دس آنے

تعیمات از مولانا عبد اللہ بن محبی پونتین روپے۔

قرآنی دستور انقلاب از مولانا عبد اللہ بن محبی

ڈھانی روپے۔

مکتبہ بخاری دیوبند (ریپ)

اہمیت کا احساس پوچھنے بچھنے والے عقول میں پایا جاتا ہے اور دینی ملت کا اور درست کھدا والے حضرات کے قلوب کی بے چینیاں کسی نہیں کھل سکتے اگر ہیں ہیں۔ ابھی پرسرت افزای خیر طرف ہی کہ یوپی کے ایک مقام ”بنتی“ میں خاتمہ دسمبر یا ایک سو فنہ مجلس اسی اہم ترین مستند کے سلسلہ میں ہوئے الالہ ہے۔ خدا کریم یہ کامیاب ہوا اور کوئی ایسی راہ نکل سکے جو منزلِ قصور کے صفر کو آسان بنانے۔

اسی موضع پر ایک خداگیر جائزہ بھی اسلامیک بو تھا اگر کافر نہیں (محبوب)، کی طرف سے، صفات کے طریقہ کی شکل میں ملت آئی ہے۔ یہ ایک حقیقت پسند از جائزہ ہی نہیں، بلکہ ایسا ہی انداز کا بصر و بھی ہے اور اس کے مرتبے صاف ذہن اور بالغ نظری کے ساتھ مشتمل تعلیم کا ہے جوچی تجزیہ کرنے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ کرنے کے کام کیا ہیں اور کن گوشوں کو نظر سر کھکھ کر اس سلسلہ کو حل کرنا ہے۔ دین و ملت کے اس کام میں عملی و بھی پلٹنے والے حضرات اس طریقہ کو ضرور دیکھیں اور جو ہائک فضاب تعیین کا تعلق ہے جماعت اسلامی ہند کے ارباب کار اور اصحاب حل و عقد سے بھی مشورت ہبہیت پیدا رہے گی۔ ان حضرات نے اپنے یہاں جس نوع کے نہایات دونوں فرمائے ہیں وہ فتنی عملی اور دینی دنیاوی ہر اعتبار سے قدر و قیمت کے حال میں پڑانے اختلافات اپنی جگہ ہے۔ اگر اتحادی نازک آزمائشوں کے اس دور میں بھی ہم نے تعصبات کے غلوگروہ بندی کے بخط، خود پرستی کے جزوں اور بالغینوں کے شوق میں اپنی ملت کے فعال ذمی فکر اور حوصلہ مندا فراہم کر دیا تو یہ اپنے ہی تابوت میں کیلیں ٹھوکنے کے مراد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق و شقاق اور نامود و تعصبات سے بناہ دے۔ آئین۔

**اگلا شمارہ ۹** [”جعلی کی ڈاک“ اب کی بھی آئی تو ہے، مگر ایک بھی موجود ہے میں تمام ہو کر رہ گئی مزید صفحات اس لئے نہیں دیتے جاسکے کہ تصوروں کی کتابوں کا ایسا کڑی نظروں سے گھیر رہا تھا اور کتابیں بھیجنے والے حضرات بجا طور پر اصرار فرمائے تھے کہ جلد ورق بصر و ادا کیا جائے۔ اب ظاہر ہے کہ ”بصر و بازی“ جب میر ابن حجر اندیلیست متعلق قانون تعزیر کی حیثیت اختیار کر گئی تو خواہی استجہانا

# حیاتُ الْبَشَارَةِ

بُشِّرَتْ كَوْلِنْ بِهِنْ سِجْهَمَا - پُھْرُوہ کُجھی خالق و خلوق کے دریافتی فرق کو  
بُھی نہیں سمجھ سکتا۔ پڑاہ اللہ تعالیٰ -

حضرات انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم وآلہ وسلم کے روحاںی  
درالج و مراثب حضرات شہداء و عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے  
درجات میں جیسا تھا۔ درجات اعلیٰ ہیں، لہذا ان کا مقدس مقام  
بُھی عالمی قدسیں اُن سے کمیں ارفع دا علی ہی پوگا۔ چنانچہ  
علماء ان قیمت کتاب الروح محتاطاً میں ارشاد فرماتے ہیں:-

عین ارواحِ طیبا ملیں ملیں طاہ  
دِ فَمَنْهَا أَرْوَاحُ فِي أَعْصِلٍ  
علیینِ فِي الْمَلَأِ عَذَّعَ  
کوہم کی ارواحِ الانبیاء صلواتِ  
دِ هُنَّ أَرْوَاحُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ  
اللَّهِ وَسَلَوَاتُهُ عَلَيْهِمْ وَهُمْ  
مُنْفَأُونَ فِي مَنَازِلِهِمْ كَمَا  
سَارُوا النَّبِيُّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
وَسَلَوَاتُهُ شَرَاعِ مَلَائِكَةٍ  
فَنَسِيَاه -

اور نہ پرالبی حاشیہ نسائی ص ۲۷۳ ج ۱ میں ہے:-  
وَكَذَلِكَ سَرِيَةُ النَّبِيِّ صَلَوَاتُ  
عَلَيْهِ وَسَلَوَاتُهُ الْأَنْبِيَاءِ لِمِيلَةٍ  
الْوَسِيَّاعِيِّ السَّمَوَاتِ،  
الصَّعِيرِ اندَارِيِّ فَيَهَا  
الدَّرَّاجِيِّ امْنَالِ الدَّجَانِ  
كَمَثَلِيِّ كَمِيِّ مَلَائِكَةِ رَبِّيِّ

+ + + + +  
اوہ علماء سرطی بشری الفکر صفت طفاف الحبیب میرزا  
در قالب الشعیی فی بحث الكلم حضرت مامشیت بحر العالم میرزا شاد  
فراتیں ارواحِ اعلیٰ اربعۃ وجہ

اس کا رجہا و عالم میں لوگوں کی بُداشت درستگانی۔ کے تحریک  
وضربات اپناؤں سل علیہم الصلوٰۃ و السلام بروٹ ہوتے اور اپنی  
اپنی خدمات جلید انجام دے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ نقوش  
قریب سب کے سب آخر بشری تھے۔ خدا نے جی دیوم نے جو قالوں  
”موت“ نوع بشر کے لئے مقرر کیا ہے وہ لفظی ان مقدس سنتوں پر  
بھی جاری و ساری رہا۔ قرآن عکیم اس کی کلی شہادت فرمائے  
وَمَآمِّ حَمَّدُ الرَّوْسَرِ شَوْلٌ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ  
کے سے رسول ہیں آپ سے پہلے  
(سورہ آل عمران) (بروہی مقدس) رسول پر کوئی نہیں  
(غلت) غلام کان در زمان دنوں کے لئے مشتمل پڑتا ہے۔  
جب زان کے لحاظ سے طلبوا جاتا ہے تو اس وقت معمنی اور لذت  
کے منز مراد پڑتے ہیں۔

فلہیں وہ دنیا سے گزر گیا یا چلا گی۔ گویا کہ دنیا سے اس کا  
تعلوں منقطع ہو گیا۔ اب وہ خداست جاتا۔ اب (قد مختلطہ میں  
قیامت الرسل) کے بھی ہوئے کہ آپ سے پہلے رسید اعیشی صلوات اللہ علیہ  
کے سوار جو حضرات انبیاء و رسال علیہم الصلوٰۃ و السلام دنیا میں تشریف  
فرما ہوتے اور وہ پھر دنیا سے تعلقات قطع کر کے خدا سے جاتے۔  
اسی طرح آپ بھی کسی دن دنیا سے جاتیں گے۔ بھی عنی (إِنَّكَ  
مَسْتَقْدِمًا إِلَيْكُمْ مَمْتُونٌ) رکے ہیں۔ آخر وہ دن بھی آیا آپ بھی  
دنیا سے قریب لے گئے اور خدا سے جی دیوم سے جلتے۔  
واللَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

علیہ وآلہ وسلم)۔  
”موت“ حقیقت میں انسان کی بُشِّرَتْ کا آخری ہیں۔  
بھی خمس انسانیں بیباش اور موت“ بھی ہے خایاں عورتیں کو بھی  
ملے مفردات الراغب ص ۲۵۷

دیکھتے زندہ آدمی اگر زمین نے اگر ہے میں یا وہی زمین پر سطھا  
یا سوتا ہے یا عبادت اپنی میں صورتِ مشغول رہے تو اُس کے سب کو  
زمین کے ضرر سے کیا ازدشیر ۹  
مثال کے طور پر یعنی حضرت عمر بن عبد اللہ (رض) یا حضرت یوسف  
علیہ السلام مشہور قول کے مطابق سیدنا عمر بن عبد اللہ (رض) کا یہ صحیب  
واعظ ہے۔ قرآن عزیز نے سورۃ القویں را دا کا الذی موعده لیتھ  
کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ خدا کے حق و قوم نے زندگی مالکیں ان  
پر ”موت“ وارد فرمائی تھامات، اللہ ہم امّتَنَعْمَرُ، ان کا جسد اپنے  
بچھوٹے پر جوں کا توں سوریں تک برادر کھا رہا۔ اس قازی ایک کے  
معابن ان کے جسد پر کوئی قسم کا بھی ضرر و نقصان نہ پہنچا۔

جب خدا نے حق لا بیوت نے ان کو بھر زندہ (شد رجشم) فرما  
اُن سے دریافت کیا کہ عمر رضا تم بیان کرنی درست تھیں رہے۔  
اُنھوں نے جواب دیا الہی! ایک دن یا ایک دن سے بھی کم۔ خدا نے  
قدوس نے فرمایا عمر رضا تم بیان سوریں تک تھیں رہے ہو۔ اگر  
سیدنا عمر رضا جسی عصری میں اور اُک وشور ہوتا تو یہ صحیح جواب یہ ہے  
کہ میں بیان سوریں تک تھیں رہا ہوں۔ اس سے عالم ہوا کہ حضرات  
انبیاء کریمؐ کے اجاداً طبیعیہ نوجات بزرگی پوتی ہے اور زمان میں  
اور اُک دشوار ہوتا ہے۔

حضرات انبیاء کریمؐ کے خصوصی اعتماد یہ کہ اُن کے اجاداً طبیعیہ  
اُن کی مقدس قبروں میں حفظ و صورت رہتے ہیں اور اُن کی ارواح طبیعیہ  
اُنلی علیین ہیں۔

حضرات انبیاء کریمؐ میں سے کوئی بھی بیوی ہو اس کا جسد اپنے  
زین کے اندر رہے یا زین کے اُپر، قانونی اہمیت کا راستہ رہا  
کرتا ہے۔

اور حضرت وصحابہ کمپ پر اسے تین سوریں تک برادر کوئی رہے  
ان کے مقدس جموں کو کسی قسم کا بھی کوئی ضرر و نقصان نہ پہنچا، کیوں؟  
اس لئے کہ وہ دنیاوی زندگی کے ساقی زندہ ہے۔

ہمارے سنن ابتو ماجہ کی اسی حدیث مبارکہ کے آخر میں یہ مقدمہ الفاظ  
بھی ہیں (ذیسی اللہ تعالیٰ یزد) اللہ کے نبی زندہ ہیں اور وہ کاماتے  
ہیں بھی ہیں۔ اس زندگی سے اعلیٰ طبیعیں کی مقدس زندگی مراد ہے چنانچہ  
علماء میں قسم کتاب الروح مکاٹب میں ارشاد فرماتے ہیں:-

(اول) حضرات انبیاء کریمؐ کی ارواح طبیعیہ احادیث میں جتنا  
ہو کہ شالی مکاری میں پیچ جاتی ہیں وہ  
مشک و کافر کی طرح مکاری ہیں اور  
جنت میں کھاتی ہیں اور جنت کی  
نحوں سے بہرہ اندھہ ہوتی ہیں۔  
اعداد کو عرش الہی کی قندیلوں  
میں آرائی کرتی ہیں۔

+ + + + +  
حضرت امام شعبیؓ کا یہ اشارہ اگر ای کوئی معمولی پیر نہیں ہے،  
اپ جلیل القدر تابعی ہیں اور پاچھوڑو حضرات حجاجؑ کو ایسی آنکھوں سے  
دیکھے اور ان سے فرض و برکات حاصل کئے ہوتے ہیں۔

### ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں کا یہ کہ ان کا حضرت  
انبیاء کریمؐ ”موت“ وارد ہونے  
کے نوراء بعد زندہ کردے ہیں جاتے ہیں۔ اس کا فرض صحیح ہے ٹوٹ ہنا چاہیے  
ہاں اسجاہ طبیعیہ کے متعلق صحیح حدیث ہے وارد ہے:-

ان اللہ حرم علی الاوضاع (اشتعالی نے زندگی پر حرم کر دیا ہے)  
کوہہ حضرات انبیاء کریمؐ کا جساد  
لبیک کوئی قسم کا ضرر نہیں۔  
(سنن ابن ماجہ)

خود ان افاظ یہی سے واضح طور پر ثابت ہوا ہے کہ حضرات  
انبیاء کریمؐ کے اجاداً طبیعیہ قبروں میں حفظ و صورت ہیں۔ بالکل صحیح،  
لیکن یہ بھی بھتی کی خود رہت ہے کہ اُنکا اجاداً طبیعیہ میں ارواح طبیعیہ ہوں  
یعنی یہ کہ حضرات انبیاء کریمؐ اپنی قبروں میں زندہ ہو۔ آتا اسجاہ طبیعیہ کی  
پھر اس حفاظت و دیمانت کی کیا اضورت تھی۔ اس حفاظت و دیمانت  
کی صرف بھی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء کریمؐ کی ارواح طبیعیہ اعلیٰ طبیعیں ہیں  
ہیں اور اسجاہ مقدس قبروں میں۔ اس سنتا ہے، ہو کہ حضرات انبیاء کو  
ایک قبروں میں زندہ نہیں۔

### حضرات انبیاء کریمؐ کا وحانی مقام

آخر حضرات انبیاء کے نشوہ ہے  
کا خیرہ رکھا جاتے تو اُن ماجہ کی صحیح حدیث کے الفاظ اُن باشنا حرم  
علی الاوضاع سے عدویہ ہے، ہو رہا ہے کہ وہ زندگی میں۔ اگر وہ زندگی میں  
تو اُس کے اجاداً طبیعیہ کی حفاظت و دیمانت ہی کیوں کہ جاتی۔

کے بعایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء مکرمؐ اپنی قبر و نبیر نہ ہو  
ہیں اور وہ دنیا خانزی بھی پڑھتے ہیں تو اگرچہ سمجھ کر حضرت  
امام ہبیقی نے روایت اپنی کتاب "الاعقاد" میں بیان فرمائی ہے۔

جس کے یہ الفاظ ہیں رَلَوْ تَبِيَاعَ أَحْيَاءَ فِي قَبْوَهُمْ وَنَصْلُونَ  
اور حضرت امام ابوالعلی نے مجھی اپنی مُسند میں اس روایت کو بیان کر  
چکے۔ اگر حضرت امام ابی حیان نے "جیات الابنیا" میں اس سے مجھی پڑھ  
اک اور روایت بیان فرمائی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:-

أَنَّ الْأَنْبِيَاً وَبَعْدَهُمْ أَقْبَلُوا [يعنی حضرات انبیاء کو] إِلَى زَمَنَتِ  
سَادَتِ الْيَهُودَ إِسْرَائِيلَ هُمْ وَارِدٌ بِئْكَلِّ نُورٍ بَعْدَ أَنْ كَانَ لَهُمْ إِذَا  
فَهُمْ يَعْنَدُونَ بِصَمَدَاعَ طَبِيعَةَ أَنْكَهُ أَجَادَ مُهَاجَرَةَ مِنْ لَوْنَادِي  
جَاهِيَّةِ جِنِّيَّةِ لَهَادِهِ ابْنَيَّهُمْ دَكَارَكَے پاں حضرات شہداء کرام کی طرح  
زندہ ہیں۔

اس روایت کا یہ آخری لفظ "کاشصداء" خود یہ ثابت  
کہ ہمارے کہ حضرات انبیاء کرامؐ حضرات شہداء و عظام کی طرح زندہ  
ہیں، کیونکہ قرآن کریم نے حضرات شہداء کی مقدس زندگی کے حقیقی  
پیغمبری کر دیا ہے کہ ان کی زندگی کو تم مجھی ہی نہیں سکتے کہ وہ کیسی  
زندگی ہے جس کی پوری بحث اور پرگزندگی ہے۔

اب نقطہ دعے کے لئے اس روایت میں کاشصداء کے حقیقی سوچنا ہے کہ حضرات  
انبیاء کرامؐ کی مقدس زندگی کو حضرات شہداء و عظام کی زندگی سے  
تشبیہ دی گئی ہے اور عقائد اسلام کا یہ اعلیٰ فیصلہ ہے کہ حضرات انبیاء  
کرامؐ اپنے درآمد و درآجع کے لحاظ سے حضرات شہداء و عظام سے  
کہیں اور فرع اعلیٰ ہیں، لیکن اس روایت میں کاشصداء کے لفظ  
نے حضرات انبیاء کرامؐ کو ان کے درآمد و درآجع کے مقابلہ پر حضرات  
شہداء و عظام کے درجات سے گردانی ہے۔ اس لئے کہ عرب ناسعدہ  
کے موافق مشہر پرشہر سے افضل ہی پڑکے۔ جیسا کہ "سیدنا کمال الدین"  
زید شیر صیاح ہے۔ زید شیر ہے اور شیر شہر۔ اس کے پیغمبھر سے کہ حضرات  
انبیاء کرامؐ حضرات شہداء و عظام کے درجات ہے کہ درجہ پر ہیں،  
الصیاد بالشد.

حضرات انبیاء کرامؐ کی آخری (اطلی علیین) کی مقامیں  
زندگی خود اس روایت کے ان مقدس الفاظ فتحم احیاءؐ<sup>۱</sup>  
عند رجسمؐ ہی سے ثابت ہو رہی ہے کہ وہ خداست جی دیوبیوم کے  
محفوظ ہیں۔

اور علم مسیحی شرح الصدور مد ۲۹ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وقال الحافظ ابن رجب في حافظ ابن رجب: أحوال العبور إلى زمانتي  
أحوال القبور في الأسباب: باب میں اور ارجح موئی کے بزرگی مقام  
کے متعلق و شاذ فرماتے ہیں اس میں  
التأسر في ذكر محل ارجاح المولى في البرزخ، إنما الدنيا  
شک نہیں کہ حضرات انبیاء کرامؐ کی  
ارواح طيبة اللذ تعالیٰ کے نزدیک  
اعلیٰ علیین ہیں، اور رفع بحث عماری  
علیین وقد ثبتت في الصحيح  
جلد دوم باب وقت النبي صلى الله عليه  
 وسلم میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نزع  
کی حالت میں آپ کی مقدوسی بانی فعل  
ترجمان بربر آخری محل تھا۔  
ان آخر کلمہ تکلم بعarusوں  
الله صلوات اللہ علیہ وسلم عن  
موقعہ انسان قال اللهم ارفق  
الدخلاء۔

اور حضرات الحدیث خاتم المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث  
دہلوی تفسیر فتح العزیز میں علیین کی تشریع فرماتے ہیں:-

مقام علیین بالاسے بفت آسمان آتا  
و پائیں آس تصل سورة المنافقات  
ہے جس کا پھلا حصہ صدرۃ المنافقات  
متصل ہے اور اس کا ادیبی حلقہ  
عرش کریم کے سید ہے باتے کے  
قرب ہے، تیک لوگوں کی روپیں  
یہاں پہنچا جاتی ہیں اور مفتریان  
اویسا اور اس متفرقی مانند سورۃ  
التفیت)۔

حضرات اولیاء و عظامؐ کی مقدس  
روڈیں بھی دہیں رہتی ہیں۔

حضرات ایں حالجات سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرات  
انبیاء کرامؐ کی ارجح طيبة اعلیٰ علیین عالم قدس میں مشاهدۃ الوار  
تعلیمات، اپنی پیغمبرتھی ہیں۔ اجسام مطہرہ مرقدوں (قربوں) میں  
محفوظ ہیں۔

حضرات انبیاء کرامؐ کی آخری زندگی  
اس کا کام کہتا کہ حضرات ایں پیغمبر

پاں بھی زندہ ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ کلمہ (عندار الحسن) نے جملہ (رسالت الیہم ارفا حسن) کو بالکل بے معنی کر دیا، کیونکہ بجا طرح طبیر احسان طبری میں ٹوٹاری اُجیں تو اتنا دعا میں اسے پاس زندہ رہنے کے کیا معنی ہے؟ اپنی قرروں میں زندہ ہیں۔ اور خدا کے حق و قیوم کو کہ پاس بھی زندہ ہیں، یہ خوب زندگی ہے۔ کیا یہ بات عقل سليم نہیں کر سکتی ہے۔

اور اکثر حدیثیں ابھی بھی ہیں جو حضرت  
کتب این است۔ مسند شافعی<sup>۱</sup>۔  
شیخ ابن حجر۔ مسند احمد<sup>۲</sup>۔  
فقہاء<sup>۳</sup> کے نزدیک، قابل کتاب نہیں  
مسند ابو القاسم<sup>۴</sup>۔ مصنف عبد الرزاق<sup>۵</sup>  
ہیں۔ بلکہ ان کے خلاف پر اجماع  
مصنف ابو بکر بن ابی ذئب<sup>۶</sup>۔ مسند  
عبد بن حیدث<sup>۷</sup>۔ مسند ابو داؤد طبلی<sup>۸</sup>۔  
فرق داعی از بھی ہے اور ان کتابوں میں کچھ  
مسنون دلقطی<sup>۹</sup>۔ صحیح ابن حبان<sup>۱۰</sup>۔  
کے بیان میں ہیں۔

مسند کے حاکم<sup>۱۱</sup>۔ کتب بھی<sup>۱۲</sup>۔ کتب (امل میں لاحظہ ترمذیں)  
طبیعتی<sup>۱۳</sup>۔ تصانیف طبری<sup>۱۴</sup>۔  
ان کتب مذکورہ کے متعلق حضرت محمدین نے یہ فیصلہ فرمایا ہے  
کہ ان کتابوں کی حدیثیں طبیعت اور طبقہ ثانیہ کی کتب احادیث میں  
روایت کی گئی ہو وہ قابل سن ہو گی ورنہ نہیں۔

ابن حنبل<sup>۱۵</sup> بھی اور امام الریضی<sup>۱۶</sup> کی یہ دونوں روایتیں طبیعت  
اویل اور طبقہ ثانیہ کی کتب احادیث میں لاش کی جائیں۔ اگر واقعی ان  
کتابوں میں سے کسی کتاب میں بھی یہ دونوں روایتیں پائی جائیں تو یقینی  
یہ قابل احتجاج ہو سکتی ہیں اور یہ پورا یقین ہے کہ یہ دونوں روایتیں  
صحیحون صحیح بخاری و صحیح مسلم، اور جامع ترمذی، سنن ابو داؤد مسنون  
شافعی اور موطا امام مالکیت میں نہیں۔ لہذا یہ دونوں روایتیں تالیں استاد  
اور قابل اعتماد نہیں۔ نیز اس سلسلے بھی کہ یہ دونوں روایتیں مقول و رایت  
و روایت کے اعتبار سے بھی ساقط ہیں۔

## اصول روایت درایت

روایت کے اعتبار سے تو اسے  
کتب احادیث جو کہ میں بھی روایت نہیں کی گئیں اور داداہت کے  
اعتبار سے اس سلسلے کے پیقل و داش کے خلاف ہیں جو حدیث عقل و  
داش کے خلاف ہو وہ حدیث کہلانے کے قابل نہیں، بلکہ وہ موضع  
دگر بھی ہوتی، ہو گی۔ حضرات محمدین نے اصولی تصریح فرمائی ہے کہ  
وادع کی تحقیق سے پہلے راویوں کی جرجح و تعذیل رجایع پڑھان اور  
چنان (جن) نہیں کرنی چاہئے، بلکہ استدی پہلے دیکھا جائیے کہ واقعی نفس  
مکن بھی ہے یا نہیں۔ اگر واقعہ کا ہونا ممکن ہے تو راویوں کا عادل د  
لٹھ ہونا ہی بے کار و بے سود ہے۔ چنانچہ صاحب تفتح المیت صاحب  
اوشار فرماتے ہیں۔

قابل ابن الجوزی<sup>۱۷</sup> دکل حديث<sup>۱۸</sup> | (حضرت امام) جوزی<sup>۱۹</sup> دون روایتیں

اب ان دونوں روایتوں کو حضرات محمدین<sup>۲۰</sup>  
کے اصول حدیثی سے بھی جا چکنا ضروری ہے  
لہذا اجاننا چلپتے کرام برقی کی تمام کتابیں اور امام ابو القاسم<sup>۲۱</sup> کی مسند  
اویل<sup>۲۲</sup>۔ وکی پرس طبیعت کی کتابوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ تیرسے طبیعت  
اویل میں ترمذ کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ صحیح احادیث بھی حسن و  
طبیعت اور کو ضرورات بھی، پھر ان کتابوں کے روایات کا یہ حال ہے کہ  
یہیں روایی عادل و ثقیل ہیں اور بعض سوراخال اور مجہول، چنانچہ ظالم ائمہ  
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی<sup>۲۳</sup> عجیل از نافعہ میں فرماتے ہیں۔

(طبیعت تالیف) احادیث کے جماعت از  
علماء متفقین بر زمان بخاری و مسلم  
یا معاصرین آنہا بالاحقین آنہا  
در تھانیت خود روایت کر رہا تھا  
ہوتے ہیں انہوں نے اپنی تصنیف  
میں روایتیں کی ہیں اور صحت کا بالکل  
اہتمام نہیں کیا اور ان کی کتابیں  
شہرت و قبول میں طبیعت اویل و طبیعت  
دو ثوق وحدالت و ضبط احادیث  
سچ و حسن و ضعیف بلا کشم اوضع  
نہیں اس کتب یافتہ میں شود و بیان  
آن کتب بعض مووف بعد الطائب  
و بعض سوراخال و کثران محدث  
سمول نہیں قیمت نہ شدہ اند بلکہ  
چنانچہ برخلاف آنہا متفقہ گشتہ  
دریں کتب تفاصل و تفاوت ہست  
بعضاً قوی میں بعض اسماں آں

# بہت ہی ضروری

معاد و جگر کی بیماریوں، تپ دل اور مخصوصاً امراض کے متعلق بگڑتی تدرستی کو بنانے کے لئے مست اور نہایت کارآمد طریقہ مفت ہنگاکر طریقہ۔ ہر قسم کے مرضیں مفت مشورہ لیجئے، لیکن جواب کے لئے لفاف یا لکھت رکھنا زار چھوٹے۔ اپنا پتہ پورا اور خوش طبقتی۔ میرا پتہ یہ ہے۔ بیگم حکیم محمد عظیم زبری۔ امر وہ سلع مراد آباد (بیوی)

## منہج لیجئے

دلی کے طریقے پڑے تجوہ کار قابل چکیوں کا ایک بورڈ ہے۔ اگر آپ بیماریوں تو باپا پورا حال اللہ کر ان سب ملکیوں کے مشورے سے تجویز کیا ہو۔ سماجی مفت لیجئے۔ خطا بوشہر پریگا پت ۲۸۰۔ سکرٹیری طبی بورڈ۔ نور گنج دلی ملک



دار الفیض حانی دیوبند (دیوبندی)

ایک مندر میں جب اک برائیت گرا کان اہل حرم کے کھڑے ہو گئے  
حادثے کا مگر یہ نتیجہ ہوا  
جتنے پھوٹ تھے بنت کچھ ہٹے ہو گئے

سلیمانیہ اور دیوبند کے فریدوں سنت  
امام تھے، ارشاد فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو عقل کے خلاف دیکھیں تو  
یہ کھلیں کہ وہ حدیث موضع ہے۔  
اس کی نسبت اسی چنان میکھڑت  
ہی نہیں کہ اس کے راوی کیسے ہیں۔ معتبر اور ممتاز کی تفید  
کی جائے۔

ابد علامہ سیوطی تدریب الراہی ص ۹۷ میں فرماتے ہیں۔  
علامہ خطیب رینگاری، سے  
منقول ہے، ہذا علماء اور علماء  
کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ  
حدیث کے موضع ہر یکی سب سے  
پہلی بدلی ہے کہ وہ عقل کا اس  
تدریف خلاف ہو کہ اس جن تاویل کی  
کچھ اسی نہیں اور اس میں خوش  
بھی شامل ہے جو مخصوصات و  
مشابہات کے مخالف ہو یا اُن  
علمی سے مفہوم قطعی یا حدیث متواتر  
یا اجماع قطعی کے منافق ہو۔  
اب آپ ان دونوں روانیوں کو ان اصول روایت دوایت  
سے خوب جائیج لیجئے۔

**فیصلہ ناطق** خود سے ہی غورہ نہیں کے بعد آپ پروردہ  
روشن کی طرح یہ روشن پوچھ لے گا کہ یہ قیمتی و قی  
اہی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے ربط اور یہ جوڑ الفاظ ہو جی سکتے  
ہیں جو مفہوم کے اعتبار سے عقل و دل کے خلاف ہوں تو یہ لیے عاذ بہ  
د بالله

فتح شکست! پشت شگاہ تحریت پذار میں

# شکل کی طاہر

خلاف خروج کیا اور اُس کو حکومت کے گھاٹ اُنارو یا گیا۔ کیا نہیں اپنے معاویہ پر دافعی صاحبِ خلافت تھا؟ اُس کے خلاف حصہ حکومتی ہیں نہ سوپ ہیں وہ سب جھوٹی تھیں؟ کیا امیر معاویہ نے مرتبہ ڈھونڈا تھا کہیں وہ سب جھوٹ تھیں؟

دوسرا طرف کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ حسین ابن علیٰ چاہا تھا اور خلافت کے لئے کوشش تھے؟ کیا انہوں نے طلبِ دینی کی غرض سے مٹھی بھر کر مزدود یوگوں کے ساتھ بزرگی محسوسی حکومت کا مقابلہ کرنا آسان سمجھا؟ کیا سب سردار مانی اور نیز الاتِ حرب کے ایک حکومت کے ساتھ حکومت چھوٹ کے لئے جگد کی جا مکتی ہے؟ اور اسی فرم کے ساتھ دفاعات اور سوالات ایسے ہو سکتے ہیں جو یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حسین نے یہاں کا زار کی جو دا افشار کی وہ طلب، بتا کرے ہیں تھی۔ بلکہ اس کا مقصد دوسرا تھا اور وہ یہ تھا کہ اسلام کو مذہب اور اُس میں دنیا کی تمام محرومیات ہوئیں کی طرف سے داخل ہو جائیں اسکو حکم کر دیا جائے اور اُس کے لئے ایک مثال فتحِ کلی ہے کہ دو دن کی حدود میں مانے والے واقعات قلمبند کئے ہیں اور ان کو جی بھر کے دسوالوں پر یہاں کیا ہے۔ یہ بیان صدر اقت پر منی ہیں ہے: تابع کامطالعہ دریافت کے کوئی شہر سے اہل بیت کے دستیوں اور چاہئے: ذلوں کو حکومت وقت نے طبع طبع سے ستایا اور انہیں معذ و رکر کے رکھ دیا تھا۔ اس لحاظ پر سے تو کہنا پڑتا ہے کہ یہ کہاں سے مذہب اور اُس مذہب سے کہ امویوں کو بدنام کرنے کے لئے اس ستم کا مواد قلمبند کیا گیا ہے۔ میں یہاں تفصیل میں جانا ہیں جاہناز امویوں۔ تاکہ اسلام قبول کیا اور اُن کی اسلام دشمنی دنیا پر روز روشن کی طبع ہو ارے۔ تابع کا ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ امویوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا برداشت کیا۔ امویوں کا اطرز عمل کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔۔۔

**ایک مکتوب** | جناب امیر طیر صاحب مانہنہ انتقالی ریتند۔ تبلیغات انجھا فوس۔ ہے کہ میر اینا راستے کا اخبار کروں کہ اس پاہنامہ علیٰ وہ پرہ پہ نہیں۔ چو جو ہنہ دینیوں پہلے چاہیے کی قابلیت مسلک اور آپ کی راستے بہت بھی طھوس۔ مگر جو بے کوکتاب "خلافت معاویہ دینیدہ" پاکستان سے بھرت کر کے ہے تھا آئی اور اُس کے بہت سے چاہنہ داسے پرہ اہو گے۔ گوئیزہ جیوں سے علیٰ کا کوئی شمارہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا کاروں قلم صرف اس کتاب کی عیج سرائی میں صرف بورہ ہو ہے۔ میں اس کتاب کے متعلق اپنے خیالات کا اخبار کرنا نہیں چاہتا۔ میکن اتنا ضرور کہو گا کہ جس قابل مصنف نے اس کتاب کو شہی و روز کی اگلے تاریخ سے تیار کر کے لوگوں کو دینی ہے۔ وہستان کی اتفاق کو ایک دوسرے کا دشمن بنانے میں جو کام انجام دیا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ صدیوں سے مسلمان امویوں کے خلاف من مانے والے واقعات قلمبند کئے ہیں اور اُن کو جی بھر کے دسوالوں پر یہاں کیا ہے۔ یہ بیان صدر اقت پر منی ہیں ہے: تابع کامطالعہ دریافت ہے کہ پیشہ سے اہل بیت کے دستیوں اور چاہئے: ذلوں کو حکومت وقت نے طبع طبع سے ستایا اور انہیں معذ و رکر کے رکھ دیا تھا۔ اس لحاظ پر سے تو کہنا پڑتا ہے کہ یہ کہاں سے مذہب اور اُس مذہب سے کہ امویوں کو بدنام کرنے کے لئے اس ستم کا مواد قلمبند کیا گیا ہے۔ میں یہاں تفصیل میں جانا ہیں جاہناز امویوں۔ تاکہ اسلام قبول کیا اور اُن کی اسلام دشمنی دنیا پر روز روشن کی طبع ہو ارے۔ تابع کا ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ امویوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا برداشت کیا۔ امویوں کا اطرز عمل کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اب رہا سوال کہ داععہ کب تک اس نیجیت کا داععے ہے؟ کیا اس داععہ کوئی کہا جاتے ہے کا کہ ایک بالغی نے ادا شاہ وفت کے

کی آج دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو ایں بیت کی خرابیاں بیان کر سکے؟ کون ہے جو اُن میں کسی حکومت کی برائی ثابت کرے؟ بہتر اس کے اُن کے مقامی کسی کو بھی کھڑا لیا جاتے ہیں میں متذمماً اور خرابیاں پاٹی جاتی ہیں۔ جب کہ دنیا اُن پاک اور پیغمبر ارسلانوں کے کچھ عیوب نہیں بیان کر سکتی تو اُن کے سامنے دوسرا جو عیوب اُن لوگ

خاچب کے نزدیک اموری تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اُس کی مثال بھی الی ہی خونداں خیلی صیبی کر ایک بچہ اور ایک بھیرتی کی تھی، اگر لوگ بھیرتی کے خوف سے بچہ کو نہ بچانا جائیں تو اُنکی اپنی کم طرفی اور انسانیت کی سب سے لیتی حالت ہو گی۔ وہی حال جناب حسین کا تھا وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس وقت خاموش رہ جائیں اور آوارہ حق کو بلند نہ کریں تو دین حق مست جاتے گا اور اُس میں ہے تمام یادیں شامل ہو جائیں گی جن سے خدا اور اُس کے رسول نے بچانا چاہا۔ اگر اس موقع پر لوگ صرف خوف اور حکومت کے اثر سے خاموش ہو جائیں تو ایک صالح اور ہر شمن انسان کا شیوه نہیں ہے اور یہ نسل کو اچھا نہیں کہا جا سکتا اور ہر فرمومن کا فرض یہ ہوتا ہے کہ اُس کے ساتھ باب لیلتے اپنے تن من کی بازی لگادے اور بھی سب کچھ حسین ابن علی غتنے کیا۔

تفہم غضیر کہ جس تخت پر نیزیدہ کے پیٹ کو بھیتھے انکار صرف اس بات پر تھا کہ وہ تخت خون اپنی بیت پر رکھا گیا تھا اور وہ اموی جیلیں، الف رحکران "عمرانی" - عمر بن عبد العزیز نے اپنے دورِ خلافت میں "امیر المؤمنین نیزیدہ ابن معادیہ" کہنے والے کو بیس دروں کی سزا دے سکتا ہے تو ہم اور آپ یہ کیسے اندازہ لے سکتے ہیں کہ نیزیدہ مشتر صفت انسان تھا اور لوگوں نے اس کو بنام کیا۔ اگر خور سے اور خلوص بیت سے دیکھا جائے کہ جس تخت پر پیٹ کو بھیتھے انکار ہو تو اُس کے بات کے متعلق خوش اعتقادی رکھنا کہاں تک درست ہے۔

بھروسال واقعہ کر لیا کہ گھنٹے کے بعد بھی نیزیدہ شہنشہ پر سے یہ بندگاہی نہیں دھل سکتا اور اُس نے اسلام دشمنی سے کیا کچھ نہ کیا اور اُس کا نیزج کیا نکلا، دن آج کس شخص کو خراجِ حسین ادا کر رہی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تجراہ حق و صداقت بتاتے جاتے ہیں  
وہ با تحدیت نہیں سر کرتے جاتے ہیں

نیزیدہ کے لگاؤں سے گرتا جاتا ہے  
حسین ہیں کہ دلوں میں سکائے جلتے ہیں  
کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے۔  
ہم سچے سچے نہ ترکے لال نیض

موجود تھے اُن سے زیادہ قابل اور کچھ نکر اُن سے پر ترہ مسکتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور نبی میں کوئی عیب نہیں تھا؟ مگر دوسری طرف جناب علیؑ اور حسینؑ ابھی علیؑ میں کوئی عیب بتا سکتا ہے؟ اس صاف ظاہر ہے کہ دنیا آج بھی صیبی ایں علیؑ کی برتری کو سلیم کرتی ہے۔ رہی یہ بات کہ اُن کے عمل کو اپنا عمل بنا چکر کرنا ممکن تھا اور ہے اس لئے اُن کی رکش سے اپنے کو قدر رکھنے کی خاطر امیر معاویہ اور نیزیدہ کا پشت پناہی کی جاتی ہے۔

میں اپنے اس بیان کو زیادہ طویل کرنا نہیں چاہتا اس لئے مختصر اعرض ہے کہ اگر انسان ذرا بھی ٹھنڈے دل سے غور کرے اور واقعات کو لا کو لکھنا ہی ٹھنڈا کر اور گر اک گریوں نہ کھا جاتے۔ ایسا یہ سب محسوس کریں گے کہ اتفاق کر لایا جو وقوع پذیر ہو اپنے اُس کی تھیں خواہ شرق سے شامل نہیں تھی، بلکہ ایک جدید خدمت دین تھا۔ اور وہ بھی حق اس لئے تھا کہ دین کی بازی لگانی پڑتے تو بھی دریخ نہ کیا جائے۔ فتن و خور کے دنیاوی وظاہری اس باب حرب و خرب شان و شوکت، جاہ و شکوہ گثیرت فوج و سمعت، ملک کنتی ہی کیوں نہ ہو ایک مرد ہوں سکا وہ نہیں بے سر و سامانی میں بھی اپنی قوچی یہاں سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں نور ایمان ہو ہمہ کے لئے ایسی طاخ غولی طا تھیں کہ مگر ہمیونکی فرمادیوں سے تا ابد بحال یافتہ جسیں کاہر جاہد اپنی ایمان کے لئے راہبر و رہنماء اور مشارک نہ ہے اور فاسقوں پر ضرب کاری!

ایک نکتہ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اجماع امت جناب حسین کے خلاف تھا کہ آپ وہ راست اختیار نہ کریں جس کا کہ آپ نے ارشاد فرمائی ہے تو اس کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک جنگل میں ایک شیر خوار بچہ ہے اور اُس کی طرف کوئی دندہ آتا دھکائی دیتا ہے تو ایک شخص بہت کر کے اُس بچے کو بچانا چاہتا ہے اور دوسرے روشنے پر ہمہ کوئی جس جگہ جاتے ہے پر وہی حق میں پُر اکر رہے ہو تو غزوہ وغیرہ۔ مگر جس شخص کی تیت میں طlus اور انسانیت سے ہر درجی ہو گی وہ کبھی یہ گوارہ نہ کر سکے جا کہ ایک انسانی بچہ ایک دندہ کا شکار ہو اور دوسرے لوگ صرف درندہ کے خوف سے بی بی دہاں جاتے ہے درگذر کریں اور دوسرے کو بھی روکیں ایسی حال اس وقت

لوں کا (۲۳) یا بزرگ کے پاس جانے دو کہ خود اس سے نہیں لوں رجھن  
رواتیوں میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ ”تاکہ میں اپنا ملت بزرگ کے ماتھیں  
دیدوں۔“ لیکن یہی نہ دبی روایت لی چکر سے کوئی بھی تابعی دان  
انکار نہیں کرتا، ان تین صورتوں کی اجازت حاصل کرنے کی خواہش  
بر طبعاً ہی ہے کہ حضرت حسینؑ اس وقت جان دینے کو فریاد

واجب تو کیا شخص و پسندیدہ بھی ہیں کچھ رہے تھے بلکہ کوئی تو  
مواعید کی قلعی حل جانے کے بعد بھی چاہتے تھے کہ اس کھیڑک سے  
مکل جائیں۔ پھر اس کردار آدمی بھی اگر یہ سچے ہیں کہ حضرت حسینؑ  
سردی نکلے تھے اور مردینے ہی کو آپ نے بقاۓ اسلام کے لئے  
ضد روایت بھاٹا تھق علیرا بھی حقائق کی موجودیں یہ شاعری کمی  
حقیقت نہیں بن سکتی۔ یہ الگ بات ہے کہ حروفوں نے جب آئی  
کوئی بھی بات نمائی تو آپ نے اسی پامردی کا ثبوت دیا جسکی  
واقع ایک سروجری سے ہو سکتی تھی۔ ”خلافت معاویہ و بزرگ“

نایق کتاب کی ایک ایک سطحی غلط انی جانتے تو اس سے اس  
مسلم نایقی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حضرت حسینؑ کے  
جس اقدام کو بقاۓ اسلام کے لئے انتہائی ضروری اور صدقی صد  
برحق بتایا جاتا ہے اسی میں ان کے دور کے نتو مندرجہ نے فکری و  
ذہنی پروازی کی نہ مجاہدین نے ہاتھ پیروں سے سامنہ دیا حالانکہ  
ان کے زمانے میں بہت صحابہ اور چہاد پیشہ تابعینؑ موجود تھے  
کیسے مان لیں کہ اگر بزرگ کے خلاف اقدام کرنا غیر مشتبہ طور پر  
عنید حق تھا، اس کے مفعح اور غلط ہونے میں دوراؤں کی گنجائش  
نہیں تھی اور اس کی حقایقت و ضرورت اتنی ہی الہمن الشمس اور  
قطعی تھی تھی نتائی جاتی ہے تو تمام صحابہؓ تمام مردان کا انتقام  
دیدہ ور تمام ارباب شیخ و علم فکری اعتبار سے پھر عملی اعتبار  
سے بے حریس اور جرأت ایمانی کے لحاظ سے برف ہو کر رہ گئے۔ وہ  
سب بزدل تھے، بھیت تھے بے عقل تھے، بیت بھت اور  
ضیافت الہمماں تھے، ایک سین رضی اللہ عنہ کی غیر ضروری مدح  
کے لئے پوری قوم کی عقیدہ قتلیل بھیت ہتھی ہے۔ یہ سودا جسے پسند  
ہو کر لے ہم سے نہ پوچھ سکے گا۔

اہل بیت کی برائیوں کا سوال نر جو بھی نہیں۔ جس نہی  
برائیوں سے سوائے انہیاں کے کوئی نہیں، پھر لیکن صحابہضوان اللہ

**الجواب ۹۔** ہم چاہتے تھے کہ اب اس بحث کو تمہرے کر کے کھلا  
جلائے لیکن اس دروان میں بہت سے خط آئے (جن میں سے ایک یہ  
بھی ہے، ان سے اندازہ ہو اگر جذبات کی کوئی بعض دستیوں نے  
چار منصف بھجنے میں قاطعی کی ہے۔ لہذا کوئی حرج نہیں الگ اس خط  
کے جواب میں کمی بدگمان دستیوں سے لفٹنے ہوئی جائے۔

ہم نے کمی نہیں کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ طلب دنیا  
اور جو جاہ کے متواہے تھے، ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی  
لکھتے ہیں کہ جب ہزاروں ہزار کو فیون نے دعہ کیا کہ آپ کو فی  
فرزیف لے آئیں تو ہم آپ سے بیووت کریں گے اور حضرت حسینؑ نے  
اس کی تصوریں بھی کریں تو آپ نے سفر کا راہ فرایا۔ مقصود ظاہر ہے  
بزرگ کے بال مقابل خوف خلافت پر لیکن ہونا حالانکہ اس مقصد کے پچھے  
نیت کیا تھی؟ اس سوال کا جواب ہم نے بھی نہیں دیا اور نہیں شے  
سلک کر آپ دنیا وی عیش و عشرت اور جاہ و حملت کے خواب پر  
یہ تھے بلکہ پہلے بھی یہی جواب تھا اب بھی یہی ہے کہ آپ دینیات  
ہی کی فلاخ و بیرونی نیت سے نظام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے  
تھے۔ آپ کا خیال یقیناً ہمیں ہو گا کہ بلکہ دلست کے لئے ہم بزرگ سے  
زیادہ بہتر کام کر سکوں گا، اگر ایک شخص دیانت کے ساتھ سمجھ رہا ہو کہ  
خیفہ وقت کے مقام میں معاشرے کو بہتر سے بہتر بنانے کی اہمیت  
نہیں ریا رہے اور اچانک ہزاروں لوگ پیغام بھی بھیج دیں کہ آپ  
کو خیفہ بنانے میں ہم پوری مدد دیں گے تو اس شخص کا اس پیغام کو ہوں  
کر کے حصول خلافت کی جانب قدم ٹرھانا طلب دنیا اور عرصہ جاہ  
جیسے گھٹا عزاً اُن کے تحفت ہرگز نہیں آتا۔

یہ حص شاعری ہے کہ حضرت حسینؑ جان ندیتے تو اسلام کی  
روح نہ ہو جاتی۔ اس شاعری کی تردید و تغییر میں کچھ کہنا انھوں ہی  
ہو گا۔ جس تابع پرسیت ہیں وہی نتائی ہے کہ حضرت حسینؑ نے  
جان دینے کے لئے سفر نہیں شروع کیا تھا بلکہ اس سے شروع کیا  
تحاکہ ہزاروں کو فیون کے وعدہ حاصل نے حصول خلافت کا امکان  
پیدا کر دیا تھا اور بھی نتائی ہے کہ عاصمرے میں آجانتے کے  
بعض حضرتؑ نے تین باتوں میں کسی ایک کی اجازت بھی چاہی تھی۔

(۱) یا تو مجھ دیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں (۲) یا کسی مردوی  
مقام پر مجھ دو جہاں دیاں اور سماں اُن کا ہو گا اسی پر میں نہیں گلزار

بے کو جو حقیقی کے ز پرورد وع اور عظمت و تقدیر یہ ہے کہ یقین رکھتے ہیں کی کفری و اجہادی برتری کو بھی لازم قرار دے لیتے ہیں، ملا ناگری لزوم خلافی تیقت است۔ یہ مسلمان ہے اور پرہلے ہے کہ ایک شخص بے انتہا پا کیا باز نیک نیت اور حق پسند ہونے کے باوجود فکر و نظر میں غلطی کر جاتے۔

رہا یہ کہنا کہ حضرت حسینؑ کے عمل کو اپنے حمل بنا چکرنا حکم تھا اس لئے امیر صاحب پیر و نبی دیکی پشت پناہی کی جاتی ہے تو خطاب معاف یہ مکھیوں اور جنول کی کشم کا استدلال ہے۔ جو لوگ حضرت حسینؑ کے موقف کو ہموہ بورجن اور قابی تقلید اور برا عن المغلظ اور سراپا صواب سمجھتے کہ شرود میں مدعی ہیں ابھی میں سمجھی ایک کام تو جو حسینؑ نے اُسوہ حسینؑ کی پیروی کا ظاہر ہوا کیا ہے۔ اسوہ حسینؑ یہ تو ہے اکٹام اہل الائمه کے تمام اکابر تمام ساختی دل الاما شام اللہ۔ بزری کے خلاف تمام سچن نہ تھے اور بھرپوری حضرت موصوف نے اقدام فرمایا اور شہادت حاصل کی۔ یادوں۔ ان تبرہ کو رسول میں حرب حسینؑ کے سینے فکار عویا رارڈ میں کوئی ایک بھی ہے جس نے اس طرح کے کسی اقدام عمل کا برائے اس بھی بیوت دیا ہو۔ تاریخ جلخ دے رہی ہے لاگر کوئی داقع جو یہ بتائے کریبت حسینؑ صرف شاعری نہیں بلکہ واقعات سے بھی اس کا جوڑ ہے۔

بات بہت خوبصورت ہے کہ ایک مردموں تن تبلیغ ہر سانی کے عالم میں بھی کافر فوج اور مسلم جنگ کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن حقائق اسکا ساختہ نہیں ہے۔ جگہ احمد کے جاہدوں سے بڑھ کر صاحب ایمان کوں پوچھا لیکن حد اسے ذوالجلال نہ کھلا دیا کہ درستی نکری علمی معمولی سی چوک اور تھوڑی سی خلفت بھی سخت نتائج میدا کر سکتی ہے۔ تدریس بنظاہر مخصوص ہے یہ افادہ زیادہ بر غالباً آتے لیکن کیا اللہ نے نہیں بتایا کہ ہم نے ان تھوڑوں کی مدد فرشتوں سے کی تھی۔ ثابت ہوا کہ معاملہ جائے رسول یہی کامہد اور تدبیب و سبب اور علت و علوں کے فهم کو درہم برہم نہیں ہوتے دیتا۔ اس کے اختیار میں تھا کہ فرشتوں کی مدد کے بغیر یہ صرف لفظ گُن نہیں جاہدیں پدر تھیاب ہو جاتے اور بھی ایک جاہد کے خراش بھی نہ آتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اللہ نے فتح کے لئے نادا ای اسباب بھی پیدا کئے جیسا کہ بصریں نے واقع ہائے اور فرنٹ سے بھی ٹھیک جیسا کہ فرقہ ایمان کرتا۔ ہے اور جاہدیں کے رزم ہوتے کچھ نہ شہادت بھی پاتی۔ رضی اللہ عنہم جمعیت

علیہم سے جو ہر ایسا سرزد ہوئی ہیں ان کے بارے میں اپنی کتاباں پر کہ شاہست قرآنی ان الحسنات یعنی ہبہں الشیعات کے تحت وہ شیعوں کے بھرپور کمال میں جو پور کردہ گئیں۔ اہل بیت بھی اصحاب ہی تھے۔ ان کے ہر انتہے کیا کہنے۔ ان سے الگ کسی معاملہ میں خطاب ہوئی بھرپوری۔ اور ازراہ ارشاد بیت حضور ہبہی بھرپور کوئی وہ جنہیں کہ حسنات کے اثر سے کالعالم نہ ہو گئی ہے۔ عیوب الحضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں تھے تو اس سے نہ ان کی مظلومت مجاہدین بخوبی ہوئی ہے تیری لازم آئا ہے کہ ہر مختلف فیہ معاملہ میں ان کی راستے اور مخفی غلطی ہو اور حضرت علی حسین اس علی رضی اشتہ عنہما میں الگ عیوب نہ تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا ہر اجہاد ہر راستے پر خالی درست ہی ہے۔ دنیا آج حسین این علی کی مرثی تیکیں کردنے ہے تو شیخ باروش دل میشاد۔ کون پذیری ہے جسکی کثرت رسول نبی اسیاب الحزن ایسا دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزت و حرمت کے کسرانی ہے لیکن فرآن حکم دیتا ہے کہ یہی بات کو جسے تم حق و مہم و سمجھتے ہوں چلے ہے یہ تھا رحی اپنی ذات اور تباہتے والوں نک کے خلاف پڑتی ہے۔ پھر کائنات کے سب سے بڑے انسان مجھی سملی اقتدار دلہم نکل سکتا ہے میں خود محمدؐ بھی کامور خدا کا بھی چکم ہے کہ اس کی تباہت و تصویب میں مدد و حمایت نہ پڑھو تو اور کس کی شان پر کہتی ہے کہ اس کے سکتے تعریف و تدقیق کے پر ہوا کوئے لکھام چھوڑ دینا کوست ہے۔ ہم اپنی معنوں اور اپنے ناطق فہم و شعور کی تمام تردیدیات کے ساختہ بھی سمجھتے اور کہتے ہیں کہ شہادت حسینؑ کی تیفعت چاہئے کچھ بھی رہی ہے پھر اس کی ذمہ داری کسی پر بھی عائد ہوتی ہو، لیکن جس سفر کو وہ کے شیخ میں پرس کچھ پیش آیا وہ ایک ایسا سفر تھا جس کے درست و نادرست ہونے میں دور ایوس کی گنجائش پہلے بھی تھی اور اب بھی ہے حضرت حسینؑ بھی نہ تھے کہ ان کے احتماد اور عمل کو نیک نہیں کا کریمی دستے ہوئے سیاسی اور تدبیری لحاظ سے نادرست مان لینا ایمان دین کے لئے پیغمبر اصل میں جائے۔ نہ اس سے ان کی عظمت میں نہیں اور تقابیں بے غایب میں پھر فرقہ آتا ہے کہ اخنوں نے کوئی فیروں کے جن مواہی نصرت پر بھروسہ کر لیا تھا وہ یاد رہتا ہوئے اور واقعات نے اسی کو روشن کر لیا کہ بعض مدبر صحابت نے جس ہوتا اک انجم کا پہلے ہی اندر نہیں ظاہر کر دیا تھا وہی جیش آیا۔ بنیادی خرابی بھی

گذرا تو خود رد یکھتے!۔ اگرچہ یہ بدبھجے اور اسلوب کے لحاظ سے سمجھا نہیں ہے، لیکن بعض مطالب، بہر حال اس میں ایسے ہیں جن کا لوٹی لینا آپ کو خود رد یکھتے۔ بحث اس کے کہم ان مطالب کی نشاندھی کریں آپ خود یہ مذکورہ اداری طریقہ کا لصیں منتخب فرمائیں اور شیکھیں تو جواب دیں۔

### الجواب :-

جب ہم دوسروں کی مزاج پرسی میں کمر نہیں چھوڑتے تو دوسروں کی یہی پہاری مزاج پرسی میں تصریح کا ہے ہی دیں گے۔ میاں ہمارے پاس آتا ہے اور بیتہ اداری کو ہم نہ مزے سے کر رہا ہے۔ دوران مطالعہ میں برابر فالب کا یہ صدر مذکون میں کو بخستہ رہا۔

### سیدہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

فاضل دیوبنے طرز و طعن اور تحریر و تصحیح کے حصے تیر جاتے ہیں ان سب کیلئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو شخص دوسروں کا تھا اگر تابے استے تارہ تھا جاتے کہ اس کا بھی سمجھا کیا جاتے گا۔ اب یہ اپنی کوتیتی ہے کہ کون کس رنگ میں تعاقب کرتا ہے۔ بہر حال ان کے تبرہ و تہہ طعنوں اور حیثیتوں کا جواب نہیں دیتا، البتہ اگر وہ مٹھنے دل سے مُن سیکھیں تو جنہاں تیز جسد باشیں اُنمی سے خاطب چرکر عرض کرنی ہیں۔ کاش وہ غصہ نہوں کر مٹھنے سے دل وہ راغع سے توجہ فرا سکیں۔

اول یہ کہ اگر ہم اپنے کو ”فاضل دیوبن“ لکھتے ہیں تو اس پر طعن کا کوئی موقع نہیں۔ اس ترکیب میں ”فاضل“ کا مطلب شاید یہ تو کوئی سخن ہے جسی سے مکتا ہے کہم دعوه فضیلت و تحریر قریب ہے ہیں۔ ہر وہ شخص جو دارالعلوم کا شفاب ہم کر کے سنبھال فراغت میں لے اصطلاحی زبان میں ”فاضل دیوبن“ کہلاتا ہے، چاہے قابلیت کے لحاظ سے صفر اور عقل و شعور کے اعتبار سے نابالغ ہی یوں نہ ہو۔ اسی حقیقت کو ہم برخلاف اپنے کرکتے ہیں تو یہ کوئی جرم نہیں۔ عنصر و نہیں۔ خودستائی نہیں۔ کسی کا اس اندراز سے طعن کرنا گویا ہم زبردستی خود کو ”فاضل دیوبن“ ظاہر کیا کرتے ہیں بڑا بے عزم کام کا طعن ہے۔ یہ اُس وقت تو کچھ چھکا جب پہاری سُر اٹڑا لی جاتے اور دادا عالم کے جھٹپتوں میں تحریم کردی جاتے۔ اس کے بغیر یہ بھوٹا اور

صاحب مکتبے تیرخوار بیجے اور سرکی جو مثال دی ہے کھاکار ہے۔ رجھانے اکھوں نے ”بچہ“ کسے اور ”شیر اور بھیر“ کسے قرار دیا ہے اگرچہ مراد اسلام ہے تو صوف کو کچھ لینا جاتے ہے کہ اسلام اُس وقت بچوں نہ تھا۔ وہ تارکوں قارہ تی میں جوان ہو چکا تھا۔ تاہم مثال کے غیر واضح اور غیر منطبق ہوتے ہوئے بھی اگر اُس بات کو صحیح مان لیا جاتے ہے جو صوف کے پیش نظر ہے تو اُنکی کے لقول سمجھا جا ہے کہ دو رحیم کے تمام عالم و خواص تمام عجایب تمام اتفاقیات تمام اہل نظر تمام مدربین نعمۃ بالشکم طرف ”بد بالمن“ حق ناشنا اس بزرگ اور فرانس سے مافل تھے۔

حضرت علام ابن عبد العزیز نے یہ کہ امیر المؤمنین سمجھے واسے کو سزادی تھی یا نہیں دی تھی یہ طبع بات نہیں ہے۔ جن روایات سے یہ شاید ہو سائے کہ سزادی تھی وہ اُس اوضاع میں اسی دوستی پر پوری نہیں اُترنی جو حقیقیں دیجاتیں میں بلکہ اختلاف تھے۔

ادریزید کے بیٹے نے باپ کے تخت پر بیٹھنے سے انکار کیا تھا لیا ہیں اس کا اظہریان بھی علم سیہی نہیں ہے۔ اگر کیا بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں ہے اسکے بیڑا و سایہ ناصی دفا رخ تھا جیسا شہر کیا لگا ہے۔ بعض طبائع الحبیرون اور ہرگز کاروں سے تھی ہیں۔ زمانہ ہرگز کاروں اور اشغال خیزوں کا تھا ہی، تخت ادریزید پر بیٹھنا بہر حال ایک تکھبیٹہ اور بکھر اموں لینا تھا۔ اگر اب اسے بیٹھنے سچ جو احتراز کیا ہو تو یہ کوں پسند اور غافیت گیر طبیعت کا تقاضا بھی ہو سکتا ہے۔ والد اسی علم خاتمه کلام کے طور پر ہم اتنا کہتا ہیں کہ جو تھیں تو اس پر تنقیدیں ”خلافت معاویہ و زینبیہ“ پر کی جا رہی ہیں ایک جو ابدی ہے اسے ذمہ نہیں، لیکن جو کچھ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما یا حسین اور زینب کے مسلمان ہیں تھم لکھتے رہے ہیں اس کے ایسا یہ لفظ کے ذمہ ارہم ہی ہیں۔ اس کے باعثے میں جب کوئی سمجھی ترقید ہو گی اس پر توجہ کریں گے۔ جذباتی ہاؤ ہر قبر اور نعرے باڑی سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔

**دوسرہ مکمل** [غیر متعلق لفضیلات حذف کردہ بھگتی] جاپ عامر صاحب!

کیا آپ کی نظر سے بھگتی دار یا اسکا کا وہ شمارہ گزرا جس میں مدیر بیباک نے آپ کی اچھی طرح مزاج پرسی کی ہے؟ اگر نہیں

اور فسر میاہد۔

"میں نے الحسین اشراک کا داد سلطہ دیا کہ خروج نہ کریں، لیکن  
جو بے در خروج کرائے اپنی جان کھو دیتا ہے۔"  
اس کے علاوہ کئی اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے مسوب ذیل  
کے الفاظ تاریخ میں ملتے ہیں:-

یا حسین الْ اَسْتَقِي اللَّهُ تَخْرُج  
تم جماعت سے تفرق بین  
الْ اَمَّةِ بَعْدِ اِجْمَاعِ الْ اِكْلِامَةِ  
امت ایک بات پر بحث ہو چکی ہے۔

+ + +  
تو خوبی عالی۔ لفظ "خروج" ہے جو بڑکن جانتے کا مطلب  
تو یہ پڑا کہ حضرت حسینؑ کی غیر مخصوص نسبت کی خاطر اپ کی بھی صحابی  
کی عزت و حرمت بلکہ دین و ایمان نک سے کھل سکتے ہیں۔ اسلام  
حسینؑ کو "خروج" سے تعبیر کرنا بقول اپ کے استاذ دکتر احمدی سے تو  
ذکر وہ صحابہ کے باشے ہیں کیا فصل ہے؟

صحیح طرق یہ ہے کہ اپ "خروج" کے لفظ پر بخواہ پاندھوں  
بلکہ یون فرمائیں کہ ہمکے نزدیک حضرت حسینؑ کا خروج میں حق اور  
ہمیں برخلاف تھا۔ بجا تھا بحق تھا۔ اب اختلاف صرف لفظ تلفظ  
اوپر زفل کارہ جانتے گا تو جائز بھی ہے اور عقول و سخنہ بھی خود  
ہمکے اور اپ کے بزرگ رسولنا محمد فرمائے بھی بھی کیا ہے کافراً  
حسینؑ کو "خروج" ہی سے تعبیر کیا اور اس خروج کے جواز پر دلائل  
پیش فرمائے۔ وہی بات کہ نزدینہ صحابی ہے نخاندن نبوت  
کے پرتو سے تعبیر، تو اس سے حقائق میں کچھ فرق نہیں پڑتا شایستہ

یہ کہ راجا ہے کہ نزدیکی حکومت و سیاست عمل اپر پانیں ہوئی تھی  
تب تو اس کے خلاف خروج کسی خلیفہ و ملکہ اس کے خلاف خروج  
نہیں کہلاتا۔ لیکن اگر تاریخ آپ کی مرضی کے بعد میں یہستاقی  
ہے کہ زید چاہے کسی بھی طرح ہی بھی گرفتاری کے مطابق ناگواری ہی سے ہی  
صحابہ کے چاہے خیال عام کے مطابق ناگواری ہی سے ہی  
مگر اس کی بالادستی واقعہ اور کویں کریں یا تھا تو کھڑکیں اس کا شدید  
محیج کا کیا جواب دیں گے جس حکم دیا گیا ہے کہ حاکم وقت کا  
حکم ماذ جا ہے وہ مجھے سر کا جشتی غلام ہی کوئی نہ ہو۔ اور جس فرمایا  
گیا ہے کہ الگ امامت شفقت ہو چکی ہو تو اس شخص کی گردن اڑاد جو

بیکیف ہے۔ درستم یہ کہ آپ نے یہ جاری شاد فسر میاہد۔  
جب بھیں کتاب کے بعض مندرجات سے یہ محسوس  
ہو اکہ حضرت امام سعیدؑ نے نزدیکی خلافت کے خلاف  
"خروج اور بغاوت" کے الزامات ماند کئے جائے  
ہیں تو یہیں ایسی گستاخی، سورا دبی اور گمراہ کن  
"تحفیق در تصریح" کو تقدیماً برداشت نہ کرنا چاہئے تھا۔  
حلگہ کوئی رسول یعنی رحمۃ اللعالمین کا قابل احترام صحابی  
بھی اور اس کا "خروج و بغاوت" ایک ایسے شخص  
کے مقابلہ میں بہرہ صحابی ہے اور اس پر خاندان نہیں  
کا کوئی پرتو ہے۔ ہم نے عرض کی تھا کہ یہ صورت حال خود  
سینوں کے عقائد اور اسلام کی تعلیمات کے بھی منافی  
ہے۔ اگر یہ ایک تھے کیلئے بھی ایسی تحقیق اور تاریخی بررسی  
کو اسلام کر لیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا ہم صحابہ کے  
مرثیہ و تنظیم کو خاک میں ملا جائے ہیں۔"

تو میرے ختم ایہ نظر ثانی کا محتاج ہے۔ آپ حضرت حسین  
رضی اللہ عنہ کے اقدام کو لفظ "خروج" سے تعبیر کرنے کو گستاخی  
سورا دبی اور گمراہی قرار دیتے ہیں تو پھر کچھ لمحے کے آپ نے متعدد  
ملہارہ اور اسی کو نہیں کیتی صحابہ یون کو بھی معاذ اللہ گستاخ اور  
ہے ادب اور عکارہ قرار دیا جا حضرت اسیں عاصہ مکہ کو جانتے ہیں۔  
ایک عالم القدر صحابی اور ان جماعت کے بیٹے جسین رسول اللہ علیہ السلام  
علیہ وسلم باپ کی طرح مانتے تھے۔ وہ اقدام حسینؑ کو "خروج" ہی  
سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کا نام سنائے آپ نے ہبھی شان  
کے صحابی۔ انھوں نے فرمایا تھا:-

غدیبی الحسین علی الحخرج حسین شہ بھر پر خروج کے لئے زور  
قتللت له اللہ اللہ فنفسك دالا تو میں نے کہا کہ اپنے دل میں نہ  
مالزم بیتک و کا نخرج سے ڈرد اپنے گھر میں بھلواد اپنے  
علی اماماہت۔ امام کے خلاف خروج مت کر دے۔

دیکھ لیجئے "خروج" ہی کا لفظ آتے چلا جا رہا ہے۔ یہاں نزد  
کے لئے صحابی ہی کی زبان سے امام" کا لفظ بھی موجود ہے حضرت  
ابو قاتل الشیخی رضی اللہ عنہ حضرت حسینؑ کو باز رکھنی سعی کی اور

اپ حضرت حسینؑ نے "اجتہادی غلطی" کی صفت پر "عماک بین" فرما کر ایات کوئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو آپ نے اجتہاد کی حقیقت پر خود فرمایا نہ ابی صفت کے رس مقفل حقیقت کو لمحنا رکھا کہ۔

"حضرت حسینؑ اور بگراں بست بضوان اشاعیہ  
دریگ ائمہ مجتہدین کی طرح امام اور مجتبی سمجھتے  
خطائے اجتہادی مکن ہی۔"

اجنباء و تزویہ جیز ہے کہ اس کے دائرے میں انبیاء ملکہم السلام تک پیشہ کے بال اور نہیں ہو سکے ہیں جیسا کہ علم دین کا ہر پیشہ میں جانشین ہے اور جیسا کہ قرآن اور احادیث صحیح میں صراحت کے ساتھ موجود ہے، حضرت حسینؑ حضرت علیؓ بلکہ یوہ بکر و عمر و عذیل اللہ عزیم اجمعین سے بھی الگ بھی اجتہادی غلطی بہت کمی ہو تو اس پر خاکم بین اور خود باشد وغیرہ کا کوئی موضوع نہیں۔

اور یہ چوناکی طعنہ دیا کہ عرب تخلیقی نے حضرت حسینؑ کے ساتھ "امام" کا لفظ کہیں ہیں آئے ریا تو ہر اور میں یہ ملعون کی بات نہیں داد دیتے کی بات ہے کہ تم مخالفت نہیں بر تھے۔ اپ جانتے ہیں اُن کا فقط حضرت حسینؑ کے ساتھ گیوں بولا جاتا ہے، اس نے کہ حاضر پر انھیں حقیقی صلحی خلافت اور "امام" بمعنی طیف و امیر خیال کیا جاتا ہے، لیکن ہم چون کہ اس بات کو صحیح سیکھ نہیں کرتے کہ وہ الشکریون سے پرانی طیف و حکماء تھے دیہ مانتے ہیں کہ بھر کئے بھی مندرجہ خلافت و اقدار پر مکن ہوتے بغیر اور شہید ہو جانے کے باوصاف انھیں امیر و امام کہنا چاہئے۔ لہذا "امام" لکھا ہم اپنے حق میں مانا اور یہ عقیدتی تصور کرتے ہیں۔ الگ پہلے کہیں تو میں لکھ کئے ہوں تو اسے سوچ کر بھاچا ہے۔

یہ لفظ "امام" کے درمیں معنی مغلوب ہم نہیں ہیں ہم الصلیف اور دیگر فرقے کے اجل کو "امام" کہتے ہیں اُن عنوان پر حضرت حسینؑ ضرور اُن تھے۔ ان کے مرتبہ امامت کو امیر تھمار کی گرد بھی نہیں پاسکی۔ وہ اتنے بڑے امام تھے کہ ان کے قدموں کی خاک بھی بڑے بڑے اولیاء اللہ اور ائمہ و القیاد کی پیشانی کو خواہ ایجاد سے مشرف کر سکتی ہے۔ وہ سر بلند و طہر تھے اور اس رسولؐ کے نواسے تھے جس کے قدموں پر سارا اعظم قربان وہ اُس مار کیجیئے تھے جس کے مرتبہ علیاً کو

امامت کے سماں ہی ملکی نظام میں خلال اندانی کرنے اُٹھے۔ بیشک متعدد علمائے کرام نے اور حضرت مولانا قاسم شفیعؒ بھی اپنے اپنے اندانی میں ثابت کیا ہے کہ اگرچہ خلافت بزرگ تھے میں حضرت حسینؑ کے لئے بھر بھی اپنے اجتہاد کی روشنی میں خروج جائز تھا، بلکہ اس قاعیت کے مطابق کہہ رجہند اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کا ارادہ ہے ضروری بھی بھی کہتا ہے ہیں کہ حضرت حسینؑ نے نیک نیتی اور نیتیت ہی سے خروج کو اصلاح و تحریک میں خیال فرمایا تھا اور اسی سے اپنے خیال و اجتہاد کی تحریک میں ان کا جان دیدریا شہادت کا شرف رکھتا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگ ان کے اجتہاد کو فی الحقیقت درست تصور کر رہا ہیں اور کچھ ان کے مقابلے میں دیگر اصحاب حملہ کے وجہہ سائے کو باحواب جانتیں۔ اپ بخیجی سے خور فرمائیں کہ حمایت کی عظمت و مرتبہ کو وہ شخص زیادہ بخوبی کر رہے ہے جو کہ کہتا ہے کہ حضرت حسینؑ کا اقبال اُنچی اکی کی طرح بے رب رسالت حمدی کی طرح برحق اور وحدت باری کی طرح اُن تھا اور جن پر شمار صاحبیۃ تابعین نے اسے حق نہیں جانتا، اس کا ساتھ نہیں دیا، اس سے باز رکھنے کی بوشنگ کی دیدہ بندل اسی محیت "حضرت مولانا دینا پرست" بے داش اور ضعیف الایمان تھے۔ یادہ شخص زیادہ بخوبی کر رہے ہے جو کہتا ہے کہ حضرت حسینؑ کا اقبال اُنچا جس نیک نیتی تھا پر بھی، نفس کی الائچوں سے غالی، بھی خواری دین و تلت سی محروم تھا اور اس کے تیجھے میں جان دیدریا شہادت، ہی کام ہم معنی تھا، لیکن ایسا نہیں تھا اکل سے نادرست اور خلافت تبدیر اور غیر موقید خیال کرنے والوں کو مگر اور دستگذخ کہدا یا کہدا یا جائے۔ حمد اللہ ابن علی اور ابن عباس اور ابوسعید خدروی رضی اللہ عنہم جیسے صحابوں کو بھی مگر اور دستگذخ کہہ کر اگر کہہ پہنچا جاہے کہ مرتبہ شناس یہ ہے اور ہم اجتہاد حسین و رضی اللہ عنہ کو غیر جھوہری سمجھنے کے باوجود پاک دعوات اور صورت سے بالآخر کہتے ہوئے بھی صحابہ کی عظمت و مرتبہ کو خاک میں ملاستے والے ٹھیک ہے تو زما غالب ہی کو اپنی قبر سے نکل کر نعمہ لگانا پڑتے گا۔

خان امشت بدندان ہے اسے کیا کہیجے  
ناطق سر بگریاں ہے اسے کیا کہیجے

## پیغمبر اکتوبر

(غیر متعلن تفصیلات حدائق کوئتے ہوئے) جناب امیر طیر صاحب - السلام علیکم

پاکستان کے ایک اخبار "رفقاءِ صطفہ" میں

"تم کو مردہ نار کالے دشمنان اپنی بیت"

کے عنوان سے آپ کے ننان جناب سنت شریعت لکھا جا رہے ہوں مخصوص دیکھتے اور جواب دیجئے۔ مجید ہے کہ کوئی بُرے سے بُر الفاظ ایکے لئے ہمیں حچوراً لگایا ہے اور تذکرل دخیر کا ہر اسلوب استعمال کیا ہے مبتدا و بھی ہے حسین و نبی و الٰ

## الجواب :-

پر پرچم پہاڑ پاس آتا ہے۔ کچھ حرج ہمیں اگر ہمیں پڑا جلا کہا گیا۔ پھر خصوصی فعل عمل کا خود مدد اور ہے۔ وقت آرہا ہے جب اللہ تعالیٰ و تعالیٰ ہر شخص کا "جغرافیہ" کھادے گا جنہیں لکھنے والے بھی ایک شدت ہی ہیں کہ ان کے ذمہ پر اچھی تحریر کا بھرم اور انتباہ قائم ہوتا ہے۔

تادم خیر یعنی دالی مسلطوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہے پر تو ہم کی ضرورت پر صرف ایک جزو ہم نہیں کچھ عرض کر کر دیتے ہیں۔ غریم فرماتے ہیں:-

"بھی جوں لفڑتے ہے کہ جو کوئی مصلحت ملے و مسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پائے میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اخیں زریعہ بداشت بناتے۔" یہ بھی بالکل درست ہے اور کسی مسلمان کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے بھی صلحی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی تجویز میں کوئی اشتبہ نہیں ہے سکتا۔ مگر یعنی حصہ ریاستِ اعتماد اللہ علیہ سے حضرت امیر معاویہ کے پائے میں دعا فرمائی ہے اور یہ سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلبت و فضیلت و اصرار کی ایک واضح دلیل ہے اسی طرح سرکار امیر معاویہ صلحی اللہ علیہ وسلم نے اولین بیعت کر کر اسے اور حضرت امام حسینؑ کو عزم کے پائے میں بھی تو دعا میں زمانی ہیں۔ کیا ہمیں پاک صلحی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات و معاویت کو دیکھتے وقت عامر عثمانی و محمد عباسی اندھے ہر جانے ہیں۔ پیارے حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یہ لیکہ

بعد کی کوئی اس نہیں پہنچ سکتی وہ اُس بات کے پیٹے تھے جس کے تقویٰ جس کی شجاعت، جس کے ایمان کا ہمکا سامنہ تو بھی نہیں بھر کے ادا دیا واقعیار کی سریں یوس سے بالآخر ہے، یوں اکابر تھا، جنی تھا اللہ و رسول کا محیوب تھا۔ رضی اللہ عنہ اور پھر وہ بھائی خود بھی عبادت تقویٰ، ایمان، حبِ اللہ اور احبابِ عالیہ میں کچھ کم نہ تھے بلکہ اتنے بلند کہ حسنِ صہری اور ادیں قریبِ رحمہ اللہ بھی ان کی برادری نہیں کر سکتے۔ مومن ایسیہوں کو جنت میں لو جاؤں کے سردار ہے نگے اور ان کے اقدام خروج کو رحماطن سے سرا یا حق و حواب نہ مانتے ہوئے بھی ہم ہزار بار دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ اور ہم بھی آخرت میں ان کا لفڑ بردار بناتا۔

محاج اور زمکن کی حدیں ہوئی جا ہیں۔ الکارِ رسالت نے لوگوں کو کافر بنا یا تو حضرت عین اعلیٰ کی حدیں سوا تعریف نہ لوگوں کو نصرانی بنادala۔ صحابہ کو دیکھو رسول اللہ کے کیسے عاشق اور خدائی، لیکن تعریف کرنے میں نہایت محاذ اور حقیقت پت۔ بعد کے بے شمار مسلمان تعریف و شاکر رہا میں اختیاط اور اعتدال کی ساری حدیں قوڑ کر بدعتی بن گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ رسول کو "پیش" کہنا بھی کتنا خیل ہے اظہرو حاضر نہ مانا بھی اگر لیکن قرار پایا علم اپنی ترسیل کر رہا بھی پر عقیدگی مانا گیا۔ گویا حدیث اعلونے شرک کو توحید کفر کو اسلام، مگر یہ کوہرا بابت اور یہ دلشی خوش قدری گی نہ موسانے کا بیڑا ٹھایا۔ یہی ہوتا ہے اندھادھن بحث اور یہ عقلي کی عقیدت میں رسول اللہ پوس اخلاقتے را شدین، یا اپنی بیت، یا ادیان اور انسر سب کے مراتب و مذاہب کی کچھ حدیں ہیں۔ سچھدو بے نہایت تعریف تو بیوں اللہ یعنی کے لئے ہم سچھانہ ما اعظم شافعہ، هو العلو النکب  
لے کا حل دیں یا کا اآپ ہمیں چاہے کہنا ہی بد بخت، میکھٹ  
جد مانع اور بے راہ روکہ رکھیے، لیکن دینی عقائد و تصویرات کے معاملہ میں اپنی بدعوت کا طرح بے راہ کام نہ ہو جائیے۔ اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ بدعوت کے لئے بر طی اور بدایوں ہی بزرگوں نہیں ہیں، یہ عروض مطلا فرقہ مرتقب دیوبند اور دیگر مquamات میں بھی پایا جاسکتا ہے مسلمان وہ ہے جو اصل الادھول یعنی قرآن و محدث ہی پر مکمل اعتماد کرے اور دریمانی و خاصی دافروں کی عقیدت و تقلید کو اتنا حرج ز جان دنبلے کر اللہ اور رسول سے رشتہ کٹے جائے۔

عبداللہ اور حضرت عباس کے بیٹے عبد اللہ اور وہ تمام شخص بادو  
تابعین آجائتے ہیں جنہوں نے اجنبی و حسین کا ساتھ نہیں دیا تھا۔  
بلکہ بعض نے تکری کی تھی۔ مرا دعاؤں کا معاملہ تو بتا تو رسول اللہ نے  
المیت کیلئے کیا ایسی بھی کوئی دعا کی تھی کہلے اللہ! ایکین انہیں  
کا وارہ مرتبہ عطا فری جس پر فائز ہو کر شرمنصوص ہو جاتا ہے اور رسول اللہ  
کی عذری دعا تین اہل بیت کے نام میں مقول ہیں وہ سب تین یہ نہیں  
بجٹ سے دور کا بھی عمل نہیں رکھتیں اور یہ جو مصروف "خوف ندا"  
کا ذکر کر رہے ہیں تو اس پر فرستون ٹک کر شاید یہی الگی ہو گیا  
جسے جو لوگ رسول اللہ کے "بشر" ہونے سے تگزیر کیے انتہا کے کلام کا  
مضکی اڑائیں، جو لوگ رسول اللہ کو عالم الخیب اور عاصہ ناظر  
ظہر کر اللہ کی خصوص صفات پر تشرک کی غلطیت پھیلائیں جو لوگ  
رسول اللہ کے باہر من کرنے کے باوجود اور اللہ تعالیٰ کی صریح  
تشہیات کے باوصفت پھیر کی تعریف میں زین آسمان کے قلبے  
ٹائیں، جو لوگ مردہ بزرگوں کو لمحاؤ ملوانا تاریخیں، جن کے یہاں  
گانا بجا تا عبادت ہو، جو وجود رقص کو نشان دلاتے ہیں اور  
جنہوں نے اللہ کو اس کی صدائے ہٹا کر انسانوں کو اس کی جگہ  
بٹھادیا ہو وہ "خوف خدا" کا نام لیتے ہیں۔ یا للعجب -

"ذمہن اہل بہت" اور "ذمہن او لیا اہ" وغیرہ خطابات  
کا تحال ہی نہ چھتے۔ کیونکہ ٹوں کا طرفیت ہے کہ جہاں کسی نے انکی  
سلطان العناق اور مرضی نکلے خلاف ایک لفظ منہ سے نکالا وہ فوٹا چھتے  
یہ سامراج کا بھیٹ ہے۔ بوڑھا ہے زریح پستہ ۷  
خواہشمند ہے۔

چلچھٹی ہوئی۔ خطابات وارد اور قید، گوئی چھانی سب جائز۔  
بھی حال قبوری شریعت کے متواں کا ہے۔ اگر ان کے خود ساختہ  
اور وہ ہم پرستانہ معیار عقیلت و محبت کو روکنے کے خدا کو حندا اور  
رسول کو رسول اور اولیاء کو اولیاء کہنے اور مانتے پر نہ زور بچھے  
تو توپ کا مٹھا ٹھل جاتے گا اور رنگ برلنے خلافات گولے بنکر  
ہوں گے۔

ہم اُس شریعت، اس طرز فکر میں عقد رکھے ہزار بار خدا کی  
پیاہ مانگتے ہیں جو محبت اور فخرت کو شتریے ہے ہمارا بنا دینے کی ترغیب  
ہے۔ ہمارا خدا یکتا ہے بے مثال ہے وحدہ وحدہ لا شرک ہے۔ ہمارا

کو فوت دیتے اور حضرت امام کے خلاف بہت دھرمی  
خبری باطنی و دریا دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں کیا ان  
دشمنان اہل بیت کو زار ایکی شرم نہیں و خوف، خدا کا احتیا  
تھیں ہوتا۔ (وصلہ مصطفیٰ بابت الرد مبرہ ۵۶)

دیکھ لیجئے ان اہل بیت کی محبت کے دعویٰ اروں کا میعاد  
فہم اور سلیمانی ذرا سست۔ ایک طرف یہ بھی سلام کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ  
دعا سے رسول نے کہ طلاق ذرا سمعہ ہے بیت بیتے اور دھرمی طرف اس پر  
بھی اصرار ہے کہ انہوں نے ایک لیسی بیٹے کو دعا دلی اور دھوں  
کے ذریعہ ناق طور پر واحد بنادا جو اس حد تک پہنچا کر روسیاہ  
اور زانی و خراب خوار تھا اسے "پل" کہنا ہی داعل عدل ہے۔  
فرماتیے اس رندی و سی کا کوئی جواب نہیں بزید تھے  
خال غفت پر میکن بڑا اور جو ساساہر ظالم دھماں جس پر اپنی بیت  
کے ماشقوں کو اصرار ہے تو خال ہے۔ ہے اس کا زادہ بیعہ وہی حضرت  
معاویہ کی ساختہ و سعیدی ہی تھی۔ تو کیا یہی وہ "ہمایت" تھی  
جس سے امیر عاویہ شرف باب پر ہے، یہ گیا وہ نفس جو بزم جذاب  
اس حد تک پہنچت، جاہ پرست اور الصافد میکن ہو کر اپنے باب کا رد  
پر شمار بیٹے کو جانتے ہو جھتے لوگوں کے سروں پر مسلط کر دے اور  
خلافت کے پاکیزہ ظالم کو باؤں تک مل کر کھاتے ہو رہا تھا یا خدا  
بلکہ ذریعہ پر ہمایت اور ہمدردی بھی دھرم و کوراہ راست پر جاتے  
ہو الا کمل سے گا۔ ۹ تھت ہے ایسی بے ایسی پر اور لفڑی ہے ایسی  
اضداد پسندی پر۔ یہ کو شیفارہ بھی کہتے ہیں اور اس نیطان کو  
اُمرت کے سر مسلط کر دینے والے باب کی پدراست یا اپنی اور ہمایت  
کا بھی دعویٰ ہے:

خود عباسی صاحب کی بات دہ خدمانیں۔ یہم اپنی حصہ  
عرض کرنے ہیں کہ اہل بیت کے بالے ہیں رسول اللہ کی دعاوں کا  
انکار ہم کے بھی ہیں کیا، نہ بزید کو سبط رسول پر فوت دی فوت دی  
دنیا اگر ہے کہ بزید کے مقامی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدام  
کو ہم ایسا اجہاد کہتے ہیں جس کو عاقب دی جائے کے لحاظ سے صحیح اور  
غلط دنوں ماتما مکن ہے اور اسی جرم کو خبث باطنی وغیرہ کے لفاظ  
پر مشرف کیا جا رہا ہے تو فضل قلم کار کو اپنی آخرت کی خیر مسانی  
چاہئے کہ ان عالمانہ جگہاں پر کیا ہے میں حضرت عزیز کے بیٹے

اور سے ادیٰ اولیاً وغیرہ کے طفہ دستی جاستہ ہیں تو اس حیثیت قبول۔ ہم دعا کرنے ہیں کہ اللہ اخنی عطا کرے ہمارا خاتمہ کرنا اور جس دن دو میان کی کوئی خصیت تجویز سے اور ہر کلم پاک سے بچائے رشتہ غلامی کو گزندگی کے لئے اسی دن ہیں ناہماںی مرد دینا۔ ہم تیر کے پیغمبر کو دیا انہیں تیرا بندہ ملتے ہیں۔ ایسا بہترہ جو تیری الہیت میں شتم برادر شرکت ہیں اور جس کے تمام بھروسے تیر سے بھی کو شہادت کا مظہر ہیں۔ ہم تیرے برگزیدہ پیغمبر کے اہل بیت سے محبت ہے اور گواہ رہماں کا الجیش ہیں جم اپنی حملہ القرباء کو ازدواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کرتے ہیں۔ ہم لیے ناطق انبیاء کو تیار نہ ہوں۔ ہم جن اہل بیت کی بحیثیت بفضل تعالیٰ سراہ دار ہیں وہ نہ فرشتے ہے ترجمی۔ ان کا اجتہاد ان کا خالی بجا سے خود نہ محبت ہے نہ دین۔ وہ خطاب بھی کر سکتے ہے اور سہو بھی وہ راجح کو چھوڑ کر مردح کی طرف بھی جا سکتے ہے۔ وہ اپنے ہمیں تھک کر ان کا اجتہاد ان کی رائے، ان کے تقدیر، دیانت اور اختلاف کو ناگمراہی و بے ذمی قرار دیا جاتے۔

اللهم ان شفعتی لى ول والدى ول جمیع المؤمنین

رسول نبیر ہے، اللہ کا بندہ ہے، نہ اسے علم حیب تھا، نہ وہ ہر جگہ ہو تو ناظر ہے۔ وہ اسی طرح ایک بار کے لفظ اور ایک ماں کے جسم سے پیدا ہجس طرح اور انسان پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح دنیا نظر ہر سے چلا گیا جس طرح اور انسان جاتے ہیں۔ وہ اس سے بصیرت کیا گیا تھا کہ اس کی عملی پرویزی کو کہے دنیا میں زینت کو سنبھالتا پڑے تھے اجاتا جاتے۔ اس لئے تبعوث ہمیں کیا گیا تھا کہ لوگ جھوٹ اور میتوں اور مسوں میں اس کے لئے زیارتی تجویز خرچ کے اوانبار لگاتے چلے جائیں مگر غلبہ اسلام اقامت دین اور بالا درستی حق ای جو جو ہوں ایک زخم بھی کھانے کو تیار نہ ہوں۔ ہم جن اہل بیت کی بحیثیت بفضل تعالیٰ سراہ دار ہیں وہ نہ فرشتے ہے ترجمی۔ ان کا اجتہاد ان کا خالی بجا سے خود نہ محبت ہے نہ دین۔ وہ خطاب بھی کر سکتے ہے اور سہو بھی وہ راجح کو چھوڑ کر مردح کی طرف بھی جا سکتے ہے۔ وہ اپنے ہمیں تھک کر ان کا اجتہاد ان کی رائے، ان کے تقدیر، دیانت اور اختلاف کو ناگمراہی و بے ذمی قرار دیا جاتے۔

یہ ہیں چالے عقائد، صریح اور برمل۔ ان کے لئے ہمایہ ہاں فولادی دلائیں ہیں۔ اخنی کے ناطق اگر ہمیں دہشت اور شرمی الجیش

## حکیم الامت کے علوم و معارف کے احیاء کیلئے ایک عظیم دو ماہی پروگرام

### حکیم الامت کے مواعظ دعوات عبدتیت

حکیم الامت حضرت مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی توارف کی محتاج ہیں۔ حضرت نبی امانت کی اصلاح کیلئے تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں۔ مگر افسوس کہ اجیہ میں یہاں علمی وغیرہ نایاب ہو جکا ہے۔ مواقف و عوایت باریں چندی پڑھنے پر باکل ہیں ملتے۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان گرانا جواہر دنیوں کو صہر سے عام کریں کوئی شک نہیں کہ یہ پاکیزہ اور مضمود مواعظ تغایر، نقہ، تقویف، اخلاقی، سماشری، منطق، نفسی، تاریخ غرض قائم علم و تنوون کے متعلق جیب معلومات کا تجدیز ہے۔

**ادارہ اشرف الموات** کے ادارہ متفقہات دواعنکو دو دو ماہ کے تقدیر سے بہترین کتابت و طباعت

**حکیم الامت** کے ناطق شائع کردہ بارے ایک سال میں چھ مجموعے شانع ہوتے ہیں جنکی تحریت بارہ روزے ہوئیں پر اس سے چاروں پر مخصوص لارک غیرہ ہوتا ہے سین جو حضرات صرف ایک وہی فیض میری و مکاری کے کرن بن جائے ہیں انکو مخصوص لاک محفوظ ہے اور دو دو ماہ کے تقدیر سے موقوفات کے مجموعے دوسرے پلے کی وکیلی سے نہیں کو ارسال خدمت ہوتے رہتے ہیں اب بعد موقوفات اور اشرف الموات کے جھوٹے شائع ہو چکے ہیں خود میری بیخے دوسروں کو سمجھنا یا اس طرح اشاعت ہیں میں اور کی مدد فرمائیے منتظر التفاتات:- **مشیر ادارہ اشرف الموات (اشرف منزل) دیوبند** ہے بولی۔

(محمد اودنا کی جو پوری)

# ” مدفن حسین ” رضی

جیسا کہ تم بارہا بھالا اور تفصیل دلوں طرح عرض کرچکے ہیں حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما حضرت حسین رضی و دیوبندی کے آور شیخ میں متداول کتب تاریخ پر اعتناد کر کے کوئی ایسا عقیدہ قائم کر لینا بوجذبی نویعت رکھتا ہو مردی محنت طلبی ہے۔ ابتداء ہی جو انتہا پسند اور غلوکشیں تو یاں بن گئی تھیں ان کے ماتھوں تاریخ کے اس باب کی ایسی درگات بھی ہے کہ الامان وال الخفیظ۔ فاحدہ ہے کہ جو تصورات و خیالات معاشرے میں رہیں ہیں جائیں ان سے وہ لوگ بھی درجہ بد بھروسہ مذاہز ہوتے ہیں جنکا اخلاص اجنب کا تقویٰ، جگی علمیت والہیت مسلم ہوتی ہے۔ اس تازیت کی تجھیں یا تو وہ نقد و تحقیق کی فروخت ہی محسوس ہیں کرتے یا بعض روشن فکر مزورت ہی محسوس کرتے ہیں تو ان کی شیر عانیداری پہلے ایک رخ پر ڈھل چکی ہوتی ہے اور مذکورہ تازی عین کسکہ رہا۔ اس خیال کو اسی رنگ میں دیکھتے ہیں جو مقبول و متوارث خیالات و تصویرات نے ہڑھایا ہے۔ نوٹ میں تفصیل کی جگائش ہنسیں وردہ دم نے لیکر بتایا جاسکتا ہے کہ علاسے سابق دروڑیں قدیم میں سے کون کون بزرگ با وجود اپنے علمی تجزیہ نظری ملوا دردیانت و رانت کے کن کن خیالات و رؤایات کے باب میں دھوکا لکھا۔ تھیں ہیں اور تخت الشعور میں تھیں ہوئی جانبداری نے کس طرح ان کی تحریر دوں کو ایک ایسا رنگ دیدیا ہے جو بے لاگ تھیں سے در کا ہیں واصطہ ہیں رکھتا۔

شبادت حسینؑ کرہا ریزیدا و دھرست خلاف امور و واقعات کی احیت چاہے وہ نہ ہو جسے ”خلافت معاویہ و دیوبندی“ کے ہواں جناب محمد عبادی صاحب نے بدائل واضح فرمایا ہے میکن اسیں بھی ذرہ برداشت نہیں کہ احیت وہ بھی تھیں ہے جو اُس سنی اور شیعہ حضرات بڑے والہانہ جرم و اعنتا و کے ساتھ بھیں کرتے ہیں۔ ادا نے اور حلقائی اس طرح گلہ مذہبی ہیں کہ کسی بھی گردہ کریمان کرہا کہانی کو عقیلی بھر لینا ممکن نہیں رہا ہے ہماری اس سسلہ ای تمام بھروسہ کا ماحصل یہ ہے کہ تاریخ کے اس تھوس باب میں کوئی بھی ایسا خیال قائم کر لینا جسے عقیلے اور اعنتا دکانام دیا جائے ہے داشتی اور توہین کیشی ہے۔ ہر وہ بات جھوٹ ہے جس سے کسی محاکی رسول پر سب و شتم اور تفصیل و تفصیل کا دروازہ رکھتا ہو۔ ہر وہ کہانی افتخار ہے جسکے ذریعہ قلعائیز مردی اتوں کو مزوری اور شیر عاذبی اتوں کو مذہبی بنانے کی سی بنا مشکور کیوں۔ اج کل ہر گز وہ لا تکلف یہ یقین رکھتا ہے کہ ہماری زارہ نظر صدقی صدر درست ہے اور دوسرے گریزوں کے نظریات و تصویرات بڑی حد تک باطل ہم دیوبندی ہی من جیت الکروہ اسی خود پہنچ دفعوں تھیں کاشکاریں اور شیک دھنکر گروہوں کی طرح اپنے مکتبہ فکر کے بزرگوں کی ہر بات پر ٹھیکی اور ہر راستے کو کم و بیش و بھی اپنی تصویر کرتے ہیں، بھی ہے وہ نیادی نامی اور اساسی مسدہ جو امت کو بے شمار مقنی صورت گروہوں میں باستہ ہوئے ہے اور پوچکر اس مددارے کا اعلیٰ سرچشمہ نہیں امارہ اپنیا مکن ہی نہیں کہ جب عالم وجہاں سب۔ بلکہ خطا معاف عالم جاہل ہے بزرگوں پرستیوں اور نیادا باریوں کے لئے میں دھت ہوں (الآیا شار الشر) تو مختلف نیزی مخالفات میں محققہ رہیں جانبداری اور ذرا کل برائی جا سکے۔ الشر تعالیٰ ہم پر رحم کرے ہماری حسینؑ تھبی علیٰ حبیتی کو حبیت رسولؐ کوک منافت سے بچا ہیں۔ ہمیں الشر کے دین رون انشکی تحلیمات اور حق و صداقت سے بھت ہیں اپنے عقائد اپنے طرز فکر اپنے تھبیات اور اپنے مزروعات سے بھت ہے۔ بھت بھی وہ بجا ہی نظرت میں ہوں گی تمام چیرہ دستیاں سکوئے ہوئے ہے۔ ہم ایضاً کے تھوں اپنے غلام ہیں۔ ہمارا رہنا قرآن ہیں بلکہ اس کا وہ نزیگہ ہے جسے ہم نے اصل قرآن بنایا چھوڑا ہے۔ ہیں اس کا رسول پر چلئے کی ملک ہیں بلکہ ان کی شان میں تھیں

اور نعمتوں اور نکتہ شیعوں کے ذریعہ ذہنی علیاً کی اور جذباتی لذت کو شی کی وہ میں ہیں حضرت حسینؑ کے زہد و تقویٰ اور صبر و عزمیت سے کچھ لیسا نہیں بلکہ زبانی بیج خرچ کے بل پر زمین آسان کے نڑا ہے بلکہ محبت کی نمائش مطلوب ہے۔ حاصل یہ کہ ہمارا قوام بگڑ چکا ہے۔

بات میں ہو گئی کہنا یہ تھا کہ حضرت حسینؑ میں رحمی اللہ عنہ اور ریزید کی آوریش کے بارے میں جو بھی راستے کسی کی ہوا کے راستے ہی کی عذر نک رکھنا چاہیے۔ راستے عقیدے سے چدا چیز ہے۔ عقیدے کی بنیار یقینیات در ہوتی ہے یہاں بنیاد کا کوئی بھی پتھر یقین و اذعان کی صلبیت کا انتہا نہیں ہے۔ یہاں ریب ہی ریس ہے۔ دھوان ہی دھوان۔ غبار ہی غبار لیں ایک ہی حقیقت ہے ریب و میسے غبار ہے کہ رسول اللہ کے پاک صاحبی و صوان الشٹیعہم کی عزت و ہر مرت یعنی اپنے جان و مال کی طرح عزیز ہوئی چاہیے اور ہر اس شخص کی گفتار کو شیطان کی گفتار ہبھنا چاہیے جس کا معاشر اور مشاہد کی صاحبی کی تفصیل، تحقیر اور تنقیص دو ہوں ہو۔ کاش کوئی آڑا ایسا ہوتا جو باطن کا حال بنا سکتا تو آپ دیکھتے کہ ریزید کو زانی، شراب خوار اور ملعون فرار دیکھ چکارے یعنی دلوں کے قلوب میں۔ انہوں کتنا ہے اور نہیں کتنا ہے اور نہیں کتنا ہے اور نہیں کتنا ہے کہ زر اسی جھمکیں۔ فری بڑی مددات کو سمجھ رہا ہے اور سماج ہیں۔ تدمی کو تھکی بھی دیتا ہے کہ شاباش، تم پرستے حق پرست، بڑے طلب و زادہ ہبڑے اللہ راستے ہو۔

ذیل کا شعروں مخفی ایک تکون ہے جیتنا فی دایم کی اُس بُولُمی اور رنگ رنگی کا جس پر شم بدو رہے شمار عذیزان علم و خود کے مقدرات کا اُنچا مغل کھرا ہے۔ شیعوں کی بات نہیں کہ ان کی تو زندگی ایگا ہے۔ ستیوں ہی کا یہ عالم ہے کہ قدمی دسلسل پر پچھڑے لے پتھے میں جو تصورات ان کو محظوظ ہو رہے ہیں ان کی ناسی دکر نہیں ایں رہیں اور توجہان و دل سے قبول کر لیں گے چاہے ان کے راویوں میں مشروک ہو دوڑا ہوئی ہی کیوں نہ ملت اسی ہوں اور چاہے وہ عقل قدریت کے کلتے ہی خلاص کیوں نہ ہوں۔ لیکن جو دو دیانت اس کے برکس ہوں گی اخیں لا اپنی اعتنائی ہی نہیں تھیں جیسی سے اور اگر کسی دھرمے اعتناء گزناہی پڑ مائے تو ایسا چوپنی کا زور اخیں تھیں۔ مرد و خاتہت کرنے میں مگاریں گے۔ وجہ اس کے سو اکیلے کہ مرغوب طبع تصورات کی تائید سے نہ کو لذت منی ہے اور لذت نفس ہی دیزیز ہے جسکے مجرم برکجھوئی ہوئی امنتوں کے اونکار دخرا ہشتات اور میلانات و رچانات کا پہنچ گردش کرتا ہے مرد و پرستوں کی تیوری میں سفر لفڑی اتارہ ہے۔ سینکھ یہ ہے کہ خود ہم بھی جو دنخنی مکار اور محنت نہ برس کے دھویدار ہیں نفس اکارہ کی پسیسے کاریوں کے اگر بُعمل سے اماہر ہیں ہیں۔ ہماری بھی بالکل ذرا بخوبی افسوس ہی کے ہاتھوں میں ہے اور ہمارے بھی فکر و تدبیر پر ہدایت تعصبات اور پاہنڈ اروہن کی پھاپ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تیوری عجزات کی ذہنی سطح ذرا اپنی اور راعیا ہے اس لئے ان کا مرقوف ان کی سلطق، ان کا طراز استدلال وغیرہ بھی کچھ کھینڈا۔ پھر پھنسا اور غیر محفوظ ہے اس کے برکس ہم دعیہن جن و صداقت کی ذہنی سطح ذرا اونچی اور بھی بی ہے۔ اس سے ہمارا اسلوب گفتار، ہمارا طریقی بحث، ہمارا طراز استدلال بھی کچھ نوشنا مضمبوطاً اور محفوظ ہے سینک اعتراف کرنا چاہیے کہ نفسانی لگا دلوں، جذبائی جانیداریوں اور خود پرستیوں میں ہم دونوں یکساں ہیں، جو ہیں ہم دونوں کی نفس ہی کے خزانے سے غذا حاصل کر رہی ہیں۔ بلاکت ہم دونوں ہی کا تھیب ہے اور بیشادی نفسانیت کی سڑا میں ہم دونوں ہی رب العزت کی بارگاہ میں مقبور دمردہ ہو کر اوندوں میں مُند جنم کی طرف پہنچے ہائیں گے۔

۱۷۔ جَهَنَّمْ نَمَاثِثٌ مِّنْ حَمَّادٍ لِّلْطَّاغِيْنَ مَا يَا لِلِّتِيْنِ فِيْمَا أَحْقَقَاهُ

بے غل و زریت تاک میں ہے۔ وہ شرید کا لمحکا ناہے جیسیں وہ فرزوں رہا کریں گے

کاش کوئی آسمانی بھلی پچکے اور ہماری نفسانیت کو جلا کر غاٹ کر دے۔ کاش کوئی ابر رحمت پرستے اور ہمارے للہب و شیر پر پرسی

ہوئی گرد کی تھیں اس کے پانی میں بہر جائیں۔ کاشہم اسی روم خلیم کی تھرمانوں سے کچھ توڑیں جب  
یعنی فٹ الحجی موت پیشما هم حیو مخدن بالتواریح و الہ قدس

کتاب ۱۸، اپنے چہرے دل سے بچا لے جائیں گے پھر شبانی کے یادوں دراگوٹے پکڑے جائیں گے۔

جب کسی بھی عقیدہ و خیال کی خلاف و محدث کا فیصلہ ہوئے پہلے یہ جانچا جائے گا کہ اس کے پیچے کیسی نیت، کیا بدھ کیا داعیہ کا  
خراحتا اور ان رسمی غلطاؤں کے سارے بھی ادھر دیتے جائیں گے جیسا یہم نے دیتا ہے اپنی نفسانی غلطاؤں پر چڑھا رکھا  
سے۔ (عامر عثمانی)

حسین شکر دیتے گے اور مو صوفی نے ہام شہادت نوش فرمایا انقلاب  
ہے کہ اور دلوں ہاتھیں بیک وقت جانچیں گے متعلق صحیح نہیں ہو سکتیں  
ہذا ان روایوں کے پیش نظر جسیں سرسے سے بنائیں کہ ان جسیں ہوں گے  
ہوئے ہی سے انکار کیا گیا ہے آپ کے دن اور ماذن کا قصر ہی ختم ہو جاتا  
ہے اپنی اگری ماں نیا پھرے گیا تھیں مذکور ہوئے مذہبی تو پھر جاں باہم  
یعنی مانا پھرے گا کہ اسکا کوئی مذکور ہے مذہبی، نہ کہیں کوئی آپ کی  
قریبے نہ مدن، نہ کسی جگہ کوئی روضہ ہے نزیارت کا اہم جہاں  
جو کچھ ہوتا رہا اور ہر رہے وہ فرمی اصولی یا برپنا، نوش عقیدی کی  
راہ اور ہے، اور ان روایوں کے پیش نظر جسیں حضرت حسین کو مذکول  
روشنیہ مسلم کی گیا ہے بیشک کہا جا سکتے ہے کہ آپ کا مفتاح مسٹہد  
اور مدن ہے گریہ احراب بھی اتشند مخفیت ہے کہ آپ کا فاتح اسم فخر بن  
اویجوجی جسد اطہر ک، کہاں اور کس نے دفن کیا، اور مو قات آپ و  
مکن لا خدا مقدار کس جگہ ہو ہردو محفوظ ہے؟

**جسم اور سردد نوں** علام ابو الحاق اس فراخی سے یہ روایت

کھیر غرامی ہے کہ یہ یعنی جب اپنے  
کوشہ سے، یہ کے لئے رخصت کیا ہے تو اس نے امام کے سرکوٹ کا  
رکافور گاکر ان کے پر زکر دیا جب اپنی بیت کا قادر، اس صفو کو اکہا  
پہنچا تو امام کے سرکو ان کے جسم کے سامنہ ملا کر دفن کر دیا۔

مسالک الاجماعیں ہے کہ ”جسد اطہر اور سر افسوس دلوں ہی میں طینہ  
میں حضرت امام حسنؑ کے مزار کے پاس دفن کئے گئے“

طبری کی ایک روایت ہے کہ آپ مقامِ حسنی میں کئی کٹے گئے نیز ہے  
و اتفاقاً نقل ماہ عصر سالہ میں پیش آیا، غالباً ہر ہے کہ اگرچہ روایات سمجھ ہے  
تو پھر آپ کا مقتل و شہادت کیا ہیں بلکہ نیز ہے جو کہ ملا ہے کہی نہیں  
اور میں پر اتنے ہے اور عقولاً ہیں آپ کا مدفن ہے کیونکہ بیان سے سرویز

کی فڑ و واحد کے متعلق سیک وقت دیا گل مختلف اور منقاد  
ہاتھ کا ثابت کرنا ماحال ہے مثلاً زید کی بابت آئی واحدین اور  
ایک ہی حدیث سے یہ ثابت کرنا کہ اور جائی رہا ہے، سرکی رہا ہے  
وہ کھڑا ہی ہے، بیٹھا ہی ہے، وہ زندہ بھی ہے اور رہ بھی ہے، وہ  
جاں بھی ہے، عالم بھی ہے، بد اہر ماحال ہی ہے، تھیک اسی طرح  
شہید کریما جناب حضرت حسینؑ کے متعلق یہ کہتا کہ، مذکور ہوئے  
اور نہیں بھی ہوئے، وہ شہید ہوئے اور نہیں بھی ہوئے، وہ مدفن  
ہوئے اور نہیں بھی ہوئے صراحتاً اور ماحال ہے اور ایسا دعویٰ  
یقیناً اتنا جیزت خیر اور توجیہ انگیز ہے مگر کیا کی جائے بیان بہباد  
حسینؑ کے متعلق معاملہ کچھ اسی طرح ہے جو اپنے محبوب رواہ بنت خیر  
علوم ہوتا ہے کہ جانچیں مذکور ہیں ہوئے اور ہر سرکی خیر  
نہیں ہوئے اور ہر سے بھی ثبوت کے لئے کتب شہید کی کثرت پڑند  
روایتیں ملاحظہ ہوں،

(۱) رائے الحسینؑ کے پھیک (چاراً ازاں) یا یقین عین قتل نہیں ہوئے  
(۲) حضرت فرزود کے پسر عزیز فرزادؑ عذش حضرت امام جعفرؑ فرمایا کہ نہ پر بھر،  
اسلام و اہل اسلام کرتا ملت اپنے مفت اور اپنے اسلام پر ان احادیث کا  
یہ لکھد جا عذر کا اعتماد دامت ما در وحدت  
تفصیل ان بحادیث کے کم پہنچو لوگ  
و محبت ما در بر خود بست اندوس ذلک  
چاری ایانت کا اعتماد یافت کہ اور پسے اپر  
و عویی لکھد حسینؑ کشتہ کرد  
کرتے ہیں کہ حسنؑ قتل نہیں ہوئے،  
(جلد اسحیون)

(۳) ابوالصلحت ہر وی سے امام رضا سے کہا کہ کوئی نہیں، یہ جماعت ہے  
جو مغلی ہے کہ امام حسنؑ شہید نہیں ہوئے اور ان روایوں سے علوم ہوتا  
ہے کہ جانچیں مذکور ہوئے مذکور ہے اور سری طرف اس کے  
ہاصل بر عکس کتب شہید میں یہ بودھ ہے اور یہی مشہور ہے کہ جناب

(۱۶) سردارک جب نزدیکے میمار، ایگیا تو اس نے آں الجامعیت کیپاس "رقہ" بیجود یا ان لوگوں نے پہنچے تو اس کو پہنچر کے اندر دفن کیا اگر بعد میں اس کو سجدہ جائیں وافل کر دیا گی۔

(۱۷) سردارک باب الفراوس میں تھا لیکن فاطمین کے جھدیں وہاں سے منتقلانہ لایا گیا بعد ازاں تاہرہ منتقل کر دیا گیا جہاں اس کی زیارت کے لئے ایک بڑا شہر بھی تحریر کرو یائی۔

(۱۸) سردارک دشمن لایا ہی بیٹھنے لگا۔

(۱۹) اب کرب کیتے ہیں کہ جیون یزید رحکر نیوں میں، اس کی تھا لیکن میں خزانہ لوتے والوں میں تھا اس سلسلے میں مجھے ایک تھیں میں، دل میں کہا، بھی کافی ہے، میں جھٹ مکھوڑے پر کوار پور کر، دل سے ٹلے پا جب پاہ تو اسے پار ہو گیا تو اس حصیں کو کھولا، اس کے اندر راشم کے پڑے سے پٹا ہوا ایک سردیکا جھر تھر رخواک "حسین کا سر ہے" میں نہیں اپنی

تلوار سے ایک گڈا حاکم کر کر اسی جگہ سر کو دفن کر دیا

(۲۰) سردارک دشمن میں آئے کے بعد میں دلوں تک یونہی لھکا رہا پھر اس کو آشنا کر تھیار خانہ میں رکھا۔ یا گیا جب یا مان بن عبد الملک کا زمانہ آیا تو اس نے اس کو منگا اکر دیکھا تو سفید پدھی ہاتھی رہی تھی پھر اس نے اس کو ایک تھیں میں رکھ کر خوب خوشبویوں سے معطر کر کے اور اُر پر سے ایک پر سے میں پیٹ کر سامانوں کے تبرستان میں دفن کر دیا پھر جب عمر امیر عبد العزیز کا زمانہ آیا تو انہوں نے ہتھیار خانے اسکو ٹھہر فریا تو حکوم ہوا کہ میان بن عبد الملک نے اپنے وقت میں اس کو تخلو کر دیا اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی پھر بتو عباس نے بھی اپنے درمیں اس کو تلاش کی جو بہ پڑھا تو اس کو زمیں کے اندر سے جلو کر اپنے قبر میں کر دیا۔

(۲۱) اپنی قبورے اپنے وقت میں سردارک کا مدفن حکوم کر کے اس کو وہاں سے اکٹھا اور اپنے قبضہ میں کر دیا پھر کیا جبڑا ہیں۔

بعن اپنی گفتہ صوفیا رکاوٹ ہے کہ "برزخ" میں ہانے کے بعد کوئی جیز ایک بگڑا بھی نہیں رہی جس طرح کوئی شخص کسی جانشی کشی میں سوراہ ہو کر اسی بگڑا کوئی نہیں رہتا بلکہ دوسری بگڑا پھر اترتا ہے اس اسی طرح سرطہ کر جائیں مذکور ہوا پھر وہاں کو شہادت کا تھا اس کو پھر نہیں کیا جائیں۔

**خلافہ اختلاف** **و مدفن کے سلسلہ میں جس جس لحاظ سے**

کہیں اور الجانے کی روایت ہیں ہے لہذا مگر کہا جا سکتا ہے کہ جسم اور سردوں لوں یہیں مدفون ہیں،

**صرف جسم** **[دن سے پہنچتے کتب شیعہ کی ایک عام روایت تھی کہ**

گوپا مال کردا ہا، لیکن دوسری روایت بالآخر اس کے بھروسے ہے چنانچہ اصل کافی نہیں کہ جب امام حسین قتل ہو گئے تو قوم نے ان کے جسم کو مکھوڑا کے پامال کر دیا اور اس کے پاس ایک شیر قوادار ہو گیا حضرت الغیر نے شیر پر کھا کر اسے ابو الجاریش انجیخ معلوم ہے کہ دشمنوں کی کیا ارادہ ہے؟ ان پاہ قدر ہے کہ مکھوڑے ان کے اوپر دڑواڑا لے رہا ری کا بیان ہے کہ "غیر مکھوڑا اور اپنا ہا الحمام کے جسم پر رکھدا جب مکھوڑے کو ارادہ فاسد آئے، وہ شیر کو دیکھتا ہے اس محدث کے پاکر یہ فتنے سے پھر عطا اور اس کو مت آٹھا ہا چنانچہ سب دا پس پلے گئے،

ابن القیع کی کتاب غلامۃ المذاہب میں ذکر ہوا رہا یہ کہ سلسلہ

میں اتنا راجح ہے کہ "جب مکھوڑے سوارا آئے تو ان پر شیر نے حمل کر دیا اور رتیرو دشمنوں کو کارڈا، باقی جو رہے بھاگ گئے اور جنم امام علیہ نظر رہا"

صودی کا بیان ہے کہ "غلیظہ منڈل نے دیکھ نامی ایک شخص کو حمل دیا تھا کہ وہ بلا جا کر قبر حسینا اور وہاں کی ایک ایک اسی تھی زمین کو اصرع سے بساد کر دے کر اس کا کوئی پتہ نہشان باقی رہے ہا نچہ اس نے دہاں پر جا کر چاہ جسے کے قبر کو توڑنا شروع کیا ہے اسکے پھر دہاں چاہ جا تو اسے بساد کی رہی تھی وہی رتی وغیرہ کی دلی

**صرف سر** **[اعلیٰ جلال حسینی صدری نے کتاب "حسین" مدد دہ میں**

پر تفصیلی روشنی دیا ہے یہاں پر سب کل تعلیم کی تاریخ و روتے سے ریا دفعہ کا باعث ہو گا اس لئے میں بہت انتہا کیسا تحریر اُن نو قوال کو درج کرتا ہوں جو انہوں نے تعلیم فرمایا ہے۔

(۲۲) سردارک اہمیت کے شام دشمن سے دینہ آیا پھر وہاں سے کرنا بیجید ایسا ہاں حم سردار یعنی کیسا الحمد دین کر دیا گیا۔

(۲۳) سردارک دشمن میں نیز یہ کہ خزانہ میں تھا اس کو کوئی میں پیٹ

کر کا باب لغزوں میں دفن کر دیا گی۔

(۳۱) بظاہر دفن کیا

(۳۲) پر شیدر دفن کیا

(۳۳) باعزا زامانت دفن کیا

(۳۴) بلاعزا زامانت دفن کیا

**متحفظ اخلاق** جب بھی آپ کے ایک سراہر کے اصل دفن میں اخلاق کا انتقال میں اخلاقیات کا یہ عالم ہے تو اصل عادت، شہادت اور اس کے حقیقی مورثات و حرفاً کا اور رانی اسباب مذراۃ کا یہ عالم ہو گا۔

**ڈاکٹر نیس** گھر بیٹھے بذریعہ ڈاکٹر کر  
کوئی نہ سوت سے رجسٹرڈ کالج کا ڈپلومہ حاصل کیجئے  
مفت پر اسکلیوس کر لئے لکھئے  
ہند ہو میو پیچیک کالج (نی) اسونی پت۔

لہام الہند  
کولا از زدن دیا دین شاعر اسد الدین  
علحد حقیقت (روزہ)  
الہلال اور البلاغ کی عضم خوبیات کا ایجاد  
**الکلام**

نویغ نویغ مقالوں، ادبی شپاروں، سب سی تھوڑے  
اوڑاڑہ ترین بین القوای معلومات اور جھوٹات  
کے ساتھ ہم سچی کو پوری پا بندی سے شائع ہوتا ہے  
مولانا آزاد کی لذتی نکھرات اور لکھ اکلا رخیا ایسا  
پر گوشنہ رضاخان ناکلام کی تیزی سویں ہے  
لکھکھتا ہم اور اوہ بھروسہ اور عالم اور ہمیزی دیاں دیں  
جواہری اللامہ سیدیاں کو صراحت ہے۔  
سیاری کتابت بیعت سید کاظم ارشیف پر کا نائل  
تیغت فی پرچھ نہ ہے بیعت اور سائنس پر کا نائل  
پتھے:- **الکلام** پانڈیم

(۳۵) جتنے اختلافات میں ذراں سب پر مجھوںی حیثیت سے نظر ڈالی جائے۔

(۳۶) حضرت حسینؑ انکل دشہبید نہیں ہوئے

(۳۷) انکل دشہبید ہوئے

(۳۸) بحالت حیات آسمان پر اعتماد لئے گئے۔

(۳۹) زمین پر رہے۔

(۴۰) جسم پامال کر دیا گیا

(۴۱) پامال نہیں کی جا سکا

(۴۲) جسم اور سر سرد و نوک ایک ساتھ دفن کیا گیا

(۴۳) جسم الگ اور سر الگ دفن کیا گیا

(۴۴) جسم دسر سے یا تیر سے دن دفن کیا گیا

(۴۵) چالیسویں دن دفن کیا گیا

(۴۶) بیرونی سے بوقت رخصیتِ الہبیت سرد سے دیا

(۴۷) نہیں دیا

(۴۸) و مشرق میں رہتے دیا

(۴۹) رقبھیدریا، مدستربھیدریا

(۵۰) زین العابدین نے دفن کیا

(۵۱) سیلان بن عبد الملک نے دفن کیا

(۵۲) مامُ عسقلان نے دفن کیا

(۵۳) اغا فائز برادر اللہ قادری نے دفن کیا

(۵۴) کربلائیں دفن کیا گیا

(۵۵) دمشق کی جامع مسجدی میں دفن کیا گیا

(۵۶) عسقلان میں دفن کیا گیا

(۵۷) قاہرہ میں دفن کیا گیا

(۵۸) المی کرب سے باب نوماسے پار ہو کر دفن کیا

(۵۹) بیو عباس نے دفن کی مگر یہ نہیں معلوم کہاں دفن کیا

(۶۰) ابن ابی مصطفیٰ نے دفن کیا

(۶۱) اہل تیمور نے دفن کیا اگر کہاں یہ نہیں نہیں

(۶۲) جسم قبیلہ اسرد کے کچھ لوگوں نے دفن کیا

(۶۳) اہل غاصری نے دفن کیا

(۶۴) جناتون نے دفن کیا

(۶۵) زین العابدین نے دفن کیا

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی

## چند تصانیف ۲

تہذیبات جلد

تجوید و حیانے دین

لشان راہ

قرآن اور پیغمبر

بیہودہ قدر

اسلامی تہذیبات اس کے اصول و مبادی

اسلامی خدمت کس طبق فرمائی ہوئی ہے

مسئلہ قوبیت

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

انسان کا حاشیہ مسئلہ درساکھی

دعوتِ اسلامی  
جماعتِ اسلامی کی دعوت

بیانات  
سلام کا شفایم جیافت

چاروں پیے قرآن کی چار بیانات کی اصطلاحیں

ذیورہ دوسرے جماعت کا منفرد اور طریقہ کار  
نواز لے  
پانچ آنے

چھٹے نے سلامتی کا راستہ

بیان آنے  
دو آنے

ساز خوبی

چھٹے نے  
بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

مولانا امین احسن اصلاحی

بیانات  
دو آنے

ساز خوبی

بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

تصانیف

بیانات  
دو آنے

ساز خوبی

بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

مولانا امین احسن اصلاحی

بیانات  
دو آنے

ساز خوبی

بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

تصانیف

بیانات  
دو آنے

ساز خوبی

بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

مکتبہ

بیانات  
دو آنے

ساز خوبی

بادڑے آنے

مرتنا کی سزا، سسلامی آنکھوں میں

حقیقتِ ایمان

حقیقتِ صدوم و صلوٰۃ

حقیقتِ رکاۃ

حقیقتِ حج

حقیقتِ اسم

وین حلق

اسلام اور جاہلیت

اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر

قرآن ہمی کے مبادی اصول

حقوقِ ازواجین

مسیلہ النبی

نندگی یہود موت

اسلام اور ضبط ولادت

محسوسات کی راست

حقیقتِ تفاق

لباس کا مسئلہ

# الفاموس الحدید

او دو سے علی بناء کے لئے  
ایک عظیم لغت نفیں دو غیرہ تو  
قیمت مجدد سات روپے۔

جماعتِ اسلامی  
یک خلاف نہی کی چار کتابوں کے  
مدلل جوابات

نحوہ دیوبند کا جائزہ، سواریز، رحلی  
تہذیب کا جائزہ، جائز آنے، تو توحید کا جائزہ  
چھ آنے، کشف حقیقت کا جائزہ، سواریز  
ان چاروں کی بیجانی قیمت  
پونے تین روپے۔

(غلاص) انترنیٹ اسوسیج کالج برسر حصہ۔ جسے ایک مولانا اشرف علی کے پورے چاروں معاون حسنہ کا حلا صدیع ہے نیت مکارہ پے

(انلائیں العرب کی)

# مسجد مخانے کی

محرم آئندت کر رہ جز ب اشارت نہ رہو

کس سکنی پا ہوا رہنکنے نام کے ذکر نہیں رکھ رہے ہیں ہر دن بڑے بگے  
نام پر حصے میں غلطی ہوئی ہے یا پھر کسی اشتہار کو ادا رہے ہے اس لئے نہ  
کر سکے پر خود یاد یا سے۔ اخبار اخی کے ہاتھ میں تھا پھر سے کو رکھتا تو، ہبہ  
شہزادت کی پرچاہیں بنت ہیں تھی۔ ہوئی بھی نہ چاہئے تھی، میں اسے  
مان صاف کہہ چکا ہوں کہ یوہی کی حیثیت میں تم بھول نصیب کے  
یعنی پرموگ اور پچھے جو یاد ہے ڈل سکتی ہو مگر پر ایجوت سیکر بری کی  
حیثیت میں کوئی گستاخی ہرگز برداشت نہ کروں گا۔ اس عکس پیش کے  
کوئی نیوروں کو دیکھتے ہوئے وہ بچ پچ ایک گھنٹاں تھم کی پر ایجوت  
سیکر بری کی بن گئی تھیں۔ یوہی اور پر ایجوت سیکر بری کی۔ یہ ایک  
ٹرینجمنٹ ہے جس کی شرح آسٹریوپس کروں گا، اسی احوال تو میں ہوئے  
کہ رہا تھا کہ ان کے چھپے کو مسموم کیجی گئی تھیں ادا کا بڑی توہین ہے ادا  
کا ری اس سلسلے کو کچھ دنوں سے پیش دیکھ رہا تھا زمانہ رہماں اس کی  
سیما جمل کا کچھ دکھ کر اڑ کی گئی و تھت ان ہر کمی نہایاں ہوئے الگتا ہے  
یہ سیما جمل کا قسمی تھے ایک بھی پیش خدمت کرتا ہوں تو اسے نہیں پہنچے۔  
”دیکھو گیم“ میں نے سرد آوازیں کہا ”ایکی تینی بھینیں دس منٹ  
باتی ہیں، تینی بیکے کے بعد ہی کوئی شر اور بہرداشت کی جا سکتی ہے۔“  
”خونوں نے حیرت اور غمے سے میری طرف دیکھا۔“ ”شر اور تکیسی؟“  
”غیر خیک طرف ہو گا ہو۔ جانتی ہوں عظیم یہ درست ستر کر رہی ہوہ د  
کوئی ہے؟“

”ہوش بھی تھا کالے ہیں، ان کا یوہی بین جاگا۔“ ”یہ تو کھا ہے اخبار میں۔“  
بھرا ہوئے اخبار میں سے آگے پہنچا۔ پھر کوئی کہتے کے دام  
سے صاف کر کے میں نے بھاگت عزیز سے دیکھا۔ پس بچ دہل تو وہی  
سید پوچھا ہوا، اب تو بھی میں ہر ہنگیاں ریگ گئیں۔

”اد، جنوری اور ہری سو مری ا؟“  
”پھر آپ نے گائی گئی۔“ بلیغ خراں

رہنرشناس کم ہر نکتہ اداۓ دار د

لیئے جناب ہمارے ساتھ گورنراوہ سوچو رہ سیاہی رہنا جناب  
رائے گوپاں آچاری نے صاف کہدیا زبان اپنی کے لیئے جلسے عورتوں کے  
ایک ایسا نکاح بیان کیجئے واسے کے خوبیں خال اور نہ کہنے والے کے  
خوبیں دو دفعہ خاک، دراصل آپ اپنی سوتھری، ای کو اپنی اٹھائے اور  
کاٹھیں کوز ندہ و فن کر سلمے کے جا ہے میں آجھل سربرست ہیں۔  
جیسا لحن ہے صفت ہوئے کا، فرمایا۔

اگرچہ ہزار عورتیں مل جائیں تو میں حکومت ہند کا حکم  
پڑھتے دیں گا۔“

کیا کچھ؟ شوچ اس معکی معلوم ہی کی زبان سے مزدیگی کھوئیں  
”زیادہ سے زیادہ تعداد میں پارٹی کے اندر عورتوں کو  
لاستہ کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ ان کی عدہ کے بغیر  
کچھ نہیں کیا جاسکتا۔“

اس کچھ میں عویض دلیں اور افتاب آمد دلیں آفتاب آگے فریا  
”ہندوستان کی عورتیں شرمیلی ہوئی میں اور باہر آئنے  
جسپتی میں میکن جب وہ باہر آ جاتی ہیں تو بہت پچھے  
کرہ کھاتی ہیں۔“

خوش تھیں سے کاٹھیں بھی عورتوں کے وجود باہر گات سے غالی ہیں  
ان کے ہار سے میں فرمایا

”مجھے سو نئیز پارٹی کے لئے کامگیریں ہیں جیسے ہیں دلیل  
بیکری کلکھنے والی عورتیں نہیں چاہئیں، وہ عورتیں جو زریقی  
آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں، انہیں کامگیریں  
پلا جانا چاہئے۔“ (تفہمہ)

چھے بسبیع بھوتاروں اپنے کے لئے نہیں آیا کہ یہ رہاں ایک تقریب  
داقی ایک ایسے مردیں اکی ہو سکتی ہے جو ہندوستان کا گورنر چیلر  
وہ چکا ہو جو کامگیری میں ملتہ رجاعت کے مقابلے میں انگریز لوگوں

”آنکھ، تھبڑی اور سیما کی کیا برائی۔ وہ آزاد خیال ہے میرے سوامی کے اور بھی کبھی دوست ہیں، تم عورتیں یہ بھی ہو کر جہاں مرد ہوتے ہیں اسی اداری شرط ہو جاتی ہے؟“

”نہ نہ... عبادت شرط ہو جاتی ہے۔ تو پھر ظہر میاں...“  
”ظہر میاں کی ایسی تیسی... میں کہتا ہوں نہیں آئں ہو کیا گیا ہے۔ پہلے تو کبھی ایسی خواہیں نہیں کرتی تھیں!“

”بیٹھلی تھی، آپ جس دن پہلی بار سیما کے ساتھ پھر گئے تھے اسی وقت چاہئے تھا کہ مظہر میاں یا انقاوم صاحب یا کسی بھی ناظم کے ساتھ شود یہ پہنچی جاتی۔ وہ آپ کو پڑھلاتا کہ دو اور دو کے ہوتے ہیں!“

ان کی آنکھوں میں بڑی مٹامت اور چہرے پر زیبایت فلسفیہ دقا رہا۔ اکج پہلی بار انھیں میں اس عجیب رہنگ میں دیکھ رہا تھا۔ ”نا راض فہریں یہ قسم الشرکی میں تو سیما کی الگی تک چھوڑا پسند نہیں کرتا؟“

”جاتا ہے۔ وہ تنگی میں سکراہیں“ جب ہم شود یہ کھکڑوٹھا ہمیں مجھے تاب مظہر میاں سے پوچھ لے گا۔ وہ بھی یہ جواب ہرگز نہیں دیں گے کہ میں نے راہدار کی الگی چھوٹی ہے؟“

”بات کرتی ہو، ارسے اس کی بینت کیا معلوم۔“

”ویساں دنیا میں ایک آپ بھی کی بینت تھیں کہ ہر چور دیسے مجھے پھر فرو رہا تھا۔“

”فیرے ساتھ چلو۔ میں نے کب منع کیا۔“

”کیا حاصل۔ میاں اور بیوی ساتھ جائیں تو رہائش کیا غاہک ہے؟“ جو ہو گا تو ڈارنگ۔ میں شرمندہ ہوں کہ تھاہرے مٹوڑے پر جعل نہیں کر سکتی۔“

”کیا... پائل ہو گی ہو...“

”مجھا یہ نہ است۔ آپ اور آپ کی سیما کے دن فلی ڈائیاگ ہے مجھے بھی ایک آدھ فقرے کا ترقی ہونا چاہئے۔“

”اوہ تو یوں بدلوں۔ اچھا ہاوا قسم کے لواب جو سیما کے ساتھ کبھی بھی پھر جاؤں۔“

”کہوں نہ ہائی۔ فرزد رہا ہے۔ اس بیماری کا دل ٹوٹ جائے گا کہ ایک تو دل اسی دلاد دوست ملا تھا رہ بھی.....“

”سخاں اللہ تعالیٰ بار کچھا پھلا ہوں یہ گالی نہیں ہے۔“  
”بھے تو گالی بھی لگتی ہے۔ اور کوئی نظر کیوں نہیں بلدا کرتے؟“  
”اپنا سپریوں ارے ہبڑب سوسائٹی میں اسی کا پلن ہے جیسے ہے تم دیسے تو بڑی روشن خیال ہتھی بہر مگر...“

”مگر دگر کچھ نہیں۔ یہ تھجورا پن بھے پہت زیادہ سخت نگاہے۔“  
”ارے وا اس میں تھجورے پن کی کیا بات ہے ہم سیکریتی رکھنا تو اک دم اپنے ذمہ ہے۔“

”بولا۔ مگر اسے ناٹک کے سوا کیا کہیں گے۔“

”آہ! ناٹک بھی ہو۔ فرمی بیٹھ۔ یہ درقیا نوی اس کہکشانے سے اور ماں کا خون کر دیا، ہابے دل کی دنیا تھہر بالا کردی ہے لیکن ٹنایپر ہلے چلا دیئے...“

”ٹنیرے ہم سیما کو ٹالاؤں۔“ بیکٹے لوکا ”وہی اندا خانہ دار دیوالیوں کی وادی سے گی۔“

”اور... معاف کرنا یعنی، یہ کبھی بھجت کیوں اس اکلائی ہے دماغ میں خیریہ کام کا ٹھکرائی رائے گوپاں صاحب کی تقدیر پر غور کرتا ہوں۔“  
”کیسے جائیے میں تو اپنے مگر بارہی ہوں۔“

”ماں، یہ اچاک.... میرا مطلب ہے کیا فرمایا؟“

”کچھ نہیں۔ میں پہلی باروں میں تو سیما کے ساتھ آزادی سے قلادیاں بولا یہے گا، دو دیے بھی آپ کی ناک میں ہے۔“  
”لتوڑ بالا۔ پہنچے بھرے تو ملکم نہیں ہوں۔ تم عورتیں بھی کس قدر“

”میں ہر قی ہو۔“

”جی ہاں آپ مرد تو ہے فرخ دل پوئے ہیں۔“

”کیوں نہیں؟“ میں نے سیا چلاؤ کیا

”اچھا جھکا جائے گا۔ میں بھی آج مظہر میاں کے ساتھ پچھا جاؤں گی۔“

”ضرور جاؤ۔ کیا کہا مظہر میاں کے ساتھ؟“

”اُد رکیا، کوشاںیں ان سے پر دہ کرتی ہوں۔“

”مگر وہ حرم کب ہیں؟“

”میں جو کب بارہی ہوں۔ اور سیما تو آپ کی حرم ہے؟“  
کے باراں کے ساتھ سنیا گئے؟“

”خود جیاگر۔ مگر وہ تو ہے پر دہ ہے۔“

”اس سے کیا فرق پڑا، مظہر میاں کے لئے بھی یہے پر دہ ہوں۔“

بڑی بھی آفت سے معاملہ رفع و فتح کیا اور اخبار کو انٹھکے  
الماری میں پھینکا۔ مگر جب سُلْطُمُ جو طے ہاندھی میں لگ گئیں تو غالباً  
آپا کہ بال اللہ کیا بھی عورتیں جن ہن کے ذریعہ اچاریہ صاحبِ فرمایا  
کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس خیال کے آئے ہی زین فرمودا  
آچاریہ کی گھرائیوں میں غوطے مارنے لگا۔ ہر غوطے میں کوئی نہ کوئی  
مرتی ہاتھ آتا۔ عقل و حکمت اور سیاست و نقیبات کا موتی۔ آپ  
بھی ذرا دیکھے۔

اقبال خدا بخشنے فرمائے تھے۔

ہند کے شاعر و صورت اگر و انسان نہیں

ہے بیجا درون کے اعصاب پر ہوتے ہوں سوار

مر جوم کے رہائی میں ملک سے بھی صورت حال رہی ہو سکن  
اب تو نتو سے دیکھ گیرت تک سب کے اعصاب پر ہوتے ہوں سوار  
ہو گئی ہے۔ بھی شاعر اور صورت اگر اور افساد نہیں ہونے کی شرط  
نہیں۔ مزدور، قہاب، دھوپی کر خند ارسی حسب توفیق عورت کی  
سواری بلنے کی معاویت سے بہرہ دیتی۔ سینا گئے۔ زگ اور  
نمی سے دوں میں ڈنک مارا۔ میناگاری اور ملا سہنائے دلائے  
کے تاروں پر وہ فروں گوش لئے گئے کہ روز گلے گلے شہدیں  
اٹر گئی۔ سینا بھی نہ گئے تو کسی ہوں، کسی ایشوران، کسی شادی  
و اے گھر کسی روپی یہو سے بیگام حیات ان لفظوں میں آیا۔  
جاوہر گر سیاں، چھوڑہ مری بیان۔ اب گھر جانے دو  
ہو گئی آدمی نات۔ اب گھر جانے دو۔

اور

پن کر دھر کیں چھیاں۔ ہائے رامائل کر دھر کیں چھیاں

اوڑ

مرے چینا کا دیکھو آہماں، اہماں مرے چینا کا دیکھو آہماں

اور

آہماں روی چوری۔ بیان گوری گوری

و غیرہ دغیرہ۔

اس بظاہر ہے کہ اس طرح کے نعمات بلطف میں صنیت کے لئے جو  
کھلی بشارتیں ہیں ان کی افادیت اور اثر ایکسری کا کون کافر مٹکر  
ہو سکتا ہے۔ صنیت ہی وہ رکا ہے جس پر پار کئے کا ذرا سا

"بیشتر گرد، داڑھی کی توہین میں برداشت نہیں کر سکتا"

"ذکر ہے۔ داڑھی بہر حال ستیا کو پہنچ پسند ہے۔ وہ ایک  
دن کہر ہی تھی کلم "حور عرب" میں بیس رو داڑھی لگا کر اسے سیرتی مل  
گئی تھا جیسے ملائی گئے ہیں"۔

"اوہ تو اب یوں نہ لگا اڑاڑاگی۔" — رحم خدا کے لئے اپنے  
صلی رنگ پا آؤ۔ یہ بہت زیادہ عقلمندی کی ہاتھ میرا بیٹھا عزیز  
کر دیں گی۔ پہلے تو کبھی تم نے منظر نہیں بھاگا رہی تھی"۔

"منطق اب بھی نہیں بھاگ رہی ہے۔ واقعی مظہر میاں کے ساتھ"۔

"رایہ" میں میز پر دہنچہ مارنے کو سے چھا۔ یہ کیا  
بکاؤں بھاگ رکھی ہے۔ مظہر نہ ہر مظہر۔ یہ نام اگر اب کی قہاری  
زمیان سے گلائو۔ تو... تو... تو..."

"زبان سخیع ہو گے۔ بھی نہیں"۔

"ہاں ہاں بھی۔ باللہ بھی۔ تم نے بھر کیا رکھا ہے...."

"بھر پر رکھا ہے کہ تم میرے چھوڑ ضبط کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے  
ہو۔ چم سمجھتے ہو را بنتا بھر ہے اسے چھپیں میں اڑاتے رہے گے اور  
میں اب بروائش نہیں کر سکتی۔ برکی را ہوں پر آزادی سے دوڑنا  
اگر تمہارے لئے آسان ہے تو بچے بھی ان را ہوں سے کون روک  
سکتا ہے۔ اٹھاؤ ہاتھ بخیروزیاں۔ دک کیوں گئے؟"

وہ بہت سمجھیدہ تھیں۔ ان کے رخسار فرط جوش سے تھارا ہے  
تھے۔ ان کی آنکھوں میں کیکپاتی ہوئی تھیں۔ ان کے ہر تریں کے ساتھ  
حرکت کرتی نظر آتی تھی۔ تھی تھی میرے ہی خلاف نہ ہوتا تو کہتا کہ  
اس وقت وہ قلوب پڑھتے ہی تو یادہ حسین اور پرشکوہ محوس  
ہو رہی تھیں۔ میری طبیعت کا سخرہ پن، میرا تھی، میری بیدار فوجی  
سب کچھ غارت ہو چکا تھا۔

"باقہ آنھاؤ" انہوں نے بڑی بھی دل درز آؤ اذیں کہا۔ "تم مرد  
ہو اس لئے مار سکتے ہو۔ میں عورت ہوں اس لئے ہبہ ہوں گی۔ مگر  
وہ نہیں ہبہ سکتی جسے تم... ج... جسے..."

"اوناں گاڑ دے گیا۔ آنکھوں کی تھی اشکیں کر امنڈ آئی۔"

"خدا کے لئے راہبر معااف کر دیں۔ تمہارا مطلب کچھ گی۔"

میں نے ان کا ہاتھ تمام لیا۔ اب کبھی اس تقطیع سے بات بھی نہیں  
کر دیں گا۔"

امیر یکرو دلار پ کے طرز معاشرت کی ذہن تو ہر چیز فادری کو بے حد پڑھے اور کسی اخبار زمانے میں کوئی تکمیلہ پاہن کے مرد عورت کی آنہتی ہے تو گھنٹوں سینے بننے لگا۔ لے پھر تاہے اور دل سے دعا لکھتی سمجھ کر لے اللہ یا تو ای جنم میں یہیں امریکہ و یونیورسٹیوں کی کم سے کم اگلے جنم میں مزروعہ ہیں پیدا افراد ہے۔ آدمی کی شکل میں پیدا کرنا کسی کانوںی الجھن کا باعث ہو تو کتنا، ایسی بھی تھی میں پلیگا۔ دہان کے توکنا بھی بھی قابلِ رنگ ہیں کہ لیدیاں اہدش کی گودوں میں بھیجتے ہیں۔

تو ہر ٹوب ترداں کی ہر چیز پر گرسہ سے زیادہ تابیں رنگ یا بات بھی ہے کہ لوگ دہان "ایڈی سکریٹری" رنگ ہیں یعنی سکریٹری، لیکسی بھی بخت۔ اس آدمی کا فخر دسترت سے کیا مال ہوتا ہو گا جس کی پیش نہیں کے فرائض ایک سین و جیں لیدی ادا کرنی پڑے گی۔ وہ لکھے "الم سرو میں کہتا ہو گا۔

"ویکھنا میڈم! منڈپ کی شام میں یہ کس سے مل رہے ہیں؟"  
"وہ سنا تا تو " واش آف فرانس " نے ہالی گوئے ہارے میں کیا تھا یا ہے؟"

"اہ آتا ہماری گمراں چھپکی گھس بھی ہے۔"

بس دپر چھپنے لیا۔ سکریٹری رنگنے والوں کے بارے میں کیسے کیسے رہا۔ ملک و خیالات کھو چکیں ہیں پھر کہ مت رہتے تھے۔ اڑاؤ کیا کہ کیوں مدھم کم سے کم ایک شوق پورا کریں۔ بازار میں کرہ کر لے پڑیا اور استھنارے دالا۔

"ضرورت سے ہلا کی کو ایک لیدی سکریٹری کی رہاں کو لو راوہ آنکھوں کو سر در پختے جو فہامت کے لحاظ سے فارغ اور ایسی ایسٹ کے اعتبار سے اہم ہو۔ تھواہ اندر ویوں کے بعد طے ہو گی۔ تھواہ السلام۔ تھواہ ایگر یہی اتفاقاً ہاں بوجہ کر سبب شوق اپنے کے اور سبب رعب ذاتی اور ناظرین اور ناظراتن کے شامل کئے تھے۔ تیسرے روز ایک صاحبہ آئی۔ چندے آفتاب چندے مذاہب۔ دوسرے دیکھو تو عاقبت روشن ہو۔۔۔ مگر پاس سے دیکھا تو پاڈرڈریلی مشکل کے پیچے ایک ایسا چورہ جانکر رہا تھا جسے جو سے ہوئے اتم سے تسلیم دینا گویا آم ہی کی تو پہن ہو گا۔ جو تھے رو ز ایک اور آئندہ

سوچ مطے تو عورت مرد کے ذہن دار اصحاب پر بے دریہ پھلانگ نگاہیں سہتے۔ پھر جب یہ مرد طبوں "مرکوس" ریستورانوں ہر جگہ ہر دن ہر چال پریتی سوئی "عورت" کی غافریش دیڑھت نظارہ سے روپاں ہو تو تاہے تو نہ پڑھنے ذہن دار اصحاب کا تو یہاں سسھ پت دوڑتا ہے۔

ہوسکتا ہے اچاریہ صاحب نے عورت کی منقبت "جن شی" دلخونی بھی کے ملے کر دی ہو جسے صیپی زبان میں سکھا گا کہتے ہیں۔ سیکن واقوہ بھی ہے کہ ایک ہزار شرکیں اگر ان کی جا عادت ہے شرک ہو جائیں تو پہاڑی ہے جائیدادی۔ ان کی پارٹی ایسی شیئریہ اڑھے اگر جتنا کو معلوم ہو جائے کہ اسیں عورتیں کافی شرکیں ہو رہی ہیں تو عقین کی جا سکتا ہے کہ دیش بھلگتوں کے ریلے کے ریلے با جھوں با جھوں شامل ہوئے چلے جائیں گے اور حکومت کا تحریک انتہا نہ لئے پارٹی کی ناکبت شروع رہے گی۔

عورتوں کی مدد کے بغیر کوئی ہمیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر پی بات اور کیا بوسکی ہے۔ ہوتا نہ ہب تا تھ۔ رکن اور آدمی تو اسے نہیں وجود دیتی ہیں۔ عورت کا جانشایہ۔ عورت دھرو تو دیبا۔ ایران ہو جائے عورت کی عظمت پر میرے ایک دوست نے دوسرا شعروں کی نظم کی تھی جس میں انہوں نے ثابت کیا تھا اگر عورت کے سینگ ہوتے تو بالکل کہا جائے تھا کہ دنیا عورت کے سینگوں پر قائم ہے سینگ نہ ہے۔ ذکر کو جہ سے گائے کوئی، بوجہ سینھا انسا پڑا تو بھلڑا تو ایسی بھی صفت اطمینن ہے۔ بیل کی عالمانہ ہمیں کہ اس اعزاز میں سکھ سفاب کر سکے۔

بات کیا ہے؟ آپ کہیں۔ بدیعت پر اتنی بے عزو۔ بے کوئی بھی بھی نہ یاں میں علیحدی پر اتنی بے عذاب ہے۔ عان گوئی کی حققت کو دیکھا تو گانگوں سے پہلے میرے ایسی تھوتالت جائے گا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہاتھ مختزم نہ ہے۔ ذکر کو جہ سے گائے کوئی، بوجہ سینھا انسا پڑا تو بھلڑا تو ایسی بھی صفت اطمینن ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ کیا چاہئے ہیں!

تو اب سیکریٹری داۓ معنی شرع سینے۔ مگر شوفر زیاد کچھ

خوشگواری پا شد کہ سسرہ لمبران  
خندہ آید در حربیت دیگر اس

جادوں اور بھی محسوس ہوتا رہے کہ کوئی انکھوں دین حسید اپنی نام  
تزویر مان، لیکن بیویوں کے ساتھ پیرے پیامے دل و جگہ پر جہاں و  
رعایتی کی شبہم پر کافی جملی جاری ہے۔

۲۴۷

اب سیما جیل کی کہانی بھی سن لیجئے۔

جیل دراصل ہمارے ایک ہمسائے صاحب کا نام ہے جو آدمی  
کم ہیں اور شوہر زیادہ، ان کے مردوں پاپ بساط غلطے کی ایک پلی  
چڑائی و کان اکٹھیں دے گئے تھے جو اب بھی خوب پڑ رہی ہے، ان کی  
شادی پچھے سال ایک اپنوا پٹ صاحبہ سے ہوئی جو کا نام و قیامتی  
ان باپ نے تو زیریق، رکھا تھا مگر خود انہیوں نے سیار کھل لیا تھا اور  
خدا کے بعد سیما جیل سختے لگی تھیں، سورت غل فلک قیامت، ناتو  
ادا ادوم شکار عتیقہ بیل لوکی زیرت کاریوں نے اور بھی سا پچھے نہ  
ڈھان دیا تھا، تعلیم میڑک بیک جیل صاحب مرد مذل قتل تھے،  
مذل قتل ہونا کوئی عیوب نہیں اگر کوئی کی سریں بھاری ملے، شادی ہوتے  
ہی ان کی سینیا نیزی میں ضرب و ضرب کا فارمول اچانہ ہو گیا، بیوی  
یہ تھے جس ہر کاب ہوئیں جلدی بھی یہ نہ تھو لفاب کے میں نیاز  
ہوا، جیل صاحب کو الگ چھے اس میں کچھ ناگواری بھی ہوئی میکن رائے  
ہی ایک خاموش تناؤں کے سختے میں پروش پاری تھی، یہ کہ  
ان کی حسین و حسیں بیوی کو لوگ دیکھیں، رشک کریں اور ان کی  
آنکھوں سے صاف یہ اختلاف پیکے کہ حسیں بالتم و نیاس کے خوش صفت  
ترین انسان ہو، تم فاتح اعظم ہو، پسیوں ہو، سکندر ہو، راجہ  
دندر ہو، رانیہ وغیرہ۔

اس تھانے ناگواری کو آچک لایا اور پھر علی، یہ بھی بر قلعہ کا  
تکلف بھی ختم ہو گیا اب سیما جیل ایک شطہ جو آنکھیں جیکن پیش  
ایک دن مچھا افت زردہ تک بھی ہر پوچھتے نہیں، نہ پوچھتے اب ترائی  
معارف کس شان سے ہو، اس سمجھ لیجئے کہ ہو گیا اور یہ وہ زمانہ  
تھا جب سیما جیل کی رگ رگ ہیں، فلم "خون" بن کر دوڑ رہا تھا،  
گفتگو نا دعا ز سب اسٹیڈیو کے رنگ میں ریچے ہوئے، مثلاً  
پیغمبر ختم ہوتے ہی وہ اپنے اکٹھے شوہر سے چیک کر فرماتیں۔

"اوہ، ڈارنگ، ویری نالس بچر، بیوی فل"

سیاں حسیں بھیرا جاتے، ان کے خیال میں پچھر پاٹھل جستہ لجئی

یہ بھی کسی ناقہ نہ تھیں، پاٹھوں روز تین آنکھیں مگر ان میں بھی کری ہماری  
خیالی ڈان کا ساتھ دینی لظر دیتی تھی۔

انکھیں بیخ خر علی، پھر رہا تھا کہ کسی نے بھی کرا طلاق کر رہی، بس  
پھر کیا تھا کہ دار بیر پاہ ہو گئی، لاکھ بھی ایکجا تھا ان امیری نیت  
نہایت نیکی پھیٹھی شوق پورا کر رہا ہوں مگر ان کی شکل مزا جی کہاں  
بکھشے دلی تھی، بیڑی دانتا بل کاں کے جو اکثر بھی ہی تھیا رہا اسکے  
پڑے اور بات اس کی خود پر آکر ختم ہوئی کہ دبی خود میری سکریٹری  
کے فرائض انجام دیا کریں گی۔

"اور ہندیا چولھا کون کرے گا؟" انہوں نے پوچھا۔

"استغفار اللہ، ہر وقت تھا رہ، دماغ ٹیکی، ایسی ہی غیر شاعرانہ  
بانیں گھسی رہی ہیں"

"مہبت پہنچا"

پھر تین بھی دن میں ہم خدا یاد آگیا، پاہت، نائم درک پر جو خورت  
بھکی تھی اس نے دہ دہ کھانے کھانے کا کام وہ بہن غش کھا کھال گئے  
اور بھی کی ہبڑتاک نسم کے بظیفہ میں آئے جن کا ذکر از بسکر طوال  
چاہتا ہے، تھے جو خورچے تھے روز میں سے عرض لزار ہوئے۔

"یوں کام تھیں چلیا، ہمارا عمل سے تھے بھی یہی نی رہو تو  
ٹھیک ہے، بس دن میں دو چار ٹھیکنے سکریٹری بن جائیں"۔

"یہ کیا مذاق ہے، میں تجیدی سے کہہ، ہے ہوں"

"میں بھی سمجھ دیکھتے ہیں بھی رہی ہوں"

"اچھا تو پر دگرام یوں رہا کہ دن میں ایک بیکے سے تین بیکے تک  
تم سکریٹری رہا کر دی۔ ہاتھ اوقات میں غالباً یوں ہے"

ھاتھ ناظہر ہے یہ کھسیانی بیکھنا نوجہ، ہی بھی، بیوی کوکری  
ہنا کر خاکست، بطفہ نہیں آیا، پھر بھی آرام کری پڑا لگ پھر لگ کر جب  
میں مشاندار اداز میں کھٹا

"ہال بیگ، دیکھنا آج کی اہم خبری کیا کیا ہے"

"بتابا تو اس بھفتے اخوا کی دار والوں کا کیا اسکرور رہا"

"ارسے ہال بدر اس والوں نے کسی نئی فلم کا اعلان کیا ہے یا ہیں؟"  
تو ایک محیب طرح کا اعلان، برقراری میری رگ رگ ہیں سرور  
بھر دیتا، میں آنکھیں بند کر کے کوئی کھشت کرتا کر بھی کا بھی ہونا بخوبی

ایک طے شدہ نیصل کا ساتھا۔ پنگاکے وہ میری طرف مڑی اور کیا کہوں میری ملائیت کا تصریح فتح کس بربی طرح بھکوئے کھانے لگا۔

بوجھلا کر میرا باخدا اپنی دادھی پا گیا، یہ سلھار میز کے تینے تین میرا نمیز جزاری تھی۔

”کیا ہم دلوں ہی چلیں گے؟“ میں نے کہیں ہوئی آواز میں پوچھا۔

” تو کیا حرج ہوا؟“

”میل عاصب بر انہیں مانیں گے؟“

”کہوں بر امامیں گے؟“ — تم تو ان کے دوست ہی مرو۔“

”... مگر حجاج؟“

”اوے بھوڑو۔ سماں کی نڑی جڑی پاہنڈیوں سے ہم اپنا زندگی کو بور کیوں کریں۔ چلو دن کج رہے ہیں۔“

”کھلیں تو ساڑھے تین پر شروع ہوتا ہے۔“

”تب تک لارنس کیپٹن میں دقت لگزاریں گے۔ وہاں کی کافی کا جواب ہیں ہے۔“

زہرہ قناعت اور پاکد امنی کا متنا سرمایہ برسوں میں جمع کیا تھا ذرا جانے والا سوکی کے آگے کوئی کہوں بن گیا۔

کوئی آگ خوب پکوٹتا ہے۔ وہ مجھے گھسیت کر تو ہم لیجا رہی تھی۔ میکن بھر بھی میں یہی محروس کر رہا تھا کہ میری قوت ارادی

خواب دے گئی ہے اور میں ایک ایسا لگدھا ہوں جس کی ناک میں نکلیں ڈالکرستیا کے باختم میں دیدی گئی ہے۔ ماؤں میں

غاصبی بھیرتی۔ میں ایک بھرم کی طرح ڈر اسجا بٹھارہا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے حاضرین میں سے ہر ایک کی لگاہ بھی پر ہے

وہ کھلیں کئے تھے مجھ میں بیبل کی طرح چکتی رہی۔ کوئی مرداگر پچھر کے دران یا نیں کرنے لگے تو آس پاس کے لوگ کھانے کو دوڑتے ہیں۔ بچھی الگ کسی والدہ محترم کی گودیں روئے تو حاضرین کی بھروسی تھی جاتی ہیں اور رنگ برلنگے فقرے بعد

ہوتے میں میکن میں نے دکھا کر سیاحا کی جھکار پر کوئی بھی مانی کمال۔ لالاں پیلا نہیں ہوا۔ کسی نے نہیں کہا کہ میرا تم چوپن پنہ کیجھے بلکہ کچھ تو اس کے الہمار رائے پر دبی دبی داد دیکھ لے

کیوں نکل دا سیں میکے بازی ہوئی دلکوار چلی دسکی سر مانے چاہنسی کے تختہ پر اودادی گانا گایا۔ مگر تیوی کے بات کیسے جھلاتے۔ ”شیک ہے ہا اچھا..... مگر ز..... ز..... ہا تم تو ہم تھا دلوں دیکھ رہے ہیں۔“

وہ بیوی کی دلوں باہوں کو آہستھی سے الگ کرتے جو ان کی گردن میں صدقہ بنائے کے قریب ہوتی تھی۔ بیوی براہان کریشی ”ہان سین۔ تم تو ڈفر ہوتے ہمارے ہو۔ اچھا دار لنگ سیلانا کاری کا سیرہ الا سوٹ کیسا تھا۔ مجھے تو ہبتہ چا۔“

”کھس ہیں۔ بہت اچھا تھا۔“ اور یہ ولیپ کار تو ستم ہے ستم۔ الگم شاندار۔“ وہ تو ہے ہی.... آو چلیں۔“

پھر انگلے دن سیلانا کاری دے سوت کا ڈرائیں سمجھا تھے تیبا جیں۔ شیر ماہر کے یہاں خود جا کر کپڑے لے لئے اور پھر ان کی گفتگوں سلگارہیں، چلت بھرت میں اداویں میں کہی میلانا کاری جھاٹکی کہی ولیپ کار رسمی نرگس جھلکیاں دھکاتی کہی راج کھور جیل عطا وقت کا ڈرائص دکان پر گذار فر پر عبور تھے۔ سیلانا کاری کہی میر یہاں بھی ابھی تھی۔ رابعہ کو اس سے زیادہ ولپی دسہی میکن بہر حال اخلاقاً اظہار دلچسپی کرنا ہی پڑتا تھا۔

ایک روز دوپہر کو ستمانے ایک بچے کے انحصار بلالیجا پہنچا تو وہ سلھار میز کے آگے جو نہیں میں پن لگا رہی تھی۔ میں غصی تو وہ ہر وقت ہی رہتی رہیں اس وقت کا سوت خصوصی اہتمام کی داشت سنتا رہتا۔

”آج نلا ہم تم حل رہے ہیں।“ — وہ آئینے ہی میں مجھے خاطر ہوئی۔

”کیا؟“ میں پوچھتا۔

”میٹنی شو۔“ تاریخی میں بڑا اتنا بچکر لگا ہے۔ چل رہے ہوں ہے۔“

”وہ... وہ میل عاصب ہے ہیں؟“

”ارے چھوڑو۔ اخیں تو شام کو فر صحت ملے گی۔ میں آئی بہت اکتا بہت محروس کر رہی ہوں۔“

میرے فرشتوں کو بھی تصور نہیں آسکتا تھا کہ وہ اس طرح اپانک ایسی فرمائیں کر دے لے گی۔ فرمائیں کیا اس کا تو انداز

"معلوم نہیں خبریت نے کیا پک دیا ہے؟"

ظاہر ہے یہ میری ہی منقبت تھی میکن فقرہ منہ میں اس طرح  
چیزیاں لیا تھا کوئی بھی سنا انہیں چاہتے جب قائل ہی سنا نا  
دیجاتے تو یہی کیوں سنوں۔ تم خصوصی کے آجل اپنی بھی  
بڑا نازک کام پھنس رہا تھا، وہ فی الوقت بیکمے زیادہ  
میری ناز برداری کے موڑ میں تھے۔ اب: یکٹھے کو پرداہ غائب  
سے کیا ٹھوڑا میں آتھے۔

"کہو یا رکھ کیا؟" وہ میرے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے بیتا بی  
سے بوسنے

"کیوں نہیں۔ السیکر راضی ہو گیا ہے۔ مگر...."

"مگر کیا؟ رک کیوں تھے؟"

"دو ہزار ماہ تھا ہے۔"

"دیگر یہی" وہ برا مالابوئے گویا خوش ہو گئے ہوں۔ حالانکہ  
میرا خیال تھا ان کے فرشتے کوچ کر جائیں گے۔ عرض کیا۔

"کم پر وہ راضی نہیں ہوا"

"اوے کون مردوں کم کہتا ہے۔ کرواد، ہزار دن گے ڈھانی  
قہارے؟"

"جو اک اللہ۔۔۔ مگر ایک اور بھی ستر طاس نے لکھا ہے۔  
کیا۔ وہ بھی کہو"

"کہہ رہا تھا غافل خاص مو قتوں پر زنان ہاشمیان اولیا کے  
سلسلہ میں اسے چالس لٹھا چاہیے۔۔۔ زنان ہاشمیان اولیا  
تو میں کہہ رہا ہوں۔ اسے توارد دیں ہمہ باتیں کی تھی۔"

"کیا مطلب ہوا؟"

"ذرعاً عاشق عزادی ہے اپ کا تجھب ہو گا۔ وہ آپ کے پر نبوت حالات  
بھی تفصیل سے جانتا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ پس کہو" وہ ٹھیک لگئے تھے۔

"ذرا دیکھیں از زین، گلابیو سب کے نام سے رہا تھا۔ پچھلے جیسے جو سچے  
اسے خبر ہے؟"

"معاذ اللہ۔ مرد و اندر رکھا ہوا ہے۔ خیر شرط منظور ہے  
تسریان کی قسم اگر دیجی اپنے ساتھ ہو جائے تو چکار دکا جائے۔"

پھر نے ایسے الفاظ کہے گوئیا اس کا یہ بچکا نہ اپنارہ رائے ذیر دست  
احسان سے اور یہ نہ ہوتا تو وہ ظلم کی فی رطاقتیوں سے کو رہے ہی  
مگر دستے بچھے سے بیکنیز بڑھانی چاہیں۔ وہ تو میری واڑی  
ان کے سوت بوت سے بچھے نہیں کر رہی تھی ورنہ جگری دوست  
بنائے بغیر کہاں درم یلتے۔

یہ تھا پہلا حادثہ میرے لئے چاہے ریکھن ہی مگر جمل میاں  
کے لئے خاصاً دل سوز تھا۔ انہوں ذرستے بھئے سیماست شکوہ کیا تو یہا  
نے وہ ساری منطق جو میراں تک پڑی تھی برقرار سید کردی اور  
خوب ہو صوف سرہلاتے رہ گئے۔

چھوڑ دی بعد بھر اس اتفاق چڑا کر وہ دونوں سیما جا رہے تھے  
کہیں مگر اگلی سیما نے چھوٹتے ہی دعوت دی اور حالانکہ جمل میاں  
کے مندرجہ پر صاف ہو انیاں چھوٹتے ہی تھیں لیکن وہ بھی تکلفا ہمتوں  
ہو گئے۔ مرتا کیا ذکرتا۔۔۔ حالانکہ یہ قادرہ خوا محواہ بول رہا ہوں  
— ساتھ ہو ہی لیا۔

اسی طرح کبھی دونوں کے ہمراہ بھی تھا سیما کے ساتھ بارہ  
تلگ رویاں ٹھی بہیں، رنگ رویاں ان سخن میں کہ ایک طرف  
ترجمیں میاں عادی ہے ہو گئے۔ تھیں میری اور سیما کی تباہی پر  
باز کی پر اغراض نہ رہا، وہ سری طرف سیما کی تکلفوں اور اداویں  
میں "فلدت" اس حد تک ترقی کرتی گئی کہیں بحثت بھی کم سے کم  
ڈائیاگ کی حد تک اس مرض کے جھٹکوں سے ہو رکھا۔ سچا سکا۔ مرض  
تو کھلنا کہر ہوں۔ بڑا مشحاشہ ہے یہ اس کی تریک میں آدمی دس  
الربنی سینکڑی کی رفتار سے چاند ستاروں کی دنیا میں دور ہبہت  
دور آنکے اُس پار جا سکتا ہے۔ حالانکہ سماں کی ہڈیاں پس  
کر سرے کی دکان ھکوں سکتا ہے۔ آسمان میں سوراخ کر سکتا ہے۔  
دنیوہ دنیوہ۔

تو تھیں سیما جمل جنکی یاد پر سبیل یعنی آنکی تھی!

ارے ہاں۔ پچھلے جیسے کی لکھوں ادھوری ارہ کی تھی۔ آپ کو  
یاد ہو گا۔ اور یاد نہ ہو تو پھرلا جانی اٹھا کر ریکھے صوفی بدر الہی  
بری کو جلتا لکھتا ہی چھوڑ کر باہر آگئے تھے۔ دیسے دہلیزیوں کے  
منھسے یہ فقرہ ضرور نکلا تھا۔

میں آتی تو پنجیاں لکھایا کرتے۔

ایک دن میرے سر ہو گئے کہلا! انچھے افلاطون کے ہوتے ہوں۔ ملائکہ یونانی ایساں اور گواہ گھر کے تو خدا کی قسم ہوتے انہوں کی بات ہے پھر تباہ نہ راستہ۔

افلاطون مکہرا ہوں نے مسلکہ ہیں لگایا تھا بلکہ سچھے وہ بھی مرجوب ہی تھے میں شاید ان کے گھر الہ اسے کو مقاطلہ نہ دلانا میکن پچھے معلوم تھا کہ جو اتفاق درگاہ کی طرف چرس اور کجھی شراب کی زمیں دوڑ تجارت میں بڑی ایڈو انس ہے اور جن افواں کو شرکیت کے قابو پرست تھیں اسے حرام و نیتہ قرار دے رکھلے ہے وہ سب دہان طریقہ کی بھی میں تپا کر دن بنائے گئے ہیں کیونکہ اس سال ہر نے دہان کے بجا وے صاحب نے بڑی دلسوزی کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ زائرین دوڑ اڑات کی اسلامی اور مراڑ شرکیت کی حفاظت کے لئے عمارت میں بہت کی تبدیلیاں کی جائیں گی اس پر معتقد رہنے تھیں کہ مکھوڑی میں تھیں کہ اس طرح کی گئی کوہادیں مانگتے ہوں کے لئے جانی کے اندر پہنچنے کے دروازے بنائے گئے ایک مردانہ لیٹنے بڑا دوڑ اڑات کت تھا لیکن زنا نہ ایسا سمجھ رہا ہے بنایا گیا کہ کمی نہیں دوڑ کر دوں اور سرگنگ تھا: انہوں نے گذرا کر جانی کے اندر پہنچا۔ بسبب تقوے کے اس میں مردوں کا دا خار غریع تھا اس پسی بھی یہی گی کے کم عورتیں ہوں گی جنہیں اس میں محسوس کر گھٹتے بھرے پہلے دو مذاہضیں ہوں گوں میں ایک دفعہ رقم پہن کر اس کی سرگر کرایا ہوں تو پھر کیا کچھ عرض آیا اور کیسے محسوس کرے۔ سرگنگ نہاد الا ان کے ایک تاریک دوڑ پر کھڑے ہوئے دیکھا دوں نے مجھے ہمی خورت ہی کچھ تھا اور بہایت لہیت کے ساتھ اور دیا تھا کہ نقاب اس کے چلویہ میاں کا دیوار ہے میٹھے نہایت سریلے بھیجیں کہا تھا۔

اسے ہٹو۔ تم مردوں کے آئے میں کتواری بھی کیسے مخکھوں گی۔ انہوں نے زرد تھی تھا اس دیا تھا اور پھر... پھر مراہی اگلی تھا داستان کو طویل پہنچتے ہیں اسی تھے لہاب کچھ کیجیے کہ فلم پھر والی کا دوڑ اڑھ کھل گیا دوں کے سر ہوئیں نے ٹھوڑے ہیں تو وہ غوث دو۔ بھی ذکر ہے کہ یہیں ایک الف لیلی کے دیو کی طرح ایک اور کا دوڑ پھر اما تھیں ملے گو شہزادی تاریک سے نہ دار ہوا پھر مانندی دیوار

پیٹکا۔ ان کی آنکھوں میں معنی خیز اسم لہ رہا۔

آپ الجھ رہے ہوں۔ گے یہ کیا چلپا فی المثل تو شروع ہو گئی۔ باستہ ہر کی پرائیت ہے آپ کو اپنا بھروسہ کے ہوش کے دینا ہوں کہ دراصل یہ کہانی دو سال پہلے شروع ہوئی تھی۔

ہمارے صوفی بزرگ الدین جن درگاہ کے بجا وے ہیں یعنی درگاہ پیر بکاری۔ یہ اُسوقت آج کی طرح مربع خاص و عام نہ تھی۔ اس کی بجائے خواجہ چرانی میاں منگ کی درگاہ کا طوطی ہوں ہا تھا جسے چرانی درگاہ کہا جاتا ہے۔ ہاں کے بجا وے نے ایک شخص کو سئے کا اتنا صبح نہیں تادیا تھا کہ ہزاروں روپے اس کے باخدا آگئے تھے۔ کم کے کم مشہور بھی ہوا تھا۔ اس دن سے فلقت ادھر بُوٹ پڑی تھی شخص مذکور نے دشمنوں نے اپنے جنادری پارٹیاں تو بالوں اور قوالیوں کی براہمی تھیں تو اور بھر رنگ۔ آگی تھا۔ کچھ بھی دنوں میں یہ حال ہوا کہ بیان تو منفای دربر دنی زائرین کے بخت نگے ہوئے ہیں۔ دیگری ہنگ رہی تھی، نہ دوڑ خیاڑ کی دیلیں ہیں۔ روپیں موولاد صابر بر سر رہا ہے اور بچاری درگاہ پیر بکاری میں تو بول رہا ہے۔ اونچی کپڑا بول دہا ہے بس غریب صوفی بزرگ الدین ماں گھوں میں گردن ڈالے آپیں بھر رہے ہیں۔ بیمار کے سارے اہل دل بُوٹ کے ادھر جائیں۔ دہان مال کے سان جسٹ رہتے۔ ایک اے ایک زمانہ ملائیں اولیا رہتی اور رُوت بلگوکی دھوم پھی۔ دہان کے بجا وے صاحب کے بدن پہ ایک اپنے فی ہفتہ کے صاب سے گوشت چڑھ رہا تھا۔ یہاں صوفی بزرگ الدین کی بڑیاں بھی جاری تھیں دہبری بار ایک طرف آمدی رخصت دوسری طرف دھانیت ناشد۔ دوچھٹا غائب یوں کو صوفی رطیف ہی جلوہ نہ دھائے تو رُو دھانیت عسیٰ طیف نہیں کس تک بلکہ سکتی ہے پھر پہلے جو منفای دربر دنی زائرات آیا کرنی تھیں ان سماں بھی متعدد ملارد صورت کے اعتبار سے ایسی تھی دو ہوئی تھیں کہ تیرکات دیغیرہ عطا کرتے ہوئے صوفی صاحب خاصی رو دھانیت کشید کر دیا کرتے تھے۔ بہادروں کی بھی آنکھوں کو نور دل کو صور پختا تھا مگر اب یہ سارا مال خزاں پھر اتفاق درگاہ کو مغل گیا تھا اور جب رات گئے ہوا کے جھوکھوں میں دہان سے گلا باد یا زریشمہ دیغیرہ کے نغمات جاں فرازی آؤ ازو صوف کے کافوں

کان سے تھک لگا دیا تھا۔

چند منٹ بعد وہ خوش ہو کے کہہ رہے تھے  
”وی ہزار تو دو ہی دکانوں کی فروخت سے مل جائیں گے اپنی  
درگاہ کی بازاریں بھوکھ دکانیں ہیں۔“

”ذمہ داری... مگر وقت کام آپ کیسے سمجھ سکیں گے؟  
اسے مجھ پر چھوڑو۔ آخو تو کہہ ہم کرنے والے ہیں درگاہ  
ہی کی خاطر لو کریں گے۔“

”آپ ہانتے۔ میں کاریگروں کی تلاش میں لگتا ہوں۔“  
واقعی ہستہ بھر میں انہوں نے دکانیں بچ دیں تھیں پھر نہ کوئی  
مکان دو ہزار میں خرید لیا گیا تھا۔ پہلے اس کی سیئ رفتی دیوار پر  
مزدات کر کے اپنی اتحادی لگبھر اندر خاص اقامتگاہ شروع  
کر دیا گیا۔

تین ہفتے بعد درگاہ بلکاٹی کے دن بدلتے شروع ہوئے  
اور دیکھنے لیکھنے لیا گئی۔ پہنچاں ہوں تھا کہ مرادیں مانگنے والے  
اُس جانی دار احاسنے کے ارد گرد برقیر سے سواگز کافاصلہ دیکھ  
بوا یا گیا تھا اب اپنی لگن میں کھڑے ہیں کہ عین قلب مزار سے  
دھوپیں کی ایک باریک سی کھیریہ اپنی اٹھی ہے اور تیز خوشبو  
پھیلی چلی گئی ہے۔ پھر مزار کی کرتوں سے جیرتناک روشنی کے  
ڈوکے انکھ کر فضایں تخلیل ہو گئے ہیں اور سفیدی اُن انجارات  
کے مطلعے تبر سے زد و فث اور تک تیر لگائے ہیں جیسے مٹا لے  
شیش کی پیار دیواری اتحادی ٹھیک ہو۔ زاریں دم بکوڑ ہیں کوئی  
جس سے بیٹھا گیا ہے، کسی نے روکا پر قناعت کی ہے۔ کسی کے  
با تھہ بڑھ گئے ہیں، عورتیں خاص طور پر ذوبی حرکات کا مظہر ہو  
کر تھیں۔ پھر جب صحیح عشق پر پوری طرح ذہنی تحریر اور ملکشی  
کے عالم طازی ہو جاتا تھا تو قریب طرح طرح کی آوازیں آئیں۔  
مثلًا

”لئے۔ سب کو ملیگا۔ دیر ہے اسی صیرینیں۔“

”دل کا پھاٹک کھول۔“ کیجا ہو کا بھلا۔ ”ہاں  
بڑھتے سے دو۔“

”ذرا دیاز اصلی نماز۔“

”غیرِ لک، کبھی کبھی مکالمہ بھی سنا لیج دیتا

شی ہو کر جتاب بجادے صاحب بھی طلوع ہوئے۔ اب تو میرے ذمہ  
مرشی پڑھنے لگے۔ اگر یا پوتھر کا نعمہ مار کے بجاوے پھر اس  
اپک لیتا تو گیا تھا کام سے۔ بجادے صاحب نے بجاوے کو سڑکی ہوئی  
گئی دیکھ لکارا

”ابے دیکھتا کیا ہے،“ پھر دیکھھڑے۔  
بجاوے فرط غیرت میں بھجوڑیہ دوڑا تھا اور میرا گھونٹھیک  
اسی کی نات پر بیٹھا تھا وہ کراہ کے استعداد فرمایا گیا تو دونوں  
بجاوے حملہ آور ہوئے تھے۔ بجادے صاحب دڑک رہے تھے  
”زندہ مت چھوڑو ساۓ وہاں کو۔“

بن چاروں نے اپنی کی کرفی میں توکرہ بھجوڑی کی گرفی اتنی  
زیادہ رسمی تھی کہ میرے دہانہ بھی مشکل سے سہار سکے اور  
انٹا غصیل ہو گئے اب بجادے صاحب سے ٹکر تھی۔ وہ واقعی  
میں تو تھے میک بوش میں آکے جو آگے بڑھتے تو ذلتے ہوئے پاؤں  
صاد بنا رہے تھے کہی بھر کے بڑے حصے ہوئے ہیں۔ میں جھوٹک  
دیکھا یک طرف ہٹ گیا وہ اپنے ہی زور میں دیوار سے جاگ کر لئے  
اور پھر میں نے جو تصور کے دو تین بیچ پڑھائے تو صاف مراقب  
کر گئے۔

—  
اس کہانی کا آغاز و انجام پھر کبھی سنا دیں گا۔ فی الواقع تو  
میں نے صوفی پرالجی سے پوچھا تھا۔

”بوسطہ کیا چاہتے ہیں؟“  
”کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ غلبی خدا کی رجومات ہماری طرف بھی  
ہوں۔ ہم نے تمہیں سوں کو سیٹے ہاں بذریجی بتا یا مگر کیا ہیں؟“  
”چکھ پسیے ہیں؟“

”پسیے اب کہاں۔۔۔ جیرا سکھ بتاؤ۔“  
”وس ہزار نہیں اسکیں تو پانس پلٹ ملکتا ہے۔ وہ آپ کی درگاہ  
سے آپھے فرلانگ کے فاصلہ پچھل کی طرف جو ٹوٹا سامکان  
ہے اسے خرید لیجئے۔“

”کیا ہو گا؟“ وہ پکڑا ہے تھے۔

”ہو گا۔۔۔ یہ ک۔۔۔“  
”مجھے دیوار ہم گوش دار“ کی مثل یاد آگئی تھی اور فوراً ہی انسکے

بول کر آغا جسٹریک کی تاک کھاتے گئے ہوں۔ میں کہا۔  
” باخلی ہی ترکیب میری بیوی میرے ساتھ کر رہی ہے بنخہیں  
کپڑا دیکھ مارنی ہے؟ ”  
دہچور نگہ ہو گئے تھے۔

انھی رنگ رلیوں میں دن کٹ رہے تھے کہ ایک دن  
صوفی عاصب گھبرائے پڑتے آئے۔ میں ابھی ابھی سو کے الحافظہ  
یا خذب رو گیا۔ سی آئی۔ ذمی کو پڑھن گیا ہے۔  
” کام ہے کام؟ ”

” اماں دی اپنی سرنگہ کا۔ اس پکڑ دو فوجہ کے ہل چکے ”  
” پھر ”

” کمال کرتے ہو۔ یا رکھہ کر جھپڑا ای تو سب کیا دھرا ہے؟ ”  
” بہت اچھے۔ بہوت بی اچھے۔۔۔ پھر نوکر دیکھے کھالا کو پکوئی ”  
” مذاق نہ کرو۔ یا، کیس پل گیا تو تباہی آجائے گی؟ ”

” مزے بھی تو کچھ کہ نہیں کئے ہیں۔ سوون چور کے ایک دن... ”  
میر اجمل پورا نہیں ہو سکا خدا کو نکل انہوں نے یہ پھر کے سینے  
سے لھایا تھا اور درہ تاک آواتھی پورا تھے۔

” خدا کے لئے ملا اول فول نہ کیوں۔ میں لٹ جاؤں گا۔ میں زہر کھاؤں  
گا... اس پکڑ تھا رے دوست رفیع الدین خالیا یار ہے اجھے  
ذریعے کچھ کرو ”

پھر انہوں نے میری پیشانی چھم لی تھی۔ ان کی مناسک آنکھوں  
میں نیرے لئے محبت کا بھرپور ان مخالفیں مارتانظر آرہا تھا۔  
میر اقبال محبت کے معاملہ میں چھوٹی مولی سے بدتر واقع ہوا ہے  
و دعہ کر تھے ہی۔ میں کچھ نہ کچھ کر دل گا۔ وہ داری جانتے کے انہاں  
میں ہمہ بھائے

” تم ملا اللہ کی قسم بہت پڑھیا ہو۔ تم پر تو جان دیتے کوئی جاہتا  
ہے۔۔۔ گریار کمال ہے تم نے کہیں ہم سے چھپنیں مالکا ہیم  
نے تو سمجھا تھا آمدی میں نصفاً تھی رہا کرے گی ”

” میرے ستارے خراب ہیں۔ بھیں یہی میں ایک فقرتے ہیں  
و عادتی تھی کہ جتنا لگتی کر کنوں میں ڈال ”  
” یہ تو ہم نے۔۔۔ جائزیں پڑھا تھا۔ اس سے کیا ہر نہ ہے ”

” اے عورتی ہماری تاخیلیں دیا ”  
سونہ صدی زنا نہ آداز جواب رتی ” زبے نہست! اذن  
ہو تو راٹھو ٹھٹھے بیچوں ”  
” پومنا اگر پہلے عرض دے سے ہمارے چاہئے دلوں کی مزادیں  
ماںگ کے ناک ”  
” لگی تھی خرمایا ہے جتنا گزر استادیا۔ نذر نیاز ہلکی جاہی ہے ”  
” ملعون ہیں۔ ہم کے زیادہ پیسے کو چاہتے ہیں ”

تو آٹھا فٹا میں دو دو درگاہ بلکا دلی کا دہ شہرہ پھیلا ہے کہ  
اللہ دے اور دنہ لے۔ پرانی دلوں کا چرخ نہ شاگدی۔ صوفی  
و، دل جو بھی کجھ بوش میں بچھے گلے لپٹا لیتے اور کھٹے۔  
” مل نر آن کی لام و تابی نہ ہوتے تو بہت سمجھنے پڑے۔۔۔ بُنادی  
نہ ہے۔ اسے یار آبھی جاذیا رہوں میں دیکھ رہے ہو کیا ہن لٹ  
رہا ہے ”

” یہ ان کے ترقی پر پریت کو تھیک دیکھو عن کرتا۔۔۔ بہت  
بد نصیب ہوں صوفی عاصب ای مری بھی دہاں اور اس کا بھیا بھی  
دل ایسی ”

” بھیسا اک بی ”

” دُنایا بیسِ بُنی... ”

” اس ملعون کاتا مل تو ہیرے سامنے۔ اس پر تو مقدمہ چلا دھا۔  
ہر بھینے اولیاً ہن کی توہین کرتا ہے۔ تو کیا ملانی بھی تھا رے قبیل  
میں ہیں ہے ”

” بھی ایسی کہیے۔ ملائی ہی قودہ واحد بلاسے جس کا کوئی جواب  
نہیں۔ پارہا دامت پستا گھر پھرخا ہوں گرمارا کے ساری دہايت  
نکال دوں گا مگر معلوم نہیں اور پردا اسے نے اس کی آنکھوں میں  
کوئی سایگا۔ جادو کوٹ کے بھرا ہے کاظمی ملتے ہی ملک ”

” ارادے کچے دھانے کی طرح پتاش پتاش ہو جاتے ہیں ”

” یہ تو کچھ نہ ہوا۔ اللہ قسم مرثوم نہ ہو۔ ہم کو تو میں نے پہنچنے تھے  
ساخت بنا دیا تھا۔ میں کوئی بھی ہوں گا ابھی ذرا اسال چھ نہیں دیکھی  
ہو ہیلنے دو۔ جاستے ہو کیا ترکیب ہے۔ ماردا اور روئے دو ”  
وہ اس طرح دو طلبہ، ندازہ میں مسکرائے تھے جیسے یونقرہ

پڑی تو چہرے پر منوں سخیدگی اندھی ہوئی نظر آئی تھی بیوی کے  
اوپر سے بچے تک دیکھتے ہوئے مھواڑا اُسے کے انداز میں کھا دھا۔  
اُسے الشراپ اور اسے سخیدہ، باش ہو گی۔

”خون بر سے گا“ میں عکایا ”اندا کام کرو بیگم میں اس وقت سفیدی  
خشے میں ہوں۔“

یہ میں نے نظریں ملا سے بیچر کھا دھا۔ وہ بر مبارولیں

”اپ تو کہتے تھے دیا میں کوئی خیر سو فیصدی بیسہا جو تی؟“

”اپ ہوئے نگی ہے۔ جاؤ خنوں پر ملک نہ چڑھا کو“

”اچھا زر امیری طرف تو دیکھتے گا..... اپ کو شم ہے۔“  
میں نے بے ارادہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے کھا دھا۔ بڑا  
نہیں دیکھوں گا۔“

اور پھر یہم دونوں کے قبیلے سکر چوٹی کی اندر کے یہ کمی ہوئی  
دوڑی آئی تھی

”ای بی بی تو آگے کاب دیسکٹ“

(لمازندہ صحبت باقی)

”بیو کہ مخدود ری کے سوا میرے نصیب میں کچھ نہیں۔ قلم  
کی مزدوری۔“

”اوے جاؤ پیدا ہی کیوں ہوئے تھے؟“

”بس اسی غلطی کو بھگت رہا ہوں۔ جس دن دو چار تیکیاں کر کے  
کھاتا ہوں۔ چوڑی یعنی انسکر لگنگوئی کی جو پچھے آپ نے سئی۔ اسی روز  
صوفی صاحب سوا دہزادار کے فوت میرے پاس لائے تھے۔

”میں“ میں نے کھا دھا ”یعنی دین برہ راست آپ ہی کریں گے۔  
ان پسکر خود ہی کسی مناسب وقت آپ سے مل لیگا۔“

”تو یہ دھانی سو تو رکھو!“ انہوں نے کچھ نوٹ الگ کر کے میری طرف  
برہ ماسکے تھے۔ بچے زنالے ہجاڑا آگیا تھا۔

”بہت دلیل ہو۔ یہ کیش مجھے لینا ہوتا تو آج میری تجوہی تم سے  
چوگئی ہوتی۔ ہوا پہ جاؤ فرگیں کے“

میں بھتیجا ہو اگر میں پلاگیا تھا اور دیوار سکا میئنے میں جو نظر

**عظمت اسخ اسلام** [از البرتاہ بخیب آبادی۔ شناخت] جلد دوں میں مکمل۔ مشہور زبان تاریخ  
تuarif کی محتاج نہیں ہے۔ پاکستان میں عمده کاغذ اور روشن طبع اعضا  
کتابت کیسا تھا چھپی ہے۔ قیمت فی میٹ مکمل و مجلد جھیس بیوپے۔

**کتاب الوسیلہ** [اسخ اسلام] امام ابن تیمیہ کی ایکت برہست  
کتابے جس ویلہ کی تلاش کا علم قرآن نے دیا ہے وہ کیا ہے؟

اس کا شانقی وکافی جواب بہترین دلائل کے ساتھ اس گلے گی۔

کتاب میں دیا گیا ہے۔ شرک و بدعت کی بیچ کمی اور سنت کی  
تائید۔ قیمت مجلد نو روپے۔

**تذکرہ حجد الدفت شانی** [اماں بری] حضرت محمد الف

اویسیر حامل مقاالت کا بیش بہا مجموعہ اس کتاب کا زان پڑھنا  
لبی ترین تائیخ کے ایک اہم باب سے تادافت رہتا ہے۔ جو بہت

بڑی محرومی ہے۔ مجلد چار روپے

مسلمان عکورتہ۔ مقرر شہری صنف فریود جدی کی عربی تصنیف الامڑۃ المؤسلمة کا اور در تحریر الالوکام آزاد کے قلم سے مقدمہ بھی موجود ہوا تا

**ابن ماجہ اور حرم حدیث** [ابن ماجہ۔ تاریخ قیصر] اس کے بامیں ابن ماجہ بڑے  
پائے کے حدیث گذشتے ہیں ان کی تفصیلی سوانح کے ساتھ اس  
کتاب میں تدوین حدیث کی خصل تاثر کرنا اور انہیں انہیں  
کی رویداد بیش کی گئی ہے جو محدثین نے صحیح حدیث۔ کہ المسنون کیں  
کثیر معلومات کا خزانہ۔ مجلد آٹھ روپے۔

**حیات وحی الرزمان** [ابن حادیت کے تابوہ تحریم علی المحدثین] اس کے علی علی کارناموں کا مغلظہ تذکرہ  
حیات کا اہل علم کے تذکرہ میں ہوتا ہے ضمناً بہت کچھ معلومات  
بھی یہ رشتہ ہیں۔ قیمت چار روپے۔

**کتاب زندگی** [امام بخاری کی الادب المفرد کا اور دو  
کاغذی ترین تحریر اخلاقی تبلیغات پر مشتمل احادیث  
کا غیر مغایر تحریر۔ جس کے جامع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم  
قرآن مجید آٹھ روپے  
لکتب جعلی دیوبند دیوبندی]



*A move to win*

## اپ یقیناً جیتیں گے!

جس طرح شطرنج کے میدان میں سوچ بھجو کر چلنے سے  
فتح یقینی ہوتی ہے اسی طرح زندگی کے میدان میں بھی  
دی انسان کامیابی حاصل کرتے ہیں، جو وقت اور زمانہ  
کی چالوں کا مقابلہ کرنے کے لیے موجود بوجھ سے کام لیتے ہیں

## مکدر کا نام الحم دوائیہ

إن سرديون میں استعمال کرنے سے آپ اُستادہ  
موسیوں میں چُشت، صحت مندا اور جوان رہ سکتے ہیں۔

• •

مکدر

ٹپنہ

کانپور

دہلی

### قار مولا

یہ ان پیزدؤں پر مشتمل ہے:  
 ۱۰. سخواری اور فریک داؤں کا کشیدہ شرموق،  
 ۱۱. کبیا وی مہریت سے حل کے ہوتے گوئٹ کا سیال،  
 ۱۲. پھلوں اور تانہ کا کاربونی پیپر سوچ،  
 ۱۳. سخواری اور فریک داؤں کا سیال،  
 ۱۴. فیپڈا اسہد الہب رنگ،  
 داؤں اور سلی زیکسل اسہن،  
 ۱۵. سخواری اور فریک داؤں کا شرموق، ۶ ڈرام  
 ۱۶. کبیا وی مہریت اور شتراد اسچوڑی، ۳ ڈرام  
 ۱۷. پھلوں اور تانہ کاربونی کی روچہ ۶ ڈرام  
 اجزاء

عرق:  
 صندل سفید، پیپر سیب، سرخ ہن، سفید، دارچینی،  
 کبوتری، ایرس سائیلہنی، نالک، سوچ، لانگ، بادر، قیری،  
 تیزپات، چھپڑا، چابقل، چوچی، سوچ، خونچان، پورے  
 کلب چینی، مانگی اور یار، سخواری کا ہماہنداں اور میگنی  
 نڈھ، تانہ گلاب کیتی، سوپا، اورک، آبی سترہ، سیب،  
 چندہر، لالہ اور ننی۔

# اکٹھ تکلیف و تحقیق

از محمد اسرائیل حبیب النصاری۔ مخصوص (الیس۔ پی)

اس مضمون میں جو کچھ ہے وہ تو آپ پڑھ کر معلوم ہی کریں گے۔ بھی صرف اُس روایت کے باہم ہی کچھ عرض کر دیا ہے جو رسول اللہ سید احمد الگیرزادی نے تقلی فرمائی تھی اور اس مضمون کے فاضل مرتبے اس پر خالص روایت کے لئے صحیح کی ہے۔ روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھا کر دھالی تھی۔  
”لَئِ إِنَّهُ أَوَانٌ سَعَى بِجُبْتِ كَرْجَانَ سَعَى بِجُبْتِ كَرْتَمَانَ هَذِهِ اُوَانَ سَعَى بِجُبْتِ رَكْجَانَ هَذِهِ جَانَ سَعَى بِجُبْتِ رَكْهَتَسَانَ“

اس روایت کا اسناد کے اعتبار سے کیا حال ہے اس کا علم مولانا اکبرزادی کو ہم سے کہیں زیادہ ہو گا۔ ضرورت ہوتی تو ہم ضرور اسکی تفصیل میں جاتے، لیکن ہمارے نزدیک اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر قتل و قلع دونوں اعتبار سے بھی یہ روایت قابل جست مان ہی لی جائے تو اس سے کسی الحجج کا عمل نہیں نکلتا۔ بعض کہتے ہیں نفرت اور دشمنی کو۔ اور ہمارا اصطلاح لارما اس کے فہریم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دشمنی اور نفرت جائز و مقبول و جوہ سے نہ ہو۔ جس ہم یہ کہتے ہیں کہ ”زید خالد سے بعض رکھتا ہے“ تو اس کا یہاں مطلب ہوتا ہے کہیں ناکر زید کی حق مقول و جو اور مضافات نیاد کے بغیر ہم خالد کا بد خواہ، اس کی بر بادی کاظمی، اس کی تقدیر و تشریف سے خوش ہوئے والا اوس سے تیریز عداوت ایکہ اور حسد و کھنڈ والا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ زید اور خالد کے درمیان واقعہ کوئی مسئلہ باہمی تکش ہو۔ اگری معلوم و معروف اختلاف کے باعث وہ ایک دوسرے کے عریف بن گئے ہوں تو بھی ہم یہ کہیں کہ ”زید خالد سے بعض رکھتا ہے“۔

یہ سید ہمی ایات الگرچنان تو پڑھ نہ تھی لیکن ہماری ہے کہ واقعہ کریم کے سلسلہ میں آسان سے باہم کرنے والی جذباتیت نے اس سید ہمی سی بات کو بھی بچپنا بنا دیا ہے اور مذکورہ روایت سے بارہ بالیسے موقع پر بھی استدلال کر لیا گیا ہے جہاں اسکا کوئی موقع نہیں تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے جو شخص حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بعض رکھتا ہو اسے اللہ کے یہاں سخت سزا لئی چاہئے جو شیخ حسین رضی اللہ عنہما تو بڑی چزیں معرف و مسترد بلاء و مسلم اسے بھی جو شخص پیر رکھنا کا اُس کے باشے میں بھی ہمی فصل جا وہ مرت جو گا کر اشکے یہاں اسے کڑی سزا لئی چاہئے بعض کاظمی سے مقول کے دشمنی ناپاک کینہ بے بنیاد عداوت۔ اگر کسی کو حسن و حسین یا مستر مملکت حن سے بیڑا لے لیں ہے تو اس کی نسبیانی وجد اس کے سوا اکیا ہو سکتی ہے کہ اس شخص کو نفس دین اور ایمان دا سلام چاہئے بزرگی ہے۔ یہ وہ بخوبی آئیں اور متعجب درود ہونے کیلئے ظاہر ہے کہ بالکل کافی ہے۔

لیکن کیا اسے بھی بعض کہیں گے کہ ایک شخص حضرت حسن کی ”نبوت“ سلسلہ کرنے سے انکار کر دے۔ یعنی وہ یوں کہتے کہ ”دہ مخصوص“ نہیں تھے، ان سے قلنی پر مکتی تھی، ان کا یہ زید کے خلاف اندھام شخص اس لئے صدقی صدر برحق نہیں مانا جاسکتا کہ وہ رسول اللہ کے ذمہ سے اور زہد و طاعت کے مجھے تھے۔ اس اجنبیا و قتل و قلع اور روایت اور روایت کی کسوئی پر جا بچے کا عمل اگر ”بعض“ کے

دانے سے ہیں آنکھاے اور زیر یہود کے خلاف فہرست پائی ہوئی اور ایشور کا صفت و شکم واضح کرنا بھی "بعض حسین" کا مصدقہ اتھ ہو سکتا ہے تو پھر دنیا کا کوئی بھی لفظ نہیں جس کے کسی عین پر اعتبار کیا جاسکے۔

الگرسی نے "خلافت معاویہ و زید" کے صفت کے باطن میں جھانک کر اتفاق دیکھ لیا ہے کہ وہاں "بعض حسین" کی طاقت موجود ہے تب تو نہ کوہہ روایت لائے میں وہ حق بجانب اور ہم خود اس دعایں شریک ہوں گے کہ اندر ا رسول اللہؐ کے نواسوں سے بعض یعنی والوں کو جنت کی بوکھی فصیب نہ ہو بلکہ الگرات صرف کتاب ہی کی حد تک ہے تو ہمیں اپنی کلمہ ظفری کا اعتراض ہے کہ بعض حسین کی تایا کی اسی یعنی پھر نظر نہیں آئی۔ اس میں تو زیادہ سے زیادہ الگ کوئی توشیح ہے تو وہ پتہ ہے میں لیکن حتیٰ کہ زید بھروسہ نہیں الگزید و اتفاقی ایسا ہی شخص گزردا ہو جو صاحب کتاب بھجتے اور کھلتے ہیں۔ اس صورت میں پوزیشن دہی بنے گی جو شیخ حضرت علیؑ دعاویہ و ضمی اللہ عزیز ہی کی اور شیخ حسینؑ کے کام دفون فریقوں کو اپنی جگہ برسر حی مانتے ہیں اور والوں عالی مرتبہ اصحاب میں سے کسی کو تبریز جلاہ کہا پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح ہمچین رضی اللہ عنہ اور زید کو اپنی اپنی جگہ برسر حی مانیں گے اور ہر ایک کے اجنبیاد کے نئے ثواب کا یقین رکھیں گے۔

لیکن الگ صاحب کتاب کی تحقیق و تقدیم صحیح نہیں ہے اور اتفاقی زید پسے بدتر آدمی تھا تو صرف اتنا کہا جائے کہ اگر صاحب کتاب سند ہو کر کھایا۔ یہ کہنا تریا دتی ہی بہگا کہ احمد بن خواہ خواہ حضرت حسینؑ سے بیش اور بعض تھا اور اسی لئے وہ جان پوچھ کر غلط سلط روایات اٹھا لائے اور فضول دلالت کا انبار لگادا۔

چھوٹا منہج ہری بات ہو گئی الگ یعنی مولانا الگرا بادی سے گذاشت کریں کہ نہ کوہہ بالا روایت اسناد ہی کے اعتبار سے نہیں ہیں ایت کے لحاظ سے جھی بے لاگ خور و فکر اور تفہیم و تقدیم کی ممکناتی ہے۔ کیا اسی اتفاقی رسول الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن و مراجع اور معاویات شریف سے وہ طرز فکر مطابقت رکھتا ہے جو اس روایت میں پایا جا رہا ہے۔ ہم اپنی بے لحاظ امنی کے باعث اس کے اہل نہیں کمراج شناسی رسولؐ کا دعویٰ کر سکیں، لیکن آن بخوب اپنے علم و فضل اور تحریر کے باعث اس پر لفظ فرمائیں اور آن بخوب کوئی بھی خوب معلوم ہے کہ جن روایات کا تعلق حضرت علیؑ حضرات حسینؑ اور امیتیت رضی اللہ عنہم سے بوجھیں اور انہیں فی العلمہ اسکے قبل کرنے میں بڑی حزم و احتیاط کی رہائے دی ہے۔ نایب ناصر عثمانی

نہیں لگاتے، بلکہ "پہ ایک خالص تائیخی بحث ہے اور اسے اسی طرح پڑھنا چاہلے ہے۔" کہتے ہوئے مولانا دامن بچا کر تکلیف گئے ہیں تو یقین جانتے تمام امیدوں پر پائی چھر گیا۔

خنزیر مادر صدق "جو فضل تعالیٰ اسلام میاہت میں ہیں لا قوامی شہرت نہ کاہت ہیں، انہوں نے بھی" کتاب "خلافت معاویہ و زید" پر جس انصاری کیا ہے انتہائی مایوس کن ہی نہیں، بلکہ بڑی ہی درد کا پتہ دیتا ہے۔ انہوں نے غالباً بعض گرد ہوں کی ہنگامہ آزادی سے ممتاز ہو کر کتاب کے موافق اور خالصہ ہر دو فریق کو کہ کہ کر خوش رکھنے کی کوشش کی چہ کہ "اس نئی کتاب کا جس طرح بالکل صحیح ہونا لازمی نہیں اسی طرح تمام تراطیل ہیں با بھی ضروری نہیں" حالانکہ یہ بات تو دنیا کی ہر رسمی اور بڑی کتاب کے بارے میں ہی کی

محمد احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و زید" نظرت ہنگامہ خنزیر بلکہ کوئی بھی ثابت ہوئی جس مسلمانوں کے انسداد ہی نہیں، فرضی بھی اور صرف عوام ہی نہیں بلکہ خاص بھی پر کھے جانے لگے ہیں چنانچہ دلوں اس کتاب پر "برہان" میں علامہ سید احمد الگرا بادی پر پہلی شعبہ دنیا بات مسلم فی نیور سی علیگرد وہ کا بصیرت کل چکا ہے۔ تبصرہ پر پہلی نظر جو ہی بڑی معاذخان گزار کر موصوف نے کتاب کے تنازع و فیصال پر تھقفات بحث کی ہو گئی اور ان گھسیں کو کھیا پر کھا جوان دنوں ہندو پاکستان میں عوام کی خاصی توجہات کا باعث بھی ہوئی ہیں۔ اسی امید کے ساتھ ایک ایک حرث کو خور میں پڑھا، لیکن جب یہ دیکھا کہ کتاب کے مختلف فیصلہ مفہماں پر بحث کرنا تو ایک طرف کتاب کے موضوع کو چھو ایک

"آپ سنے دونوں شہزادوں کو گود میں اٹھا کر دھاکی تھی۔ اور  
ملے اعلان، اتوں سے محبت کرو جو ان سے بخت کرتا ہے اور  
اس سے بغض رکھ کر جو ان سے بغض رکھتا ہے۔"

کاش زپ نے اس کے میںسطور سی بھی غور کیا ہوتا تو یقین  
آپ کو اس حدیث تک رسائی کر دیں کی جھلکیاں بھی نظر آ جاتیں جو  
اس بات کی بھلی غلتی تری کر رہی ہیں کہ اس سے کسی خاص فرض کے تحت  
اس حدیث "کو گھر لے جائے اور اس سے کسی واقعہ موضع سے باہر اٹھوڑا  
کرونا چاہتا ہے ایکو کار ظاہر ہے کہ خاص حضور یہی پر کیا خصوص ہے دنیا  
میں بہترین کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے اور وہ اس کی بھروسائی کا  
خواہاں ہوتا ہے، لیکن شخص کو شخص اپنی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ کی  
بھی دعا ادا کر لے ہے کہ ائمہ الشافعی اولاد سے محبت کرتا ہے اس سے تو  
محبت کرنا اور جو اس سے بغض رکھتا ہے اس سے تو بغض رکھنے کیلئے اسی  
دعا کو اولاد کی فطری محبت کا تقاضا کیا جاسکتا ہے اور کیا الدین کی  
ایجاد عالمیں ان کی اولاد کے حق میں کسی درجہ میں قائدہ کی خاصیت کی  
ہیں؟ حق تو یہ ہے کہ یہ سے دعا ہے ہی نہیں۔ ہاں اسے ایک معنی میں  
"بدر دعا" ضرور کر کا جاسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ بدر دعا سے مقصود وہ ہوں  
کہ بخواہی ہوتی ہے جس سے خود کو فائدہ تو نہیں، البتہ یہ کوئی تحدی  
جنزیہ کو تکمیل ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن ردا تو اس پر اتنا ہے کہ الیمنیہ پانیہ  
بات کی خصوصی والاصفات کی طرف سفوب کر کے یہ تباہ کرنیکی سیما تک رو  
کی جاتے کہ جس سے دنیا کو انتہا ادا لے ڈکھ فتنہ کہکشانہ کیا ہو  
خدا اپنی اولاد کی محبت اس تقدیر سرشار تھا کہ اس کی خاطر دوسروں  
کے لئے "بد عالمیں گی" کرتا تھا!

غور فرمائی گی کیا اپنی است کے حق میں بدماغیں کرنا اس حق کی  
شایان شان ہے جس کے خفود درگز اور علم و کرم کی دنیا میں کوئی شان  
نہیں مل سکتی۔ کیا اس ذاتِ نگرائی کے کسی حال میں تو قیم کا ملکی  
ہے کہ اس سفرا پیان زندگی جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ امور میں کامیاب ہو گا؟  
جس کی شان میں الگی اُدیلی با اُنمیٰ پیشیں میں اُنضر جنم کیا ہے،  
کیا اس لطفِ دلکشم کے پیکر ختم کی طرف سے ایک لمحہ کے نئے بھی یہ  
گمان ہو سکتا ہے کہ اس نے بھی اپنے جذبے کی مکین کے سامنے کسی  
دوسری کی بخواہی کی ہو گی جس کی تعریف میں عنبر گلیہ ماغنوم  
خواہ اس سطح پر ہے کہ بالآخر منین، سڑھن، سڑھن۔ وارد ہوا ہے

جا سکتی ہے، اس سے کسی خاص بیج پر پہنچنے میں تو مدد نہیں لٹھی اور  
آخر میں موصوف سے پیشوورہ قیمت ہوتے کہ:-

"کیا اچھا ہے کہ حکومت پاکستان اس موضوع پر مرج  
حقیقت تحقیق کا کام پاکستان ہشدار میل سوسائٹی یا کسی اور  
خصوصی مجلس موصوف کے پروردگر کہتی۔"

طری صفائی سے اپنی پوزیشن کو واضح ہونے سے کیا لیا ہے حالانکہ  
آپ کو خوب سے معلوم ہے کہ یہ کتاب پاکستان کے مرکزی شہر کو اچھی میں  
غمزیع الاشتافت قرار پہنچی ہے۔ ایسی حالت میں کون قصور کر سکتا ہے  
کہ حکومت پاکستان اس معاہدہ میں جذبِ اپنی جانبداری سے بالآخر پڑ کر  
بے لائق تحقیق کا بھرپور انسان کر سکے گی۔

غورکرد کتاب کے لفڑی مظہروں پر تبصرہ کرنے کا ہجانہ تک تعلق ہے  
موصوف نے اس کے مختلف قسم مظہروں پر اپنے رزق کے لئے واقعہ نہیں  
اٹھایا ہے، البتہ بعض ودر اڑکار اور خیز ضروری بالوقول کو لکھا ہے نہیں  
ہی مصلحت سمجھ کر الیمنی مصورت پیدا کر دی ہے کہ ان پر ایک بخوبی  
پڑنے کے بعد کوئی شخص اس کتاب کو غیر جوانبار ادا کر سکے۔ *لہذا آن*  
لہذا ہر کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ مثلاً کتاب کا تعارف "لکھنے والے کا  
تعارف اس طرح کرایا جاتا ہے کہ یہ تاریخ یا اسلامیات کے نہیں  
بلکہ سائنس کے اسناد ہیں" اسی طرح "مقید" لکھنے والے کے متعلق  
بھی اعلان کرتے ہیں کہ ان کی شہرت اتنی میں ایک سلسلہ حدیث  
ہی کی جیشیت ہے "ز معلوم اس ریکارڈ۔" ... . . . .

مولف کی کوئی خدروں مقصود ہے یا اس سے عوام کا غلطیان یوں نک  
ڈوڑ ہو سکتا ہے اجنبیہ اسی طرح محترم صاحبِ برہان نے بھی  
مضض کی تھیں کی صحت و سقم پر بحث کرنے کے بجائے اُسکی نیت  
کو مجموع بحث بنالیا ہے اور اس کے امداد فرکہ اندار خور دنوں  
کو گھلے لفڑوں میں "جارحانہ" بتایا ہے۔ موصوف کو کتاب کے بین السطور  
میں صرف کہہ دیں کی کچھ الیمنی وجھلکیاں "نظر آؤ ہیں جوان کے  
نذر یک اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ مضافت کسی خاص داخلی  
خوبی کے ذریعہ ایک خاص خیال قائم کر چکا ہے اور پھر اس کی  
ساتھیں مواد ملاش کر رہا ہے۔ تطبعِ انظر اس سے کہ مولف کے اس  
خیال کی تصدیق یا تحلیل کی جائے گذارش صرف اتنی ہے کہ اپنے  
خواہ اس سطح پر ہے کہ جو دو ایں تلقی کی ہے کہ۔

دولت عباسی کے تھیر میں ہی امیویوں کے خلاف یا اسی عدالت د  
نفرت پڑی تھی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک شہان کو حضور کے قرابتداں  
عام اس سے کر آپ کی ازاد اح طہرات ہوں یا حضرات حسینؑ  
یاد و صرف نواسے اور نواسیاں یا لڑکیاں اور داماد، غرضی کسب  
کے راستہ آپ کے واسطے قدرتہ درجاتی رکاوہ اور محبت ہونا  
مسئلہ ہے۔ اس کے خلاف کسی امکان یا احتمال کا سوال ہی پیدا  
نہیں ہوتا۔ لیکن امت کی محبت کو صرف اہمیت اور جیش لیسا گھو  
مقیدہ مخصوص کر دینا اور اسے بالکل فوج اور تفاصیلے اسلام جی کہ  
میں ایمان قرار دینا بڑی یہ انصافی اور مکونی الدین کے مراد فتنے  
علمائے اہل کتاب نے اسی طرح کا فلوکر کر دیں فسادِ الدین کا خا  
جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ یا اصل الکتاب لے تغلوا  
فی دینکم و کا تقوی و اعلم انہیں اذکار الحق۔۔۔ واضح ہے کہ  
ذکر کردہ بالا معروضہ ماتحت معاشرہ کل کسی کی شانہں گناہی مخصوص نہیں  
ہے بلکہ مخصوص چنانچہ گوشوں کی نشاندھی ہے تاکہ ہمائے علماء بر  
پہلو کو پیش نظر رکھیں۔

## تجھی کا خلافت ممبر

اللہ کے فضل سے یہ نبیر خوب مقبول ہوا اور  
ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا۔ اب اس کا دوسرا  
ایڈشن چھپ گیا ہے۔ شائقین طلب فرمائیں  
قیمت ایک روپیہ

(روپ) رجسٹری سے منگانا ہو تو ایک روپیہ دس آنے  
بھیجیں۔

پتھر۔۔۔ مکتبہ جلی دیوبند (روپیہ)

بھلاوہ رجست جسم حجر تیس الملاہیں عبد اللہ بن ابی جیش شعی ازملی کو  
مجھی اپنی دعاؤں سے نوازنسے دعست کش نہ ہوا ہو۔ حشکار سلسہ  
میں فصلہ فدا اندھی صادر ہو گیا کہ استغفار لامم اور کا استغفار لہم  
ان استغفار لہم مسبعين مردہ فلن یغفر اللہ لہم کیا صارہ  
کسی مومن کے حق میں بد دعا کے لئے با تھا مکانتا ہے؟ اور کیا صارہ  
ذارت حرج و کرم حربتے کافروں کے ہاتھوں خود رنجی اور ہر ہمہن ہونے  
کے باوجود ان کے حق میں بد دعا کے لئے زبان نہ کھولی ہو، بلکہ یہ دعا کی  
ہو کر اللہ ہم احمد تو می خواہیں کو شوہر کرنا وہ حقیقت اسکی  
آفس و اطہر کی طرف اگر روا یوں کو شوہر کرنا وہ حقیقت اسکی  
ارفع داعی شان کو دیدہ و دامت نظر انداز کرنا اور اسے امن لف  
علیٰ حمل عظیم کے مقامِ محظی سے ٹھیک کریں یہ دعا کے مراد ہے  
چھری ہی تو رجھتے کہ آخر آپ کو ایسی خیر معمولی دعا کرنے کی وجہ کیا پیش  
آئی؟ کیا آخہرست کو اپنے لئے والوں کی طرف سے کسی طرح کی دعوہ  
بالش بدمگانی تھی جس کے پیش نظر آپ نے یہ دعا "کی تھی جلائے  
ہے کہ آپ کے اصحاب خواہ آپ پر سروقت سوسوچان سے نثار  
ہو اگر ہے ان کی نسبت آپ کو ہر گز کسی طرح کی بدمگانی نہیں  
ہو سکتی تھی، چرا ایسی دعا کو حضور کی طرف سوہب کرنے کے لئے وہ  
جو اگر کیا ہو سکتی ہے؟ بھلاوہ اصحاب رسول ہجاؤ پس میں ایک دوسرے  
کے لئے اپنی جانبیں تریاں کیا کریں تھے کیا ان کی نسبت آخہرست  
کے دل میں کسی یہ نظر نہ کرنا تھا کہ وہ آپ کے کاظم نبوسوں سے  
بعض نکھلے ہوں گے؟ اور کیا یہ حدیث "آیۃ قرآنی دال اللذین  
معده اشدہ علی الکافر سرحدہ مأمورینہم کی واقعی صحیح  
تفصیر مسلکی ہے؟ کسی پوچھتے تو اس دعا کے میں السطور میں ان  
واصعین تاریخ کا باقہ نظر آ رہا ہے جھوپوں نے ہر عباسیہ کے ذرور  
خلافت میں نہ ہوا امیر کے خلاف وہ تاریخیں بھی مرتب کی تھیں  
جن میں دھکایا گیا ہے کہ معاویہ و نیزہ و عیشؓ کو انہم عامل مقام سے  
بعض تھا۔ ایک اسی روایت پر کیا تھرست ہے عموم اسلامی تاریخ کی  
ترتیب اور احادیث کی جمیں و تدوینیں ہی جس دور میں ہوتی ہے اسکے  
پیش نظر ک بلاس کے خیز و اقدامات اور فضائل اہل بیت کی اثر رہا یا  
کی جو حیثیت بالی رہتی ہے فتاویٰ بیان نہیں خصوصاً جب کہ

**ممتازات مقبول** مولانا اشرف علی کا مرتب فرمودہ مقول ترین جمیع دعا و مناجات۔ مولانا عبد الماحد دریا بادی کے ترجیح و شریح کے راستہ۔ مجلد کی قیمت دو روپے۔

**گلستانہ لغت** بڑے بڑے شاعروں کا مختلف نعتیہ کلام چند مقالات بھی بطور پیغمبر شاہی ہیں۔ صفاتِ مُحَمَّدی سو سے زیادہ۔ قیمت ٹھوف دو روپے۔

**کنز** ایک اصلاحی ناول۔ عہد بدارک کی ایک سبق آنوز داستان انتہائی دلچسپ پیرا ہے۔ قیمت سارے ہیں روپے۔

**رسیروت پر مولانا سید سلیمان ندوی کی مشہور کتاب** جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ رحمتِ عالم قیمت دو روپے۔ خطباتِ مدرس ہیں روپے۔

**نوایمان افروز کتابیں** تماذج کے فہارش ۱۵ اوارڈ نے۔ سچے رسول کی تجیی تعلیمیں۔ معلم نماز مر، خاصاں فدائی نمازیں ۱۲ روپے۔ حضرت فاطمہ مار، رسول مقبول کی دعائیں ۷ روپے، حضرت ابو بکر صدیق ۸ روپے۔ حضرت خدیجہ ۶ روپے۔ حضرت بلال ۸ روپے۔ ان کتابوں کی عمومی قیمت سات روپیہ ایک آنہ ہوتی ہے لیکن ایک ساتھ منگانے والوں سے سواچھ روپیہ لیجائے گی۔

## کیونزم کے اصلی خدوخال نمایاں کرنے والی چند بہترین کتابیں

**آزادی کی طرف** ایک بڑے روپی افسر کی خود نوشیت سوانح، جسے امریکیں پناہیں۔ یہ بے حد دلچسپ لیکن عبرت ناک کتاب روپیں کے حقیقی حالات سے تعارف کرتی ہے اسے پڑھنے کے بعد آپ کیونزم کے حصیں نہ ہوں اور صنوفی دعووں سے کبھی دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ قیمت بیلڈنین روپے۔

**کیونزم اور رکسان** کیونزم کو ایشیانی نقطہ نظر سے بچپنے پہنچنے کی کامیاب کوشش جو بے شمار دستاویزی جزوں سے مزین ہے۔ قیمت بیلڈنین روپے۔ آنہ آتے۔

**سوئٹ نظام کی چھ کنجیاں** بچپنے علقلی و نفسی دلائل پر مشتمل ایک سمجھیدہ اور معیاری کتاب جو دلچسپ بھی ہے اور حقیقت افروز بھی۔ علاقوں عکس ۱۰۔ قیمت ایک روپیہ۔

**لینن** کیونزم کے مشہور اہم نہیں کے سوانح حیات، ایک روپیہ فلم سے جو مکمل غیر مانبداری سے ترتیب دیئے گئے ہیں صفات لینن ۱۲۔ قیمت ایک روپیہ۔

**آزادی کا ادب** بعض ملکی مقالوں، انسالوں اور مظہرات کا جمیع جمیں نیک تحریری مقاصد کے تحت چاپا گیا ہے۔ ادب میں ترقی پسندی قیمت بیلڈنین روپے۔

**ادب میں ترقی پسندی** ادب میں "ترقبہ سندی" کے نام سے جو تحریک جاری کی گئی تھی۔ اس کی پورت کن۔ حقیقت لی الہل دہ کیونزم ہی کی ایک ساری ہے۔ قیمت بیلڈ ایک روپیہ۔

**دنیا کی جھلکیاں** علی رہمار سے دور کا انقلاب ۱۰۔ (میջوہ سماج میں طبقاتی نظام) ۱۰۔ (اقتصادی نظام) علی (اقتصادی سامراج) ان چاروں میں سے ہر ایک کی قیمت چار آنے ہے۔

## مکتبہ بھلی دیوبند (رپپی)

وفیق سخرو۔ بخیریت کی روشی میں سفر کے ادب و احکام۔ قیمت ٹھوف مسلمان عورت ۱۰۔ ترجمہ مولانا ابوالکلام آنند۔ مجلد پارچے۔

(از محمد سلیمان فرش آبادی)

# آداب سفر

اس مضمون کی ترتیبیں میرے پیش لظر یا فعل اصحابین رہی ہی مرتب

(۱) پر علی کے نتیجہ بن نے سے بچائے اور جو اپنے اسفار کو السفر کا سفر (سفر کی صورتیں تو نتیجہ کی صورتیں ہیں) کا مقصود اسی پتھر سے حفظ رکھنا چاہتا ہوا سے بچائیں اسلامی ادب سفر پر علی پیغمبر امیر احمد اپنے طرد کو خونگلو اور نہانے۔

(۲) عازم سفر کو سب سے پہلے سوچنا چاہئے کہ وہ کس غرض اور مقصد کے لئے سفر کا قصد کر رہا ہے اپنے آقا اور مالک "الله" کی منی کے خلاف تو نہیں ہے اگر جواب "نہیں" میں ہو تو سفر انتیار کرے ورنہ ارادہ نزدیک کے ثواب کا مستحق ہو گا۔ جیسا کہ علماء نے اس کی تشریح پر وہ ایک شیخی کے ثواب کا مستحق ہو گا۔ جیسا کہ علماء نے اس کی تشریح کی ہے۔

(۳) زمان سفر کے لئے اپنے اہل عیال، زیرِ گفالت، افراد اور شاپنگ کی اوقات اور دیگر غرورتوں کا حسب استطاعت انتظام کر کے جائے اور ان کو سپے یا دمدگاڑا وربے سہارا نہ چھوڑ جائے انکا کوئی بگران، بعافٹا اور خیرگیں اس مقرر کر جائے جیسا کہ حضور صلم اپنے اہل اوقات اوقات معمول سفر رکزت شریف نے فرمایا گر تو تمہے

(۴) حسب ضرورت و استطاعت سامان سفر اور سفر ساتھ یا کر جائے تاکہ سافرت میں کسی کا دست مغلوب ہر ٹاپرے جیسا کہ حضور صلم کا علی مبارک شاپر ہے۔

(۵) سفر کے لئے لکلنے سے پہلے ہیں اپنے اہل علم اور اہل تقویٰ "بڑوں" سے مکار ادب سے وصیت اور نصیحت کی درخواست کرنا پڑے اور "بڑوں" کو چاہئے کہ نگی اور تقویٰ انتیار کرنے کی نصیحت کریں حضرت ابو ہریرہؓ فرمائے ایک شخص نے خوف کیا یا رسول اللہؐ سفر کا ارادہ رکھتا ہوں تجھے نصیحت فرمائیے تو حضور صلم نے زیاداً وصیت کا تقویٰ انتیار کر کرو۔ (ترمذی)

(۶) مغربے نکلتے وقت اسم اللہ ہبکرا در اسٹر پر بھروسہ کر کے لکھ۔

اسلام وہ مدھب (دین، نظام زندگی) ہے جو سکانا نازل کر خواہ الا سہی جو حسن و جمال کا مفہوم ہے ہذا اللہ جعلیں وہ خوبی بخشت الجمال وہ حسن و جمال کا خالق ہی نہیں ہے بلکہ حسن و جمال اس کو محبوب بھی ہے لہذا اسلام پر جو فر عمل پیغمبر امیر احمد اس کی زندگی حسن و جمال سے سورہ بوجی برق قوم اسلام پر عمل پیغمبر امیر امیں وہ حسن کا پیغمبر اور بیمال کا سلسلہ ہو گئی جو معاشرہ اس پر مبنی ہو گا وہ حسن و خوبی سے مالا مال ہو گا اسلام زندگی کے نام گوئوں پر حادی ہے اس سے جو زندگی اسلامی ہو گی اس کے تمام پہلو حسن و جمال سے طکھا اصحابین گے انسان کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، پیلسک لائف ہو یا پیر ایجنسیت، ترندگی یا قومی، ملکی یا مدنی الاقوامی پہلو ہو یا عالمی اور خاندانی اگر وہ اسلامی آداب سے مزین ہے تو یقیناً اس زندگی کے تمام پہلو باعث کی مانند ہلبائیں گے جن کی مانند مکملین گے بھول کی مانند مکملین گے شست کی مانند روش اور مثوروں گے۔ اسلام پر کاریزہ ہو کر انسان خلوت میں ہو یا جلوت میں سفریں ہو یا حضرتیں، ہر حالات میں انسانیت پر قائم رہ سکے گا۔

آداب کہتے ہی ہیں ان علور طریق کو جو انسان کی زندگی کو باعث بہادر بنا دیں، ان عادات و خصائص کو جو زندگی کو مزین دنیوں کر دیں، ان پاہندیوں کو جو بد ملکی اور سے ڈھکنے پن سے باز رکھیں، ٹھلکنگی اور شاشنگی کا ذریعہ نہیں۔

انسان زندگی میں دامعلوم لکھتے سفر کرتا ہے اور کرتا رہتا ہے جتنی مقاصد کے لئے مختلف تو ہیتوں کے سفر کیا کرتا ہے اس کی زندگی خود ایک سفر ہے جسے ہزار سفر زندگی کے لئے بھی اسلام آداب پیش کرتا ہے اور زندگی میں جو سفر انتیار کئے جلتے ہیں ان کے لئے بھی ایک آداب و مہاذیات و بتائیں ہے اور کبھی یہاں پیش لٹڑیں جس کسی کو اپنی زندگی سے پیمار ہو دے اسلامی آداب

ایک سے دو اور قسم تینیں ساختی اچھے ہوئے ہیں، دل کو دل سو راحت حاصل ہوتی ہے اور انسان کو انسان سے تقویت پہنچتی ہے جب حضرت میں یہ باتیں صحیح میں تو سفر میں تو اور بھی ان پر عمل کرنے کی فہرست رہی ہے۔

(۱۹) ایک سے زائد افراد عازم سفر ہوں تو اپنے میں سے کسی ایک کو صالحیت اور صلاحیت کے اصول پر جا بخج کر امیر سفر "عمر" کر دینا چاہیے اور دوسرا ان سفر میں اس کی اطاعت کرنی چاہیے اماں کو چاہیے کہ اپنے نایاب یا ناممیں کی خبر گیری اور غیر خواہی کے ذریعہ امارت کی ذمہ دار یوں کو انجام دے جحضور مسلم لئے فرمایا ہے جب تین آدمی سفر کے لئے تکلیف تو ان میں سے ایک کو امیر بنالو دیا ہو اور انسان بدین الطبع ہے اجتماعیت اس کی سر ہے میں و افضل ہے۔ اسی لئے اسلام اجتماعیت کا دلدار ہے۔ اس کی تمام فرضی عبادتیں اجتماعی ہیں چنانچہ وہ چاہتا ہے کہ سفر میں بھی اجتماعیت کے ذریعہ تقویت حاصل کی جائے تاکہ سفرت کی عروجیں سہوتوں کے بدل جائیں۔

(۲۰) آنکھ اور اس کی گردش، زمین اور اس کا چکر، سب خدا کے پیدائش کے ہوئے ہیں دن اور رات سب اسی کا ادنیٰ کر گھر ہیں لہذا کوئی دن بخوبی سے اور دن کوئی رات سب سعدی سعدی ہی اسی لئے کوئی سبھی دن ہو یا کوئی سبھی وقت، ہر دن اور ہر وقت میں سفر کا آغاز کیا جاسکتے ہے۔ البتہ کچھ اوقات کو کچھ اوقات پر اور کچھ دنوں کو دیگر دنوں پر اس طرح بعض بیٹوں اور بعض مقامات کو دوسرے بیٹوں اور مقامات پر فضیلت ہر در حاصل ہے لہذا اگر جھرات کو سفر کا آغاز کیا جائے تو ادنیٰ اور انسب ہے اسی طرح اگر بیج کے وقت گھر سے نکلا جائے تو نہایت ہی مناسب اور سبھار کے ہے جزت کعب بن المکث افسوس مانے ہیں ہی مسلم جوڑ کے دن سفر کے لئے مکنا پسند فرماتے تھے (تفصیل علیہ اور دیگرین ہی کی ایک روایت ہیں ہے جمعات کے علاوہ کسی اور دن بولے اللہ صلیعہ کم ہی سفر اختیار فرماتے جنہیں دادا عذر فرماتے ہیں رسول اللہ صلیعہ جب کسی سریر یا لشکر کو روانہ فرماتے تو مجھ کے وقت روادا فرماتے (دیوان الصالحین) حضرت المسٹر فرماتے ہیں جحضور مسلم لے فرمایا اندھیرے (صحیح اسی سے سفر کیا کرد

ڈ معلوم کیا وادیات پیش آجائے کو نساخا دفتر دنما ہو جائے، ابھی اور انجانے دیا جس اسی کس اور بے بسی کے عالم میں کیا بنتے اور کیا لگز رہے، اس قسم کے تمام اندیشوں کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس ذات کا نام لیکر سفر کا آغاز کیا جائے جس کی مد اگر شاہی حال رہے تو کوئی پیش نہیں ہے پہنچا سکتی۔ اس سبق پر بہرہ سے اور توکل کر کے ملک جو امام طاقتوں اور ساری قدر قوی کی مالک ہے بنا چاہیے ہنا، دینا اور چیننا، لفظ اور نہیں ہے پہنچا بنا ہجت کرنا اور جانانا سب اسی کے قبضہ قدرت ہے جسے چنانچہ اس سو تحریر کے لئے یہ دعا منقول ہے "سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تَعَالَى هُوَ الْمَحْمُودُ إِلَيْهِ تَعَالَى الْكَلَمُ".

(۲۱) معلقین سے رخصت ہوتے وقت ان کو محبر و سکون اور نیکی و تقویٰ کی ہدایت کر جائے یہوی کو دل اسادے اور بیکوں کو پیار کر سے سب سے خوش خرم رخصت ہو۔ سب کے حقوق ادا کر کے جائے یاد اپس ہو کر ادا کرنے کا وحدہ کر کے اور ادا کرنے کا عزم لیکر جائے۔

(۲۲) سورا ری پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و شنا کر کے باری تعالیٰ پاک ہے جس نے ہیں اس پر قایل بخشنا اور اسے ہمارے لئے سفر کر دیا حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ صلیعہ جب سفر پر جائے کے لئے سورا ری پر مشیحہ جائے تو تین بار اللہ اکیر کہتے پھر فرماتے پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسے نایاب کر دیا حالانکہ یہ اس کو قابو میں کرنے والے نہ ہے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اسے اللہ ہم اپنے اس سفر میں تجھے سے نیکی، تقویٰ اور تیری سے پسندیدہ اعمال اسکتے ہیں، اسے اللہ ہمارے لئے اس سفر کو آسان بنادے اور اس کی اور تو یہی کو تربیٰ کر دے۔ اللہ تو یہی میرے سفر کا سافنی ہے اور تو یہی میرے اہل دعیا کے لئے خلیفہ ہے اسے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی شدت اور صحوت سے اور بالہ ہیں گئی بری تبدیلی سے بھی پناہ چاہتا ہوں۔

(۲۳) بہتانک ہو سکے تھا سفر نہ کرے کیونکہ حضور مسلم فرماتے ہیں تھا سفر کی قیاحیں اور شدید عینیں جو میں جانتا ہوں اگر یوگو گلو ان کا علم ہو جائے تو پھر کوئی بھی تھا سفر نہ کرے (بخاری)

گھائیوں اور دادیوں میں منتشر ہو جانے تھے پس حضور صلیع نے فرمایا تھا را ان گھائیوں اور دادیوں میں منتشر ہو جانا شیطانی ترکت ہے حضرت ابو الفضلؑ فرماتے ہیں اس کے بعد (صحابہ کرام شفیع) جب بھی کسی منزل پر پڑا تو کیا ہے تو وہ متفرق ہونے کے بجائے اکٹھا اور تھجی بی رہے ہیں (ابوداؤد)

(۱۲) دوران سفر میں عرف اپنے رفقا تھے درمیان ہی ہجرتی موسا سا علم خواری، اور قوانین دار ادکار برداشت نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو سافر بھی ضرر تھنڈ اور چمٹنہ لظرت میں اس کی امانت کرنا چاہئے حضرت ابو سعید خدراؓ فرماتے ہیں کہ اپنک مسواری پر سوار ایک شخص آیا اور دیکھیں اپنی نگاہوں کو گھمانے لگا پس حضور صلیع نے فرمایا جس کے پاس زائد خواری ہو وہ اس کے ساتھ سلوک کرے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد تو شہ ہو وہ اس کے ساتھ سلوک کرے جس کے پاس تو شہ نہ ہو پس حضور صلیع نے مختلف قسم کے مالوں کا ذکر فرمایا ہیں تک کہ یہ لوگوں نے تھبکا کہا رہا زائد مالوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

(۱۳) رفقاً سفر اور مسافر ہیں کے ماتحت ہر دی و موسا سا کا برتاؤ ظاہر ہر داری کے طور پر نہیں بلکہ صدق دل سے حقیقی بی خواہی کے جذبات کے ساتھ ہونا چاہئے بلکہ قلب کی گہرائیوں سے ان کے لئے دست پدھار بھی ہونا چاہئے حضرت جابر رضی فرماتے ہیں بھی صلیع چلنے میں سچے ہو جاتے ہیں کمزور کو ساتھ لیتے اور اپنے ساتھ بھٹکایتے اور اس کے لئے دعا فرماتے (ابوداؤد)

(۱۴) آدمی جب سفر میں نکلتا ہے تو اسے ہر علگہ اور ہر جان علیب و غیر متألف لفڑ آتے ہیں۔ وہ چند تاروں اور مخفراروں سے گذرتا ہے دریاؤں اور کھساروں کو بیار کرتا ہے۔ سیاطازیں پر بھرے ہوئے گلہائے دنگ رنگ، پیڑیں نیلگوں پر نشکن ہوئے بھول ستارے۔ آسمانوں سے یا اس کرنی ہوئی چوٹیاں، گلرے اور علیقی غار، انی موئی صحراء کے جنگل، پیٹل میدان، نلک، بوس عمارتیں لال اور خند قلعے، ریگیں علی عرض کر نسبات اجادات اور جوانات کی دنیا میں

کرات میں زمین پیش دی جاتی ہے بھی سفر جلد طے ہو جاتا ہے (ابوداؤد)

(۱۵) دوران سفر ہر جانکی و تقویٰ پر قائم رہے شریعت کے ظروف حرکات و سلکات سے پرہیز کرے، ہر ایک کا حق او اکرے ہر ایک سے خند، پیٹانی سے پیٹ آتے ہر جگہ صدر اللہ کا پاس دلخواہ کرے کسی کا دل نہ دلخواہ، دسعت قلب اور کشادہ دل کا ہر قدر محل پر ثبوت ہے ہر کام ہوشیاری سے انجام دے، اپنی جان، مال، اور آبرد کو ہر قسم کی گزندے محفوظ رکھنے اور بیچانے کی فکر کرتا رہے حضرت ابو ہریرہ رضی حضور صلیع کا فرمان نقل فرماتے ہیں جب تم خصب (سرستہ دشاداب مقام) میں سفر کر دتوافت کو زمین سے اس کا حصہ دو اور جب تم جرب (اختیک اور پیش مقام) میں سفر کر تو عباری سے لگد رجاء تاکہ اس کی پذیریوں کا گواہ اختیک نہ ہو جائے اور جب تم رات کو ٹھہر د تو را گزرسے بچ کر وہ جانداروں اور حشرات الارضی کی جائے پناہ ہے (سلم) حضرت تابتادہ رضی فرماتے ہیں رسول اللہ صلیع دوران سفر میں جب رات کو ٹھہرے تو دایکیں کروٹ پر آرام فرماتے اور جب سحر کو ٹھہرے تو باختہ کھوا کر کے سسلی پر اپنا سر مبارک دکھیتے ہیں الگ آرام سے بیٹھ جائیں گے تو من از خبر کے فتنا ہو جائے کا اندر نہیں ہے۔ حضرت انس نہ سہ ماتے ہیں ہم لوگ جب کسی منزل پر ٹھہریتے تو کجاوے کھو لئے سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے (ابوداؤد) جانوروں کے حقوق کا حضور اور حبہ کرامؓ کو جب اسقدر خیال اور پاس لھاتا تو انسانوں کے حقوق کا اور آپس میں یکددیگر کے حقوق کا سقدر پاس دلخواہ ہو گا۔

(۱۶) دوران سفر میں رفقاً کو حتی الوضع ایکدی سرے سے چدا ہونے اور فلیبوں میں بہت جانے سے پرہیز چاہئے کہ اس سے بدل گانیاں بھی پیس، اپو سکنی میں اور اجتناعیت کے فوائد اور مقاصد بھی فوت پہ جائیں گے۔ البتہ الگ کوئی ضرورت داعی اور ایک منصوبہ کے تحت ہائی مشورہ کے بعد قصد اور ارادہ پا ایسا کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ حضرت ابو شعبہ فرماتے ہیں لوگ جب کہیں پڑا کرتے تھے تو

کو جو کر جائے (مسلم)

(۱۸) مسٹر ہر حوال سفر کا نمونہ ہے اور اس سے عام حالات میں بہت سے حقوق و احیہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہذا چہار نک ہو سکے اپنا کام پورا کر کے اپنے اہل و عیال میں جلد واپس آتا چاہیے حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی سے حضور صلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک کھو ایسے جو تہیں مکانتے پہنچنے اور آرام سے باز رکھتا ہے پس جب تم میں کا کوئی اپنا مقدمہ ماعول کر لے تو اسے چاہیے کہ اپنے اہل میں جلد واپس آئے (متفق علیہ)

(۱۹) والپی میں جب اپنی بستی کے تریب ہیو پنچے تو یہ کہنا چاہیے ایک ہوتی تاہمون غایب نہ ہوں بلکہ حاصل کرو۔ ہم پڑھوالے ہیں تو یہ کرنے والے ہیں، عبادت گزار اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ یعنی کے اندر داخل ہونے تک یہ بالغاط دہراتے رہنا چاہیے (اریاض الصالحین)

(۲۰) اگر کہیں در سفر پر گیا ہوا اور دونوں کے بعد واپس ہو رہا ہو اور دھرداروں کو پہنچے سے کوئی اطلاع بھی نہ دے سکا ہو تو بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اپا نک اور رات کے وقت اپنے اہل و عیال کے پاس دہوچے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں حضور صلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی بہت دلوں تک گھر سے غائب رہے تو رات کو اپنے اہل میں د جائے (متفق علیہ) حضرت انسؑ فرماتے ہیں حضور صلم رات میں اپنے اہل کے پاس ہیں جاتے تھے بلکہ بیخ کو یاشام کو واپس پہنچنے تھے۔

(۲۱) جب سفر سے واپس آئے تو بعافیت والپیا پر خدا کا شکرا دا کر لے کے لئے مسجد جانا چاہیے اس نے میں مکر مالی خوبی سلیقہ سے ہو جائے گی اور مکر کو بھی سلیقہ سے کر لے گی حضرت کعبؑ سے رہا یہ سے رسول اللہ صلم جب سفر سے تشریف لائے تو پہنچے مسجد میں تشریف لیجا تے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

(۲۲) عمرت کو ہنایغیرہم کے سفر کو نہ چاہیے کیونکہ حضور صلم نے فرمایا ہے کسی ایسی عمرت کے لئے ہو اللہ اور آخوند پر ایمان رکھی ہو بغیرہم کے ایک دن اور ایک رات کا سفر کرنا چاہیز اور حلال ہشیں ہے (متفق علیہ)

اسے مظہر آتی ہیں ایک مشک انسان ان مناظر سے غرفہ دہرتا ہے یا ان کا بندہ بن جاتا ہے ان کے سامنے جنک جاتا ہے کہیں ان کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے اور کہیں ان کے نام کے جیکار سے لگاتا ہے کہیں ان کو دان دیتا ہے مگر ایک بود سرایے موقر خدا کی وحدانیت کے گھنیت گاتا ہے اور اس کی بیریانی کے راگ الایت اسے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ ہم جب کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سجوان الشر کہتے (بخاری)

(۲۳) انسان کو اپنے دلن مالوف اور حضرتیں جبقدہ سہوں تیس چھاہوتی ہیں پر دلیں اور سفر میں اس کو اسی قدح جھوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ابدا اگر ایک انسان حضرتی کی سہوں تیس سے نائد اٹھاتے ہوئے حدود اللہ پر قائم رہنے کے ساتھ ساحد سفر میں بھی چھاہوتی کی طرف کی سہوں تیس پرید ہوتی ہیں الگا ہوئیں پھر جانے اور حدود اللہ کو پھاند جانے کے موقع نہیں زیادہ ہوتے ہیں حدود اللہ کا ہی صرف پاس رکھا نہ کرے بلکہ سفر کے اسلامی آداب کی طرف بھی دھیان دے تو نہیں ایسے سافر پر خدا کی رحمتوں کی بارش ہوگی بلکہ خدا کی رحمتوں کو اپنی آنکھ میں نہیں لیں گی۔ اس حالت میں وہ بارگاہ مولیٰ میں جو تاخیبی کرے گا تبoul ہو گی جو مراد بھی مانے گئے گھاٹلیکی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور صلم نے فرمایا تین دعائیں مقبول ہیں ایک مظلوم کی آہ دوسرا سے سافر کی دعا اور دیس سے بآپ کی پیٹے کے لئے بدرخا۔

(۲۴) راہ میں کسی منزل پر ٹھپرے اور پڑا ڈکرے تو چونکہ ایسے میں شیاطین الجن، شیاطین الان اور شیاطین الحیات میں سے ہر ایک کا اندریشہ اور خطرہ لاحق ہوتا ہے اس لئے حفاظت کے لئے ہر ای اور مادی سامان فراہم کر لے کے علاوہ سافر کو اللہ کی پناہ کا طلبگار ہونا چاہیے چنانچہ حضرت خود مخفیتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلم کو فرماتے ہوئے سنائے جو شخص کسی منزل پر اترے اور کیوں کہ میں اللہ کے کلامات ثابتات (صفات) کی پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کے شر سے، تو اس کو کوئی چیز نہ تھان ہیں پہنچائے گی حتی

کلام اللہ کے بعد دوستی کی سر کبے سچی اور قابل قدر کتباء

## بخاری شریف کامل اردو متن عربی، حواشی، دیگر اضافات

ادارہ فیض القرآن عصمتیہ دین خال سے تین بیعی خدمات انجام دئے رہا ہے  
اور اسی پروگرام کے تحت تفسیر ابن حثیم اردو کی اشاعت کی جا رہی ہے

ہمسار اردو سرا دو ماہی پروگرام۔

بخاری شریف کامل اردو کو مکمل عربی، حواشی و دیگر اضافات کے ساتھ ہر دو ماہ بعد کامل ایک پاکستانی شکل میں شائع کیا جائیگا اضافت تقریباً دو صفحات کا عائد نہایت سعیدہ گلزاری اور نسبت دشمن زدکہ میرابن عیاضی اور پوسٹ اٹھانے فی پاکستان خرچ ایک پر لکھیجے ہمہ کتابیے کے پانچ نسخہ کیا منگلے پرداز خرچ غرفہ دوڑپیئے آٹھیں آئے گا

### فیض ممبسری

کامل بخاری شریف کے لئے ایک بھرپور روپیہ فیض ممبسری ارسال فرماں  
اس پروگرام کے ممبر کس بھی جائیے اور اپنے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائیجیے  
اشاعر کے کانتھ پار کیجیے تفصیلات کے لئے جلدی لمحے

ناشر

ادارہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہاپور (اوپر)

(سید امین الحسن رضوی)

# اصرہ المعرفت ۲۰۵ کا عکس المشرک

"اداری" سے بھی ہدایت کی حد تک یا بطور احسان اسکی پابندی کرتے رہیں بلکہ وہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر — اور واضح رہے کہ اسلام اس باہمی و میتوہ ایمان سے متاثر ہے — مفتریہ کے پسے تمام ادامر و نواہی کی کاملاً پاسندی کے لئے اپنے پیر و زین کو پورا شدت سے حکوم کرتا ہے بلکہ اپنے کل معتقدین پر اس امر کو لازم کرنا ہو کر وہ اپنادیت، اپنی دولت، اپنی ادائیگی اور بدربہ آخر اپنی جان بکھی مٹکر کی کافی اور معروف کے قیام میں لگا دیں۔

امر بالمعروف و نهى عن المشرک فدا کی طرف سے اپنے بندوں پر ایک بزرگ صفت فریض ہے اور جو انتہی رطیہم اسلام کی نایابی ماملہ ای فرضیہ کی ادائیگی بھی ہے، ای غلط فہمی ہرگز نہ ہو سکتی چاہیے کہ فرضیہ صفت ایسا کرام پر ہے پر تائید، وور دستروں کی بندگی کے مکلف ہیں کہ امر بالمعروف کے بلکہ ایسا کے بعد کے دور میں اقتدار کے طور پر بالخصوص اور عام افراد پر بالحوم تا بکرا استنطاعت اس فرضیہ کی ادائیگی لازم ہے، چنانچہ قرآن میں اس فرضیہ کی طرف بہت اہمیت کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے، ارشاد ہو رہے ہے۔

گفتم تھی انہیں امت اُنھوں جو حیثیت تم ایسا کی بہترین امت ہو جو کامیابی ملنا سب تائید کرنے والمعروف انسانی کے لئے پیدا کی گئی ہے تاکہ انکو و مشتمل ہوں عرب المشرک حرب کا علم کرو اور علیکے باز طور (آل عمران)

بھی ہاتھ ہے کہ اس کے خاطب صرف ایسا کرام ہی بھیں بلکہ امت کا ہر فرد ہے اب وحید ضریبی رہی افسوس عزیز سے مردی یہ دو ایت اس باہمی نہایت جاہن بیان اور فرمادکن ہے کہ

"فَإِذَا رَأَيْتُ الظُّلُمَاءَ سَلَمْتَهُمْ نَعْلَمُ مِمَّا يَسْأَلُونَ" جو شخصی کی طرح بتاویزیہ نہیں کہتا کہ صرف اس کے پیر و جنت کی طلب درخواست کا خطر یا تو غایل

اسلام کوئی جوابی تقاضا نہیں بلکہ بجا سے خود ایک مستقل داعیہ ہو اور جعلی ہر داعیہ کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ چند اسرار و فوایہ کی تجھی بیانات سو میں پر جو اس کی دعوت اور گھر انہوں کا پہنچ دیں اسی طرح اسلام بھی اپنے اندر اور امر و نواہی کا ایک مستقل جامعہ میں پڑھ اور نہایت متواتر مدد و رکھتے ہے جو براہ راست بھی اور اپنے بیانادی انہوں کے ویلے سے بھی فردوں کے جلدی میں اس اور فرد سماستہ کے بھی تعلقات و معاملات کی کل نوعیتوں کو گیرے ہوئے ہے۔

اسلام میں معروف و مشرک کی دو صورتوں پا تحریک کی خصیں خبر میں نہیں پڑتیں کیے جائیں بلکہ فرد و معاشرہ کے افکار سے میکرا تجسس ایک کے جملہ واقعی مسائل اور بیانادی اقدار کے پیش نظر انکو معین اور منصفی طیا گیا ہے، وہ دو دو جواب کے ختم ہو جاتے یا ایک کے بعد جانے پر انکو بھی تبدیل ہو جانا چاہیے تھا اس سے کہل کو ایک سینکڑوں چھوٹے ہدن ہل کر دی خصیت سے انجھچا ہے، اسلام اکثر سے امام بر سر پر کیا ہے، وہ ہمیشہ اور ہر اس محاوہ پر طاقتور کا مقابلہ کرے کوئی نارہے جہاں سے طاقتور سراحتی یا جہاں سے اس کے سراحتی کا مقابلہ کرے کوئی نارہے جہاں سے طاقتور اسلام کی بھی زمانیں اپنے کی بھی حریف سے بھجوڑہ نہیں کر سکتا، ظاہر ہے کہ کوئی بھی اصولی تحریک جو اپنا منفرد مہمان رکھتی ہو اور جسم کی خاطب ہے زمانہ کل انسانیت ہو رہا ہے اپنے بیانادی انہوں کے ہاتھ میں "نکھوت" کے نہ قابلے یعنی ناما اشناہوںی، اسلام میں کوئی انہوں یا انہوں اضافاتی ایسا بھرپتی کا نہیں ہے اگر کوئی وقت انہیں سے کسی سے دستکش ہو کر طاقتور سے مدد اخذ کر لی جائے کیونکہ پورے کا پورا اٹال ہے اور بیانی وجہ ہے کہ اتفاق سے آجھک اس کے معروف و مشرک کے انہوں ایک بھی نہیں اور انہیں کبھی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

اسلام معروف و مشرک کے چند امور میں اس طرح بتاویزیہ نہیں کہتا نہیں کہتا کہ صرف اس کے پیر و جنت کی طلب درخواست کا خطر یا تو غایل

سلف ہے اسلام ایسا نہیں کہ سکتا کہ کسی بھی فائدے کی خاطر پڑے بعض بیانادی اصول اقدار کو دیکھ رکھی سے سمجھوئے کرے

ہمیں فرمائی بلکہ اپنی راستت مخالفی، ہے بالکل حقیقی اخلاقی اور ملدو  
بلیج کی اخلاقی خاصیتیں کے بل پر ایک صالح معاشرہ کی نشکنیں میں  
کامیاب ہوئے ہیں۔ ویکٹر مارہب کے پیغمبر اور میں (اللہ کے معاشر) کے  
صالحین کا ایک بڑا گردہ قویستک آپ کو مجھے گائیں معاشرہ کیتے  
ان کا وحی و خصوصی واجب التفہیم رہا ہو تو رہا ہو واجب انتقید ہوتا کہ  
رہا ہے اس کی وجہی وجہی ہے کہ ان تمام مذاہب کی طرف سے معاشری  
معاملات میں فرد کی اصولی رہنمائی کے باعث صالح ہونے کیلئے تک  
دنیا کا لازم ہو جاتا ہے اور اس لئے ظاہر ہے کہ ان ادیان کے محتوا ایک  
مستقل اور جداگانہ معاشری نظام کا طور پر ہیں۔

اسلام کے معاشری نظام میں افراد کی معاشری حیثیت دلوں صحنوں  
اور غیر فطری طور پر بخواہی ہے اور وہ مرتباً کافری عصیت کے درجہ  
کو پہنچا ہو ہے جیسا ایک طبقہ کے دروازے دوسرا طبقہ کا فزاد  
کے لئے مخصوصی سے بن ہوں اور انہیں یا ہمیں سنا فرست اور لکھکش، بہا ہو  
اور زندگی صورت ہے کہ فرد اپنی معاشری حیثیت میں ترقی کے لئے باہم  
مناہضہ مرکاری اور دولت اور سائلی محارت وغیرہ کا مقابلہ ہو۔  
بلکہ ایک اسلامی صالح میں فرد کی حیثیت اور اس کے مرتبہ کا لین بننے  
اس کی دینداری، اتفاق ہے اور کچھ ہیں۔ ایمپریٹر طبقاتی معاشرت  
و لکھکش اور گروہ و بندیوں کی کوئی چیخانی ایک اسلامی معاشرہ  
یہ باقی انہیں پہنچ بلکہ جب اسلامی تعلیمات کے تحت معاشرہ مرفنا زاد  
کے درجہ القاء، خدا تعالیٰ کی بنیاد پر طبقات کو تسلیم کرے گا تو بغل  
صالحیت کی دوسری کوئی ایسا ہدایت پر محکم بن جائی میں سیکھ جو ضاد و ضلال  
کا باعث ہو گدرا، فتح ترور جمہوریت کا حصہ اور محکم عمل ہو گا جیسے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا طرزِ عمل جو لا دینی یا شرمندی یا عیشیت  
کے بخوض ہو اختیار نہیں کیا جاسکے گا، اس طرح ایک ایسی صحت مند  
اور صالح فلسفہ و بخوبیہ اہم جاتی ہے جو حقیقی انسانیت کے شایان  
شان ہو۔

یہ ایک ناقابلی ترہ یا حقیقت ہے کہ سوائے اسلام کے کسی اور دینی  
یا اریتی نظام میں معاشرہ کی صورت اگری استثنے والا یہ خطوط پر  
ہیں ہوتی۔

جیسا کہ اور عرض کیا گی معاشرہ کی تنظیم اور صورت اگری کے  
تعلق سے اسلام کا اندرازو ڈیگر ادیان کے مقابلہ میں ممتاز رہا اور رالا ہے

اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روشنگے کی کارک  
دریجنی وعظہ، نصیحت، نزعیت، اور تنبیہ و تربیہ وغیرہ سے؛  
اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو کم سے کم اسے دل سے تو  
براحلے ہے۔ اور یہ ایمان کا کم سے کم تر درجہ ہے۔

اسلام میں بسط میں میں اس کا معاشرہ بھی ہے  
قید نہیں ہے اور نہیں اسلام اتنے دست دپاہی کے درد معاشرہ کی اپنے  
اصولوں کے مبنی طبقات اور اپنے خطوط پر خود راست گری سے بھروسہ  
رہ گر افراد کی عین یک گورنمنٹ کے درجہ کرام پر معاشرہ کو چھوڑ دے۔  
اسلام کا طبقی کار اس باب میں درج گئی قسم اور ایمان سے ممتاز اور  
تملا اور نتائج کے اعتبار سے کامیاب ہے۔ اسلام اپنے اور جو لوگی  
کے ذریعہ ایسے اہمیت اور ایسے خطوط پر فرد سے اور تعاوڑا اور دنہا  
سے ہے جو بالآخر معاشرہ کی عینی فلاں پر نہیاں اثر انگریز طور پر سنجھ ہوتی  
ہے۔ یہ تو خیر ایک سلطنتی تفصیل ہو کر چوکر افراد سے معاشرہ بنتا ہے اس لئے  
اگر افراد صالح ہوں گے تو معاشرہ آپ ہی اپنے صالح ہو گا ایں ایک تو  
یہ سلطنتی تفصیل ہر حالت میں عملی حقیقت کے لئے مستلزم ہیں ہے اس لئے  
کہ افراد عین سلطنتی تفصیل کے بل پر صالح ہیں ہو جائے بلکہ اس کیلئے  
فرد وہ ہوتی ہے ایک سمجھ رہنا تو قوت کی، ایک جامع داعی کی وغیرہ  
یہ کہ اگرچہ تاریک الدینیا افراد کا ایک گروہ ترک و دینی کی عالت میں بجا  
ہو کر رہنے والے تو وہ گروہ سلطنت کی رو سے تو پڑ رائیک معاشرہ کیا ہے  
سکتی ہے کوئی معاشری حقیقت نہیں ہوگی۔ اس لئے بلکہ معاشرہ عین چند  
افراد کی بجائی تسلیم ہیں پاہنگہ معاشرہ توںی الحیثیت عبارت ہے  
افراد کی یا ہمیت و متأثرت اور تعلقات و معاملات سے معاشرہ  
کے عقلي سے افراد کے انہی اعمال و رچانات کو اسلام اپوری اہمیت  
اور قویوں سے منظم کرتا ہے۔

اسلام آخرت میں انفرادی جواب دی جائی کا علم ایضاً پیش کرتا ہے  
جس کی تباہی فردوں کو دینا ہے وہ گھری کرنی ہوتی ہے معاشرے کی تھیق  
میں اسلامی تعلیمات کی امکان بخراہ بندی اس انفرادی جواب ہے  
کی تباہی کا ایک بزرگ ہے چنانچہ اسلام ہی وہ واحد نہ ہے ہے جسے  
ترک دینی کی دھرن تعلیم ہیں وہی بلکہ ہر طبق اس کی عوامل عکسی کی ہے۔  
اسلام کے سلسلہ اول سے لیکر عجایب کرام، الگ عظام اکابرین رکھنیں  
کی تباہی عاقبت معاشرے کے لئے چور و داروں کی راہ بھی غستی

ہمیں بنتی اور اسیثت کی طرف سے فرد کے اپنی دولت پر کامل اور آزاد ارتقیہ رفیع میں کوئی بدلہ نہ لاتے ہیں ہوتی۔ البتہ جیسا کہ ابھی عرض کیا گی حصول دولت کے ذریعہ پر اسلام بعض کڑی پاہنڈیاں عالم کو تکمیل اور زیر پاہنڈیاں ساری کمی کی ساری الیجی ہیں کہ تمہرے صدیاں لگرنے کے بعد بھی کسی درمیں کسی بھی ملک کی کوئی سوسائٹی اچ لکھ ان کی خلائق پر تحریک اور سماجی افادت سے انکار نہیں کر سکی یہاں اور باقی ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور اسیثت پاہنڈی کو یہ جو رات ہیں ہوتی کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں ان پاہنڈیوں کو تائف کر دیتی، منشیات کی تجارت، ملیحہ، تحریک پذیریاں، تائیث کلب، اجارت پاہنڈی قرار خالی، تالوں پر گزی، غیرہ قسم کے پیدائشیں دولت کے ذریعہ اسلام میں قطعاً ممنوع ہیں۔

سہی اور forward context صورت میں صورت گزی کو معاشی نظام پر تحریک نہیں کرتا اور سایہ دار ادا نظم میں اسلام انکو وہیں رکھتا، چنانچہ "سہی" جو سہی مایہ دار ادا نظم معیشت کی ریڑھ کی بندی ہے اور جس کو ختم کر دینے میں سرمایہ دار ادا نظم کا سہیست پہنچا کر اس کے قواعد اسلام کے معاشی نظام پر غیرہ کو پہنچ لے کر بھی مدون کیے گئے ہیں۔

وینا اور رکھنے تین دعیدوں کے ذریعہ اپنے پیرویوں کو اس نے اس طرح دو رہنمائی ملکے بھرپور کوئی کمی ہذاہی یا سبڑوں سے بچا گے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ کوئوں کو نظم معیشت اور تجارت کے لئے الگ رہنگئے والے خود بھی اس امر کے قابل ہیں کہ تو دکار دار معاشرہ کے لئے خدام یا برائی سے کم نہیں

ذخیرہ اندوزی کے ذریعہ معمونی تقلیت پیدا کر کے زیادہ نئے کلائے کا طریقی۔ اسلام میں ذرمن مخصوص ہے بلکہ قابل دست اندوزی جو ہمے اسیں شکنہ نہیں کر سکتے جیسا کہ اچناس خور دوستی کے لئے فاسد ہے تاہم اس قانون کے جو اخلاقی تحریمات ہیں وہ دیگر ایں تجارت اور اسلوب تجارت پر اثر انداز ہوئے بغیر میں رہ سکتے۔ اور پھر ایسا بھی ہیں کہ بعض ہنگامی حالات میں ہی کسی آئندہ جنگیں یا ہمگامی قانون سازی کے ذریعہ اس ذخیرہ اندوزی اور لقمع خوری پر اعتماد ہو بلکہ یہ مالحق احکام تھا ممالک میں اور ہر زمانہ کے لئے ہیں، ان تحدیدات کے معاشری نظام کی جو تطبیر ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

نظام معیشت کے وہ سرے شبیہ "ذرمن" دست کے ہاں ہی، اسلام کا ہر انداز ہے اس کا بیٹھنے تین مظہر یہ ارشاد، بانی ہے۔

چنانچہ اسلام وہ داد مدد ہے جس کے پیش افتخار یک صالح معاشرہ کے قیام کا لصیب اعلیٰ اولیت کے درجہ کا حامل ہے اور جس کا معاشری اور سیاسی نظام اس نصب العین کا یکیتا نام ہے ہیں، اس امر کے طبقہ میں کوئی جو ہیں کہ اسلام کے لئے معاشی اصلاحات کی بھی ایسے لاملاز میں ناقابل تبول ہیں جو اپنے تھوڑے میں معاشرہ کے اسلامی انداز پر تکمیل پانے کی شرط انتہے پہنچانا یا اس کے عقائد پر ہی خواہ ان اصلاحات کی ظاہری جگہ ہست کتنی یہ تحریک کیوں نہ ہو اور چاہے ہیں ملکہ تلائی اور "قادامت پرستی" کے نتھی ہی مکمل ہے اور وہ اپنی ملکے بھی تکمیل کیوں نہ سنبھلے۔

اشترکیت کی طرح اسلام، معاشی نظام کو اولیت کا درجہ دیج رہے معاشرہ کی صورت گزی کو معاشی نظام پر تحریک نہیں کرتا اور سایہ دار ادا نظم کی طرح ہے قید معیشت کا نظام رائج گئے وہ معاشری نظام کے سرے یا دبی ہیں ہو جاتا بلکہ اسلام کے معاشی نظام پر غیرہ کیجئے تو پہنچ چل جائے اس کے قواعد اسلام کے معاشری نظام پر غیرہ کو پہنچ کر بھی مدون کیے گئے ہیں۔

اسلام کے معاشی نظام کا تجزیہ یہ اتفاقی مطابق ایک دفعہ میں ہے تاہم اس مضمون کی مناسبت سے وہ ایک بنیادی امور کا اندازہ موزوں ہو گا۔

کسی بھی نظم معیشت کو جملہ دشمنوں میں تھیم کیا جاسکتا ہے

(۱) پیدائشی دولت (۲) اصر اور تقدیم دولت۔

ان دونوں ٹھیروں کی اسلامی زمینت کا اگر واہڑہ لیا جائے تو یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کے نزدیک معاشری اصلاح مقدم ہے اور معاشی نظام اس کا تجزیہ ہے، پیدائشی دولت کے تعلق سے سب کے پہلی بات ہو پہنچ لٹھر ہی چاہئے وہ یہ ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں حصول دولت پر سفارت کی کوئی تحدید پرسرے سے نہیں ہے بلکہ پیدائشی دولت کے ذریعہ پر پاہنڈیاں عائدی ہاتی ہیں، ہر فردا زادہ ہے کہ وہ جس قدر دولت چاہئے گئے اور اسلامی اسیثت کی لگاہ میں کوئی سفارت دلت بھی ہائل ہوں گلے۔

دولت کے اغا ذریکی اصلاحیت رکھنے والے جس جز پر فرد کا سامان ہر قریب رہو اس پر فحالت فیصلہ مالا مل کے لازمی حصول کے علاوہ ایک اسلامی اسیثت فرد کی دولت کے ایک جگہ کی بھی زبردستی حضور اور

غیر مطہن افراد و زعم خود جو "عصری" تو میں اپنی فہم کے بیل پر مذکون کر رہے ہیں وہ قوانین بھی اپنی جامیعت، افادتیت اور افراد پریروی کے لحاظ سے اسلامی قانون دراصل کے ہم پڑھیں ہیں۔

ارجوں کچھ عرض کیا گیا ہے اس کی حقیقت ایک نہایت سرسراہی ہوا ہے اور زیادہ نیس ہے۔ تاہم اس سرسراہی جائز سے بھی اتنی بات تو ہر جال و اٹھ ہر ہی جاتی ہے کہ امر بالمعروف اور نبی عن المکر امتحان مسلم پر ایک فریضہ ہے اور اس فریضہ کی مکاہقہ ادا بھی اس وقت ہمک مکن ہیں جب تک کہ گردہ مسلمین کو "افتخار" حاصل ہو جائے اور کوئی بھی الدین کا دارہ امر بالمعروف کی حد تک بھی کریں ہے اور بھی عن المکر اس سے باہر ہے اس لئے دستور کے چونچھیں مقید غصی قانون Personal Law کی آزادی پر جو لوگ تقاضت کرتے ہیں اور صرف ای کی برقراری درجاتی کی کوششوں کو خوب الشر کے لئے بخوبی جادو بھے ہوئے ہیں وہ بخت خود فرمی میں بدلنا ہیں اور اس پر تقاضت کرنے کی تبلیغ و تلقین کرنے والے قیامت بھے بن پڑھیں کیا جواب ہی کریں گے مگن اس دنیا میں ان سے عرض ہے کہ یہ غصی قانون کی آزادی زیادہ طاقت معرفت کی آزادی ہے۔ امر بالمعروف سے اس کا دور کا بھی دامتھا ہے اور اگر تم خود ای دیر کے لئے ہم یہ لفظ بھی کر لیں کہیں کھصوصی حقوقی سانچے میں ہیں امر بالمعروف کی آزادی حاصل ہو جاتی ہے تو بھی نبی عن المکر کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے "افتخار" کی ضرورت اور اس کے حصول کی کوشش کی فریضہ اپنی بلگہ بالیقین باقی ہی رہتی ہے۔

(سید امین الحسن رضوی)

## بیان غالب

دیوان غالب کی ایک عمدہ اور معنیت بر شرح ہے  
سیلیق سے چھاپا گیا ہے۔ مجلہ چھڑو پر  
مکتبہ می۔ دیوبند۔

## کلواداں ہو اور تسس فو

کھاہ اور پیوں میں غسل خرچی مت کرو  
اسران کی عادت جو دسرے طیور صائم اور غیر صحیح رخانات میلانا  
کو تحریم دیتی ہے ان کی بڑیں ہی اسلام نے کاٹا دی ہیں جو وہ مذاقہ  
اٹھا رتفاق خرا و رجا و دشم کے مظاہر دل کے لئے نوکروں کی فتوح خدا  
سواریاں اور رکنات زیب و زیارت اور کربلا اش و آسانش کے  
سامان کی کثرت، تکریکی دعویں اور غصی پہ شاکبیں صرف کی ان تمام  
بدوں پر اسلامی سماشرہ کے فرد کے لئے مستدل قسم کا انتہا ہے  
یہاں اس جذابہ اور رجحان کو بھی پیش نظر رکھتے جو اسلامی تعلیمات  
کی سن حیث افروز یا بذری کے باعث افراد میں قدر تباہ پیدا ہوتا ہے  
اور جس کے نتیجے طور پر افراد میں ان غیر ضروری اور  
نامناسب اخراجات سے اجتناب کے رجحانات پیدا ہو جاتے ہیں  
ان تحریمات کے ساتھ وہ تحریمات بھی بدل انظار ہو جاتی ہیں اور ان کے  
عومن وہ اُن تحریمات میں خصوصی طور پر متاثر ہوتا ہے جو اسلام نے  
صرف دولت کے لئے دی ہیں جو بھت سو سے کتنا ہوں اور اختر گھروں کی  
کفارہ کی صورت میں صرف دولت اطعام مساکنی و مشنی اور سافروں  
سے سلوک، مدد و نفاذ و ادب اور عدالتی و عینہ طرف دولت کے تقریباً  
ستقل شعبے ہاویے گے ہیں رکاوۃ کے علاوہ اجنبی سے ایک علف  
تو نفعی طور پر دولت سے رخصیت میں کمی و افراط ہوتی ہے اور مالی  
فرمانوں کی عادت پڑتی ہے اور وہ سری علف گردش رکا سمل  
عمل برقرار رہتا ہے۔

صرف دولت کا ایک ذیلی شعبہ تقسیم دولت ہے۔ اس نظر سے  
اسلام انفرادی آزادیوں پر جبری تحریمیات عائد نہیں کرتا۔ اسلام کو  
اپنے ایک مکمل نظام حیات ہوتے ہیں اس درجہ اعتماد ہے کہ وہ افراد  
میں دولت کی سواران اور مناسباً تقسیم کے لئے جبری قانون سازیوں  
اور مصنوعی اور خیری طریقی مسادات کا سہارا یعنی کی ہر درست بالکل  
محسوں نہیں کرتا۔ تقسیم دولت کا یہ اکام قو صرف دولت کے ذکر کوہ  
ڈرائی سے ہی ہو جاتا ہے اور محض اسلامی قانون دراصل اس پاب  
میں عرف آخر ہے اس حقیقت سے اپنوں اور بیکاروں کی کوئی انکار  
نہیں کہ اسلامی قانون دراصل سے بہتر اور جامع قانون اس وقت  
کہیں بھی موجود نہیں اور مذہب کو پس پشت ذات کریا اس کی بہانہ پر

قیمت تین روپے بھلہر چار روپے۔

**بھائی بھائی** شید سنت اخواری خاطر مذکور  
فلام جیلانی ترقی کی ایک علی کوشش

قیمت بھلہر پانچ روپے

**مشہور** امام ابوحنیفہؓ کی ندویں قانون اسلامی عحق

ڈاکٹر حسید اللہ کے قلم سے۔ آپ جامعہ عثمانیہ (دکن) میں متاثر  
قانون بھی رہ چکھیں۔ قیمت ۱۶ روپے۔

## مولانا آزاد کی چند کتابیں ۶

بھلہرات روپے

آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی

مجمع امیر (خاص مصائب)

نقش آزاد (خطوط کا مجموعہ)

مسلمان عورت

مسکلہ فلافت

مقالات آزاد

مصائب آزاد

خطبات آزاد

شہید اعظم (واقعات کریما)

خطفات آزاد

انسانیت موت کے دروازے پر

مسلمانوں کا راستہ

ولادت بھوی

ان سب کتابوں کو ایک ساتھ مٹھا نہیں پر

نوٹ۔ دک آئندی روپی رہایت دیجائے گی

**مکتبہ بھلی دیوبند (بیوپی)**

## ماہنامہ "نئی راہ" کے چند خاص نمبر

**قرآن نمبر** مولانا آزاد اعلام رشید رضا و علامہ جوہری

طقاطاوی، علامہ موسیٰ جبار الشریعی شہرہ آفاق حضرات کے مصائب پر مشتمل ۱۹۔ سورتوں کا مختلوم ترجمہ بھی سجاپ اکبر آپادی کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت ۲۵ روپے۔

**رستق الاول نمبر** رسول اللہ کی ولادت مسیار کے

پیغمبر شبلی، مولانا آزاد اعلام مودودی جیسے فاضلین کے مقالات جامعہ قیمت ۳۰ روپے بھلہر چھتیں روپے۔

**اولیاء اللہ نمبر** خواجہ میعنی الدین حقیقی کے مالات اور

اوقاں کے علاوہ مخصوص اور مشائخ

چھت کے طریقوں پر روشنی دالی گئی ہے۔ رعایتی قیمت ۱۲ روپے۔

**حکمت نمبر** قرآن اور کیونزم، قرآن اور سائنس

اہمیت، قرآن میں حقوق العباد اور قرآن میں آراء البلیغ  
اہم مصائب، قیمت ایک روپیہ۔

**بیغیر اسلام** رسول اللہ کے بارے میں ۴۷ غیر مسلم

ستاہیر و ناظلین کا اخہبی عقیدت۔

قیمت ایک روپیہ۔

**بشریت کا مقام بلند** محمد اجل خاں ہبھ محمد خاں

اور مولانا ابوالعلی مودودی کے مکالمہ

کے بھی تحقیقی مصائب۔ سوار روپیہ۔

**مسلمان عورت** صحر کے مشہور مصنف قریب وجہنا

کی عربی تصنیف المرعاۃ المسالمہ

کا درود ترجیح مولانا آزاد کے قلم سے مقدمہ بھی

مولانا آزاد ہی کا ہے۔ قیمت بھلہر چار روپے۔

**خطبات مدرس** سیرت بھوی کے مختلف پہلوؤں

پر مولانا سید سلیمان ندوی

کے خطبات کا یہ بھروسہ قبول ہے محتاج بیان نہیں

# کھوٹے کے کھوٹے

## تبصرے کیلئے ہر کتاب کے دو شاخے آنے ضروری ہیں

خاص ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہاری جانش قرآن۔ ان کی نعمت بلا ریب دشک جان رہا ان اور ما در بخات ہے الیکن محیث اگر قصص و حج اور حجت ایکی کو عباراً آلوک کر جائے تو اسے ہلاکت کا پیش خبر ہیں گے۔ سرناۓ پر کوئی ایسا شعر ہونا چاہئے تھا جو حج کے سفر مقدس کی طرح اور قصص اعلیٰ کی طرف رہنا چاہئے گرتا۔

ابتداء ہی ہیں نہ جانے کیوں فاضل مؤلف نے خواجہ شہاب الدین سفر پاکستان سے اپنی وہ تحریری کلقلوں نقل کی ہے جس کا وادی مفاد اس اطلاع کے سوا کچھ نہیں کہ مؤلف کبھی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستان کے انقلاب نے "سابق وزیر" پر نے کو مستقر طور پر بشاریا ہے!

صفحہ ۱۷ پر۔۔۔ "اگر زیری اور فارسی جن بھی خاصاً اور اک رکھنے ہیں۔۔۔ اگر اور اک ناپ کی نظر ہیں ہے تو اس کے دو نوعیں۔۔۔ البتہ مزاح کو اپنی طرح معلومات سے طور پر یہ نہیں۔۔۔ صفحہ ۱۵ پر یہ دیجیہ دعویٰ پڑھا کر۔۔۔

"یہ سوت شاید دنیا بھر میں بجا بہی کو حاصل ہے کہ بجا بی ہر زبان کا بھیج لفظ اور اکر سکتا ہے۔۔۔

اس سے معلوم ہو کر مؤلف "پہلے تو بھروسہ بولو" کے قائل نہیں ہے صفحہ ۱۶ پر۔۔۔ "خانہ، کعبہ اور حرم نبی میں کچھ ہندوستانی اور پاکستانی ملکوں میں خلافی سوال کو جواب اکریاں کر رہے ہیں۔۔۔

بھی خود ان حضرات کو سخت ناپسازت ہیں جو زمانِ حج میں بھی فوجی اسلامیات کی اگل بھر کا رپانا اور دوسروں کا حج کر کر اکرئے ہیں، ایکی بیان مؤلف نے نظر "ملق" جس سیاق میں استعمال کیا وہ بچلتے خود اپنے تذید ہے۔ اس ایک ہی نظر سے اس اداہ ہو گی اک موصوف زہنی اعتبار سے اُس گروہ مسلمین میں تو ہیں جو نقطہ "تل" کر

**سفر حجاز** جانب عبدالکریم صاحب تحریر کو شاعر کی حیثیت سے اور متعدد بار حیران دیں پڑھا تھا اب ان کا نام شاعری پر حصہ نہیں آئی۔ پچھلے سال موصوف حج کے لئے تشریف لے چکر تھی اسی کی سرگزشت ہے۔ پہلے یہ رسالوں میں مسطوار چھپی اب کتابی تکلیفیں آگئی ہے۔ صفات میں کافی سفید چھپا اٹاپ کا قیمت دو روپیہ ملے کا پڑتے۔ مکتبہ عزفان اچھوڑ۔ لا ہوڑ۔

اخیر حروف میں سفر حج کی کمی رو دادیں ظفر سے گزر چکی ہے۔ اخیر احمد بات، زبانہ انتشار اور حسنِ اسلوب کے لحاظ سے وہ اگرچہ پیش ظفر رو داد سے ارفع و ممتاز تھیں، ایکن جغرافی و تاریخی معلومات کے اعتبار سے یہ ان سے آسکے ہے۔ مؤلف نے عنوان دار خاص خاص مقامات کا تعارف کرایا ہے اور اگرچہ بعض باتیں نا درست معلوم ہوں، ایکن جمیعی حیثیت سے ان کا پیش فرمودہ تعارف خاصہ قیع ہے۔ صفحہ ۳۵۵ پر سفر کی سرگزشت ختم کیتی کے بعد اخنوش منظہ ہے۔ بھی شامل نہیں ہیں جن میں دینداری کی جھلکی ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ سفر حج کی سماں کی سرگزشت میں ہم خامیاں نکالیں، ایکن جو تبصرہ ادا نہ ہو گا اگر دیانت کے ساتھ قابلِ اصلاح چیزوں کی نشاندہی نہ کی جائے۔

پہلے ہی صفحہ پر اقبال علیہ الرحمۃ کا یہ نفسی دلیع شعر ثابت ہے پھیلے پر سان خولیش را کر دیں ہم اوس مت پھیلے اور سیدی تھام بولہی اسست۔ الگ بہ اون رسمیت کی تھام بولہی اسست۔ اس شعر کی بلاغت و جامیعت کا کیا ہمایا ایک ہم ہم جانست اسے سفر حج کی رو داد میں سرناۓ پر بطور عنوان ثابت کرنا ہم ایک بھی ہی سکتا ہے۔ حج کا مرکز و مبنی صرف اور صرف کعہ کوہ ہے اور اس عبادت کی تمام ترجیح یا ای شور بیدہ سری اللہ ہی کے لئے

بالاتفاق بیت اللہ شریف کے بعد افضل ترین مقام ہے۔ گیر غصہ پر  
بے کوہ خود کے جس طبقتے جھو جانے والی نماک کو بیت اللہ اور عرش  
کرسی سے بھی بڑھا دیا جائے۔ اس ملوکے عقیدت کے خالی سناہ۔  
غلوتی عقیدت کی اور بھی مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ مثلاً محفوظ<sup>۲۹</sup>  
پر خضور کے قدوس میں پہنچنے کا ذکر کرنے کے بعد حصہ لکھا گیا۔

سرابی جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا استسرا ایں جا  
صرف قرار ایں جا کا لکڑا تو رمل ہے باقی تینوں مٹکے ہے مل  
بلکہ تو حیدر موز اور خشت آفریں۔ سجدہ لگزاری اور بنگی کے شایان تو  
سو اسے ذات باری تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اس صدر کی جگہ پائے خضور  
تھیں مقام ابریکم اور حرم پاک کے حدود میں تھی۔  
یا شہزادی صفر پر۔

”شہزادہ عالم“ کو امت کی خطا میں اور فلیلیان ناگوار  
تمہیں گزرتیں، بلکہ آپ کی شان رحمۃ اللعالمین دیا تدوس  
پر ماضی میونڈ اسے خطاؤ کاروں کو دامنِ حقیت میں چھا  
لیتی ہے، مگاہگاروں کو معاف کر دیتی ہے بخشندهی ہے۔  
حضور کی اعلیٰ طرفی نرمی اور خصلتِ رحم و کرم کو ایسے فخر دیں  
جیسے ظاہر کرنا پکارنے ہے۔ امت کی خطاؤ اور علمیوں پر جس تقدیر اگواری  
اور اذیتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو سکتی ہے اور کسے ہو گی سیلان اللہ کی  
نافرمانی کرے اور خضور کو ناگواری نہ ہو!

تاشانے ایک طرف تمویلف اتنے تدبیب اور ”روشن شنکر“  
کو اُم کلثوم کی دھنوں پر جسم کٹھے کے ذکر میں کبر طاطور پرست مل  
معاد فرامیتی ہیں اور دوسری طرف یہ خزاں بدعت اور ناصقول  
ایں تو قیم سے اتنے ہم آہنگ کر رسول اللہ کو غفارانک مبا جھوٹتی ہیں۔  
اوہ کے ساتھ گزارش ہے کہ رسول کی شان میں بے دلیل مبالغہ مuttle  
نک مسلمان تھیں، بلکہ مuttle سے بعد و گزیر ہیں۔ اسی نئے حکم دیا تھا کہ  
لوقطہ، دنکنہ ام طوط، اداہ، اسرائیلی عبادی، این عزمید رجھے سطح  
زیر طھا اور جو طھا اور جس طرح سارے نے سمجھا، این مریم کو رحایا جو طھا میں  
گماہگاروں کو معاف کرنے، بخش دین اداہ۔ صرف اُمہ کا کام  
ہے اور خصوص اُمہ کی تو شیخی کو ”اداہ“ بھاگتا ہے وہ اور کچھ ہو  
مسلمان نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صرف شفاعت فریستے ہیں اور  
اور وہ بھی جب الشاذین دیے۔ مَنْ ذَلِيلٌ فَيَأْتِيَهُمْ بَعْدُهُمْ كَمْ حِرْمَ بُوْيِ

عملتے دین کے لئے بطور طعن استعمال کرتا ہے۔ اس اندازے کی تو ٹین  
اسکھی مفعل پر مل گئی۔

”ریڈیو ایشیش جدہ“ ہے جو صرف مقامی کا نہ لشکر کرتا ہے۔

بسا اوقات ام کلثوم کی ”حسن شنکر“ بیعت جھوم اٹھتی ہے۔

گویا قیامِ حجاز کے جن بھتوں میں موجود نے خوب خوب گائے

شے، یہاں تک کہ ”بسا اذات“ جھوم بھی اٹھے!

صفات ظاہر ہے اگر وہ ممتاز حد تک روشن جیا“ نہ ہوتے تواہ  
تو اس مقدس سرگذشت میں گالوں کا ذکر ہی نہ کیا۔ بلکہ الگ کرنا ہی  
خاتوم کے سکھ شکر اور احمد اور بیزاری کے ساتھ کرتے یا لیکن وہ قبر مل  
تحمیں کے انداز میں اس کا ذکر فرمائے ہے۔ نصرف ذکر بلکہ اپنے جھوم  
اٹھنے کا بھی خردہ سننا ہے ہیں۔ نصرف جھوم اٹھے کا بلکہ ”بسا اذات“  
جھوم اٹھے کا۔

جو حیرت پر کر دینا کہا سے کیا ہو جائے گی

صفحہ ۱۹ پر۔ ”لیکن اونٹ کی سورا تیریا تم ہو چکی ہے۔

شہر میں تو کہیں اونٹ دیکھا نہیں گیا۔“

وہ صافہ اسی وقت درست ہو سکتا تھا جب صرف موائف  
بھی نہیں جوانے سبق باشدوں نے بھی مدت در اتر سے شہر میں  
اونٹ نہ ہو چاہیے۔ ظاہر ہے موجود کا یہ مقصود نہیں بلکہ صرف اپنے  
ہی مشاہدے کا بیان ہے۔ اہذا فقر و یوں ہو چاہئے تھا۔

”شہر میں ہیں تو کہیں اونٹ نظر نہیں آیا۔“

جگہ پدر سے سلطے میں قطبیت کے ساتھ یہ کہنا لازم تھا ان

شکل میں نازل ہو سے قابل نظر ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ۔

”درینہ منورہ کا وہ حصہ جو حضور صریح عالم کے

بیحاطھ سے طاہر ہے بالاتفاق تمام کائنات سے افضل

ہے۔“ (ص ۳۶)

بے شک اُم مالک اور عین اور لوگ اس طرف گئے ہیں کہ بعد نہ  
تھے افضل ہے، بلکہ اُول بُوان کا یہ خال مرجوح بلکہ ناقابل ہے وہ متر  
ان کا مقصود شہر کا شہر سے جو ہی مقابلہ تھا اور بیعتِ اللہ سے وہ حصہ  
رسول کا مقابلہ۔ پھر ہی ان کا کچھ بھی مقصود ہے، بلکہ جس عقیدے کے  
لئے ”بالاتفاق“ کا دعویٰ کیا گیا ہے اس کے قائل تو معدود ہے، چنان  
سے زیادہ نہیں ہیں۔ خود تو لفظ ہی مخفیہ اور رقم طراز ہیں کہ ”حرم بُوی

ہے۔ ایسی ہی ایک شال انہی بھی اسی صفحہ پر ملی ہے:-  
”مدینہ نورہ کے کوچوں میں بچرنے والے لگتے بھی نہ کہ  
مذوب ہیں۔ حرم بھر جائے باہر برڑک پر جلک کاٹیں گے  
لیکن اُد بھی آدا رہیں نکالیں گے۔ سر پھینک کر اگلن  
دبا کر اد بکے ساچا گزار جائیں گے۔ پشاپ کیتے حدد  
حرب سے باہر پڑے جائیں گے۔“

اگر اللہ رسول اور قانونی نظرت کے بالے میں آدمی کے ذمہ  
ظفر کے ناویتے بھی سے پاک ہوں تو اس طرح کے زکاری شاعرانہ کے  
لئے قابل تصور بھی نہیں ہو سکتے، لیکن اخیر امینان کے ساتھ درج  
کتاب کیا جاتے۔

صفحہ ۵۶۸ پر نہ جانے کیوں چوہ صحری ظفر اللہ غار کے پرائے  
عمرہ آئے کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ یہ تذکرہ ہر لحاظ سے حشو زوائد  
میں داخل ہے۔

صفحہ ۵۶۹ پر ایک واقعہ بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے یہ  
لکھ رہا ہے کیا گیا ہے کہ سائب کے کالے پر صد لیکی خاندان کے کسی  
بھی فرد کا العاب دہن لگادیا جاتے تو زہرے اثر ہو جاتا ہے۔ اس طرح  
کہ کلیتے ہے بناد خوش خیبدگی سے زیادہ کوئی اچیت نہیں رکھتے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے العاب دہن سے اگر الکریمہ بیوی ہمارگز بھی  
کی ہلاکت سے بچ گئے تھے تو اس سے کوئی لکھر گز نہیں بنتا۔ ایک  
نہیں دس و اتنے بھی دیسے مل جائیں کہ کسی صد لیکی کا العاب دہن  
استعمال کرنے کے بعد اگر کیدہ مران ہو تو کوئی ذمہ دار آدمی اسکا  
کریڈٹ ”صد لیکیت“ کو نہیں دے گا۔

صفحہ ۵۶۹ پر۔ لذیذ بود حکایت مولے دراز کنم  
پڑھ کر طبیعت اندھو گئی۔ اگر خست صاحب کو دراز تر گفتم“ کی یہ  
غلطی سے ”مولے دراز کنم“ یاد رہ گیا تھا تو کم سے کم“ مولے“ کے بے  
پن پر تو چونک جاتے۔

حضرت نظم کے تعلق ہمارا مجموعی تاثر ہے کہ مذہتو تو اچھا تھا  
بعض لوگ خست صاحب کو لفڑ گو شاعر کہتے ہیں، لیکن ہماری بندوقی  
کی حد ہے کہ یہیں ان کے شاعر میں الفاظ دعاوی دنوں ہی اعتبار  
سے نفر گوئی کے جلوے تو کجا اوس طریقہ کا شاعر انہیں حسن و جمال  
بھی لنظر آ سکا۔

اکاپا دینہ۔

صفحہ ۵۷۰ پر ایک صدی پیشتر کا واقعہ میان کیا گیا۔ ہے کہ ایک  
بزرگ نے جھرو کے سامنے ماضی پر کچباص مصلحت و اسلام مل کے  
یا رسول اللہ عرض کیا تو انہوں نے مھا فری کئے تھے باعث تکالج سے عدم  
لوگوں نے بھی دیکھا۔

اس طرح کی روایات کی بھی کتاب کوچ بھی صفت میں بجاتے  
کہلتے کافی ہیں۔ امید نہیں تھی کہ ”روشن تکر“ پہنچنے کے باوجود وہ لعف  
دلوالا سے بھی دیکھیا گی۔

صفحہ ۵۷۰ پر۔ ”سیر امداد ہے“ کے کمات کو جیلاند  
گیر خضراء کے مقابلہ آتا تو امداد ہے جا آمد و شمی زریعی  
آن ہو جاتی جیسے گہریں آگی ہو تو جب سبز گنبد مسکع  
تل جاتا تو روحشی بد متور چک اٹھتی۔“

اپنے ایک شاعرانہ احاسس کو ”مشابہے“ کا نام دیتا  
الفاظ کا غلط استعمال ہے۔ حضور کی نورانیت مادی نہیں ہے جو  
متولف پر بھاجانا چاہ رہے ہیں کہ اس نورانیت کے عاذ میں جاناند کی  
مادی و محری روشنی بھی چیلکی پڑ جاتی ہے۔ ”شاعری“ اور حقائق میں  
فسرگ کرتا چاہتے ہے۔

صفحہ ۵۷۰ پر ”ناقر“ مرنے کا استعمال کیا گیا ہے۔ بجا کہ حضور  
کے جس تلقی کا ذکر ہوا رہا ہے وہ موت پری تھا، لیکن اُردو میں ”ناقر“  
بہر صورت ذکر استعمال ہوتا ہے۔ اونٹی لکھنا چاہتے تھا۔

صفحہ ۵۷۱ پر۔ ”حضرت عشقہ اور حضرت علیؑ نے  
اس جگہ میں ہبادری کے وہ جو ہر دھکائے کے فرشتے بھی  
عش عشق کرائے۔“

زورتوں کے حق میں ”عش عشق“ کا محاورہ استعمال کرنا بھلی  
خیریکا بیوت نہیں۔ بلکہ راج سا ہے۔

صفحہ ۵۷۱ پر۔ ”کو تعلق کے گورنمنٹ اپردا اور  
کھرد سے راج کے ہیں، لیکن ریز نورہ کے گورنمنٹ  
اور محنت کرنے والے ہیں۔“

یہ نکتہ آفرینیاں کی مطلب الحال حوفی کی زبان پر ہوں تھیں  
صریر کیا جائے، لیکن تقریباً جیسے ”روشن تکر“ کے قلم سے اُنی تراویش  
طرف تماشائے کم نہیں۔ نفیتی شاعری کریم شال تاریخِ ادب میں شال

کئی نہ ہوں میں استعمال ہوتا ہے۔

بجلیوں کے ہاتھ سہلاتا ہوا

اس کی آخری خود شام کے سوا شاید ہی کوئی کر سکے۔ کنٹھ کے

اس انکھرے ہوتے انداز سے تو اب بعض ترقی پس بکھر کر کے ہوتے ہیں۔

دل طلوع ہر پر ماں ہوا

اک سفیرتہ رہا میں جائی ہوا

یہ بگ بندی نہیں تو اور کیا ہے۔ کسی پر اسی ہونا تو شاعری

میں اتفاقات عاشقاد کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ طلوع ہر کی طرف

وجہ کرنے کو اس اندازیں بیان کرنا اندازی پن کی علمت ہے۔

وہ سفیرتہ صادر پادر کا ب

چنانکہ نہیں معلوم ہے "پادر کا ب" کا معاورہ انسان ہی کے

ساتھ چھوڑ دیے۔ ایک ڈستہ ہوتے ہوائی چھاز کی شیش گھوڑ جاتے

اویقین ہو جاتے کہ اب یہ تباہ ہوا تہب بھی یہ کہنا تو شاید درست ہوگا

کہ "اب چھاز پادر کا ب ہے" اسی طرح لکھتی یا جہاں بظاہر ڈسٹہ ال

ہو تو اس کی تعبیر کیا پادر کا ب" سے درست نہیں ہوئی چاہئے۔

اسی سفیرتہ کے بلائے میں ہے۔

معرض ہتھیں لہسرا تا ہوا

در طبع حرست میں در آتا ہوا

خالی الفاظ۔ مناسب بھومیتیں تان کر بھی شکل ہی سے

بن مکان ہے۔

پھیلنا دبتا چلتا ڈولتا

عفتہ حرف تناہکولتا

یہ جی اسی سفیرتہ کے متعلق ہے۔ پہلا صورہ خوبصورت ہوئے

کے باوجود خامی سے پاک نہیں۔ دبنا، پھیلنا اور ڈولنا تو جو یہیں چھیندا

کیا نہ ہوں رکھتا ہے؟ — دیے باریکی میں جائیں تو ڈولتے اور چلنے

میں بھی داخلی تضاد پایا جاتا ہے۔ سفید جب طوفان کی ندیں ہو تو

اس کی جنگلیں ہم کو ھر قدر نہ کیکارنے، جمکروں کھلانے اور تہنیں بلا

ہونے سے تو تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن "چلتا" اس محل میں درست نہیں۔

"چلتے" میں تو مجھے دامت کا ارادہ اور ضاد دنوں شامل ہوتے ہیں۔ جو

بیڑوں کی رہی ہو اس کے باسے ہمایہ کہنا کردہ پھل بھی رہی ہے خلائق،

دوسرا صورہ ذریف یہ کہ پہلے صورہ سے کوئی ربط نہیں رکھتا۔

پہلے ہی قطع کا یہ صورہ:-

و سعینیں ٹھیں مجھے اور اک نے

اٹھا رہا ہے ماری ہے۔

بزرہ خود رہ جن کی ڈالیساں

بنتے فطرت پر جیسوں کالمان

"جیسوں" کا یہاں کیا مغل ہے۔ اول تواریخ فطرت کو

کسی حسین سے تشبیہ دیا ہی طریقے بات ہے جب تک اس حسین

کا کوئی امتیازی و صفت بیان نہ ہو۔ لیکن تشبیہ دینی ہی تھی تو صحیح کا

استعمال کس لئے؟

تجھ کوں ٹشت جن فکروں تیساں

وقت کا انداز تھا میز شناس

بالکل جلدیوں کا سا شعر ہے۔

ہم سفر اک ہمیت مردا نہ تھی

میری میز نو فستے بیگانہ تھی

صریح ثانی ہیں۔ خود میز نوٹ سے بیگانہ یا خونسرہ

نہیں ہوا کرتی۔

اٹھے ہے تھے کچھ دلیراند م

حسب عادت شوخ و مستاند م

وادی چھازیں دلیرانہ" قدموں کا لیا ہے۔ پھر شوخ و

مستاند چھعنی دار دبی سفاته تو کسی حسین کا کسی پنداش کے قدموں کی ہو ملی

ہیں۔ بس یہوں کچھ "دلیرانہ" کا قافیہ "مستاند" زہن میں آیا اور تم کر دیا

کاروں شوق سے تھنھے ہوڑ کر

سب علاقت اور رشتہ توڑ کر

اس شعروں کے دنوں صوروں کا تھا دجھ بجٹ کا محتاج نہیں۔

جب آدمی تھام علاقی اور رشتہ توڑ کریں ایک ہی میز کی طرف

چل کھڑا ہوتا ہے تو سبی وہ عالم ہوتا ہے جسے شاعری میں بھوم شوق

اور فرط شوق و غیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس وقت کسی کا یہ کہنا کہ

وہ کاروں شوق سے تھنھے ہوڑ کر جیل، یا مخکلہ تھر جدت بچکا رہے۔

وہ کاروں مطلب یہ ہو کر کہنے والے کہ نہ کسی بمال جان، اولاد اور اسی

نچے کے دیگر علاقہ کا نام کاروں شوق ہے ایک ہم کچھیں کفر صاحب

مشاق سخن درجہ متنے کے باوجود یہ بھی نہیں بلکہ کلقط شوق شاعری میں

تربید کرتے چلے جاؤ۔ پہلے انھیں غفار بنا گیا تھا، پھر فرم کا شجاع  
کہا گیا، پھر عرش پر بھی پہنچا دیا گیا۔ حالانکہ ان تینوں امور میں قرآن  
کی صورخ آیات ناطق ہیں اور ہر سلطان کو یقین رکھنا چاہئے کہ جس  
شانے گھر سے آیا ہے قرآنیہ کی تربید، قبول ہونے لگے وہ شنا ہنس  
پر سے سرسے کی گمراہی ہے۔ اُسے بھی ایک صورت ہے۔  
اسلام اسے ساکن عرضین قلی  
نیز ایک صورت ہے:-

السلام اسے بندہ مولا صفات

ثابت ہوا کہ مستر صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باریں  
مستقلٰ غلط نبھی کاشکار ہیں۔

سنگ اسود باب کعبہ اور حطیم

یہ صفا یہ مردہ یہ سجی فتدیم

قدرت بیان سے محروم ہی کی اس سے واضح مثال اور کیا ہو گی  
بھلا "سجی قدیم" بھی کوئی بات ہوتی۔

کو رحمت میں ہیں ہر قافی حرف

اور مزدلفہ میں ہے لازم و قوت

یہ شاعری ہے؟ — معاصد باری یاد آگئی۔ لیکن اُسیں  
رجاؤ اور جاؤ تو ہے۔ یہاں یہ بھی نہیں۔

وہ خود اسان کے فکر و قیاس

جاء احمد جنت کا لباس

سوچتے دونوں صورتے باہم کیا تعلق رکھتے ہیں۔

ذکر بیک اللہ کرتا ہوا

مزین ہے کوئی کرتا ہوا

پہلا صورہ غالباً اس پسین غلط ہو گیا ہے۔ وجود غور کے  
نہیں بھی میں آیا کہ اصل میں کیا ہو گا۔ درست صورت دستور

بن دیا ہے۔ "لا یکو" کا بالکل بھی محل نہیں تھا۔ کسی ایک شعین راستے  
پہنچنے کو گوکو" چلتا ہیں کہتے چاہئے اس میں کتنی بھی ہنزا ہوں۔ اور اسے  
کیسا ہی گھوم پھیر جو۔

میں چلا جسی کے زینے کی طرف

بادِ خود ہے کے مدیت کی طرف

پہلا صورتہ قلبی سے سوا کچھ نہیں۔

بلکہ اُنہیں بے جوڑ ہے۔ بھلابھ جب اُپ کی کاشی خوفناک طوفانیں  
پادر کا بہت سے تو یہ عقدہ حرف تراٹا کیا خاک کھوئے گی۔

خیکیں گرداب طوفانی روشن

زندگی اور سوت میں تھی شمشک

"طفانی روشن" یہاں ہماری بھی سے بالاتر رہا۔

عارفانہ تھی تکاہہ ماشقاں

وہ خود پاں ادب سے تھی زبان

اکدم بندیوں کا سا شعر۔

تیرے دشت شوق میں بالازم

حضرت آدم رہے جو خدا م

اول تو "بالازم" شعر کی زبان نہیں ہے۔ بھر بخت شوق

کا یہاں کیا مقصود تھا۔ — شاعر کا خطاب وادی مکتب ہے

بھلا "شوق" کی نسبت خود وادی کی طرف بھی درست ہے سمجھی ہے

— بھر بخت "میں محو خرام کوں ہڑتا ہے۔" دشت، کی نسبت  
سے تو "سرگران" جیسا کہی لفظ موزوں ہو سکتا تھا۔

مصطفیٰ وہ صاحب غلی غطیم

رودمانیں اشمی دیوی غطیم

غالباً شاعر کو رودمان کے غلط معنی یاد رہ گئے۔ وہ مصطفیٰ  
کو رودمانیں اشمی بھی نہ کہتے۔

مصطفیٰ وہ فور نیزم کا شاعر

غلطست ریح بذر جان حیات

نیزم کا شاعر کا فور مصطفیٰ نہیں ہیں اللہ ہے۔ — اللہ

فوس الشتمولیت فی الوضض۔ کسی انسان کو "غلطست ریح بذر"

کہنا صاف بتائیا ہے کہ کہنے والا اپنے احساسات کو موزوں الفاظ  
میں بیان کرنے پر قادر نہیں۔ "جان حیات" بھی قافیہ بڑی ہے

برن یہاں لفظاً بھی یہ دھیلائے اور معنًا بھی۔

مصطفیٰ پیغمبر رشت و دودر

لائیں بیک ہیں جس کے سجو د

درست صورت دشمن۔ رام کے کہنے کا نہیں۔

صفیف و شیرین ہرگلائما

لائیں بیقاوہ الابشد۔ زپھی شمشک محمدتے کلاشد کی زہیں

بوجو بیا ہے۔ لیکن اس مفہوم میں مقامِ مصطفیٰ کو مشکل پہنچا تو جو بہرہ ہی  
ہو گا!۔ اسلام ملے سر و دنیا و دین  
اتحاد آموز، وحدت آنسی میں

"وَحْدَةَ آنَّزَنِ" بھی الفاظ کے غلط استعمال کی وجہی ہی  
مثال ہے جسی میں باقی میں جا چکیں۔ حضورؐ نے وحدت کی تعلیم تو دی،  
وحدت کی تبلیغ تو کی، وحدت کے عدد تو اچھے فرمانے، لیکن وحدت  
کو یہاں نہیں کیا۔ اور اگر وحدت "اتحاد" ربط باہم اور یکسانی فکر و  
تصور کے معنی میں بولا گیا ہے تو وہی تجوید لارہے۔

ہے سر اسیر و آدا رہ ابھی  
الفسادی اور قوی زندگی

اقردادی و قوی زندگی کے اختلال دشاد کے لئے سر اسی  
اور آوارہ دلوں ہی الفاظ ناموروں ہیں۔

اسے کرتے ہے بے تباہ سرو میں

"بے نیازے" سروے" میں بڑی یا کمی کی شکلیت اس جگہ  
شایدنا امی کے باعث بہاری کھجور میں آسکی۔

شہر تج جاوید ہے تیری کنسیز  
میرے حرف شوق پر پرشے دیر

کی بات ہوئی؟۔ بہرہ کو کنیز اور دبیر کے متلبے  
منظوم ہو گئے۔

دل حصول غم پر آمادہ نہیں  
ارتباً سیف و سجادہ نہیں

انہارِ دعائے عاری الفاظ۔ پہلا مصروف خالص نظری پر ہے  
وہ جس کی صنیا سے منور ہے عالم

دھی نور ہے دو برد اللہ اللہ  
حضرت والا! یہ عالم حضورؐ کے فرستے نہیں، اللہ کے نوستے  
خود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باتے میں یقیندی کی درستی کے  
لئے ایک بار پورا قرآن مجتبی ترجیح خوتے ٹھرستے۔

تیری پہزادات پاک، جو فرمغ کائنات  
فلک و نظر کے بیج و ختم، را زیر شریعتِ حیات

اس سے قطع نظر کے پہلے مصروف پر بھی ما قبل کا اعتراض دارد  
ہوتا ہے دوسرا مصروف خالی الفاظ کا اور کوہ دھندا ہے جسے زخمی ہی  
ہوتا ہے اور ثابت اور صاحب معرفت کو علم ہی کے مفہوم میں

راہ سکن سبتاً آسان تھی

شرح بیضازیست کا سامان تھی

دوسرے مصروف کو ہزار بار پڑھے جائیے شاہنہ کا شرعاً

نہیں ملے گا۔

راہ بھٹا احریت تغیر ہے

خاکے مصطفیٰ اکیر ہے

ماں تاچا ہے کہ قانیت کے ہاتھوں تنگ آجائماں تھر صاحب کا

سمول ہی بن گیا ہے۔ بھلایا مصروف کسی شاعر کے کہنے کا تھا۔

مُحْسُن کبِر و ناز کا شہر کا رہے

عشق کی منزل مگر دشوار ہے

وَدَأْلُكُ الْكَمْرَ مصروف۔ بھلایا مصروف حسن کو سرا یا مجسم

یا زفرن تاقدم کبر و ناز تو کہہ سکتے ہیں، لیکن کبر و ناز کا شہر کا رہنا

ایسا ہی ہے جیسے یوں کہتے کہ "جہاں کبیر عامل کا شہر کا رہنا۔ شاہ

عبد القادر جيلاني" عبادت و تقویٰ کے شاہر کا رہنے "وغیرہ۔

سہول حق کی معرفت کا دعا

اوہ مشکل سے مقامِ مصطفیٰ

اس کے خلافہ کہ دوسرا مصروف نقطی اعتبار سے ناکمل ہے یہ کہنا

شاء از مبالغہ کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کی معرفت تو آسان یا لیکن مقام

مصطفیٰ کی معرفت مشکل ہے، حق یہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک

کھلی کتاب ہیں۔ "معرفت" کے اگر کچھ سراہنخی نہ لئے جائیں تو

بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ مقامِ مصطفیٰ کی معرفت میں کوئی دشواری

نہیں۔ قرآن موجود ہے۔ حدیث موجود ہے۔ لیکن مشکل تری ہے کہ وصیت

شاء، میں غلک پیا اڑان اور غلوکے بغیر مزید نہیں آتا۔ قرآن بلاستے

پکار پکار کر کہے جائے کہ محمد تو اور انسانوں جیسے نہیں بشریں

بشریں، لیکن ادمی کی عجوب پرستی اور جذباتی اتفاقی کسی طرح قناعت

نہیں کرنی اور مروکنائے کی آڑ لیکر اخیزی شہریت سے بلکہ کبھی بھی

ہے۔ پناہ بخدا۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ معرفت الہی ہی سب سے مشکل

مزدہ ہے۔ جو قیاس و مگان اور خیال و عجم تک کی گرفت میں مذاکے

جو بسیط ہی بسیط، میکاراں ہی بیکاراں ہو، جس کی عظمت و قدرت کا

احاطہ ہی نہ کیا جا سکتا ہو اس کی معرفت آسان ہی ہو سکتی ہے۔ ہاں

"علم" آسان ہے اور ثابت اور صاحب معرفت کو علم ہی کے مفہوم میں

## ماہنامہ اسلامی فہرست دینہ بند صدیوں احتیاز سمجھا۔

تی پہچھہ مر پڑھا۔ شیخ اسلامی دینہ بند (تمہارے مفت) پر دینی ماہنامہ اسی سال جاری ہوا ہے اور اس کا پانچاں شمارہ ہٹکے سائنس ہے۔ لکھائی چھپائی سختی۔ ترتیب سلیقہ مفت اس مفت میں مفہود و قیع۔ فاضل مدیر نے زیادہ تر مستقل اور مفصل مفتیں کا الترام کیا ہے۔ مثلًا "ختہ مغل" مستقل عنوان ہے۔ اس کے تحت بعض منتخب خبروں پر تصریح چل جائے ہیں جو ظفر و مراج کی چاشنی لئے ہوتے ہیں۔ انشا جائے کہ تخلی کے علمکی نے "میڈیس میڈیکس" کا عنوان جاگزینی دلی پر چوں ہیں ایک ایسی بذعت جاری کروئی جو کسی مندرجی بماری سے کامن نہیں۔

"ختہ مغل" کے تلکار جذاب ابھی اس بسادی کے نئے شکار پر اس سے زیادہ رکھر کھانا تو مشکل ہی ہوتا ہم قیع کرنی چاہئے کہ مشق و تمدن جلد ہی ان کے قلم کی لاک بلک درست کر دے گی۔

"لطائف علیہ" بھی غالباً مستقل ہی ہے۔ اس کے تحت ملام ابین جوزی کے بعض دھچپ رشمات قلم ترجیح کئے گئے ہیں۔ "کیون زم کے پرشے میں" کے تحت اُس کتاب کے اقتباسات دئے جائیں جو آزادی کی طرف کے نام سے چھپ چکے ہے اور جو ایک رو سی افسر کی خود نوشتہ میاں ہے۔ یہ بہت عترتیک اور مفہور جزء، "اکابر امین محمد علی" بھی عنانِ مسلم ہے۔ اس بارے مسلم کے مرتب حضرت مولانا اشتقاق احمد صاحب ممتاز دار العلوم ہیں جو عربی و فارسی کے بہت اچھے مالمیں اور طبع و رسم رکھتے ہیں۔ آپ کا ترتیب دیا ہوا یہ مضمون مسلم بہت کام کی چیز ہے۔ ابتدائی تین صفحوں میں خلفاء راشدین و رضی اللہ عنہم کے احوال بیان ہوتے پیش لظر قسطیں باقی جو "عشہ مشتری" کے اور دہن اور صحابوں کے تھصر حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کیا شکر ہے بلا سطوح کی جیزیں دینے دیا جانے کے لئے بہترین فنا۔ الکار و جرد بھی ہیں۔

"شوادر الشبوت" جو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے مولانا اشتقاق احمد صاحب کے قلم سے ترجمہ ہے کہ قسط و ارجل جل رہی ہے، اس میں مولانا جامی نے نت نئی رہا۔ تینیں جمع کی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ

کوئی منہج پہنچائے جاسکتے ہیں۔

بلغ و چین تکریتے ہوں و مکان سنوارے

اگر بایع دین کی جگہ رشت دین، یا "ارض و سما" یا "کوہ دین" وغیرہ کچھ کہہ دیتے تو حشو کا تباہ س دور ہو جاتا۔

سلام تجھ پر کہ ظلم خی جو صدق اطیف  
اسے نوید محبت سے سفراز کیا

اس حقیقت کو کہ رسول اللہ کی تعلیمات نے ظلم عورت کو ظلم کے سنجھ سے نکال کر اونچا ٹھاکا ان لفظوں میں بیان کرنا گئے تو نوید محبت سے سفراز کیا "صاف بتا لے کہ کشاور قدرت اپنے اہلیں ماجز ہے۔

محاشرے کو منزہ و پاکباز کیا

"منزہ" کے اصطہوف پاک درست تھا۔ وہ اپنے استمل بھی ناموزوں طور پر ہوا ہے۔ یہی شخص آجے ایک اصطہوف ہے۔ بہت ارفع داعلی میں مدارج عشق و عیسیٰ کے

خطف کا واد عربی میں تو مفترج استعمال کیا جاتا ہے، لیکن اُردو میں یہ سارکن ہی پڑا جاتا ہے جسے ابھی خود نہ صاحب ہے۔ "بلغ و چن" کہا تھا۔ اور قرع و اعلیٰ" میں ولاد پر زبر ہی پڑھتا ہے کہ در نہ بھر ٹوٹ جات گی اور منزہ و پاکباز کا واد بھی مفترج ہی پڑھتا ہو گا۔

حقیقت ہے طور خاص دربار رسانہ تھے

بنال عسرا نور شعر و مکتب لیکے آیا ہوں

"جان حس" کیا بات ہوئی؟۔۔۔ اگر واد طاہر میں رہ گیا ہے تب بھی یہاں "جمال حس" کا کیا موقع تھا۔ اگر جناب تمہارا صاحب دربار رسانہ تھے یہی درس شعر و مکتب لیکے آئے ہیں جس کی نمود "سفر حجاز" کے صفات میں ہوئی ہے تو اس کے سوا ایک کہیں کہ جو عوامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضاحت و بلاغت اور حسن زبان دیاں پڑھتے ہیں کہہ گیا ہے۔

ان طبوた میں چن ایچے شعر بھی مل سکتے ہیں لیکن خال خال جن اشعار میں زبان و ادب کا کوئی لفظ نہیں ان میں کے بھی اکثر بیرون سپاٹ اور آرد ہی آور دہیں۔ طاہر میں بھی کافی غلطیاں رہ گئی ہیں۔

چل جائیں۔ ہمارا ناجائز شیرہ ہے کہ فائدہ تحریم صرف ان روایات کا تحریم فرمائیں جو روایت نہ رایت کی معتبریت میں پوری اُترنے والی ہوں اور باقی روایات کاظمانہ از فردا ویں۔ درستی کتاب پاکخانی گھٹیا اور غیرہ سنہ کتابوں کی لائیں میں آجائے گی جو اسی طرح کے موضوعات پر سارے کیٹھیں عام ہیں۔

مستقل صلبوں میں سب سے احمد مسلم بخاری کے ترجیح د تقریر کا ہے۔ اس میں ترجیح تو محلنا وحید الزمان و محدث الشافعیہ کا تقلیل کیا جا رہا ہے اور تقریر شیخ الہندا مولانا الحسود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر و تحریم کی زبان الگھر کا سان کردی جائے تو افادیت کا دائرہ وسیع چو جائے گا۔ فی الوقت اس کی زبان بہت بخاری ہے جیز مشیر پیغمطالب شامل کئے جا رہے ہیں جن سے عربی کے طلباء بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں عام لوگ نہیں۔

غیر مستقل مصاہین میں "بندہ بے باک" اور اس طبقی کی نظر "دور خلافت" اچھی جیزیں ہیں، لیکن جو اس سے احتیاط فریض کیا گیا اسکا حوالہ ضرور دینا چاہتے ہوں۔

"ایام الغرب" کے تحت یوم الخڑہ پر مولانا استیاق احمد صاحب نے جو کچھ لکھا چودہ تفعیل طلب ہے۔ دو جگہ واقعی کا عالم دس کر مولانا نے اس کی تفہیت اور بھی تحریم کردی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جناب واقعی علیہ تحقیق حرس کو دوہریک نام ہے!

انھیوں میں دو جگہ جگہ "کوئی کوئی لکھا ہے۔ جہاں تک ہیں علم ہے جنگ" کو اور دوادیں مرتبت لکھتے ہیں۔ پڑے کام کی جیزا اسلامی دنیا تین مولانا مشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے دو پر مقرر فرمودا تھا جیزیں ارشاد اپنے مکہم الامت کے تحت جنت جس سے زمین میں نہیں ہے۔ رہی دریافت، توجہ دریافت علمائے فن میں عجول پختہ بہ وہ بھی اس کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں تفصیلی تفصیل کا موقع نہیں۔ فاصلہ مترجم خود عمر فراہیں کہ یہ اور اس نوع کی بعض اور روایات کا عقلي عرضی مقام کیا ہے۔ یہ فاراری کے مزاج پر کس قسم کا اثر ڈالتی ہیں اور ان کو نظر کرنے میں پھرست زیادہ ہے یا نفع۔ حق اس بات سے مروع نہیں تھا چاہیے کہ "شواع النبوت" جامی جیسے بزرگ کی تائیف ہے۔ جذباتی ہمازوہ جما ہے کہ اس میں پڑے پڑے "فیں تن" بہہ جاتے ہیں۔

شواہ النبوت "یقیناً ایک دلچسپ کتاب ہے اور عوامی حلقوں میں مقبول بھی ہیگی، لیکن اس کا وہ اعتماد تحریم اور صرف یہ ہے کہ اس پرستی اور عجور پسندی کے مکتوں گھبیسے ہوتے دن بروائے اور بھی بگوئے

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ جوستے تو یہ یک نہ

کی گئی کہ اس مخلوق کی بناء علی احمد بن عبد العزیز ایا چلے

ہیں وہ بہت مبارک پستان ہے جو اس کو نہ دہدہ بلکہ سکی

اس سے جملہ خلاقی میں تراویح برداہی گیا۔"

اس پرمن مصلحت مترجم نے اگرچہ حاشیہ درج کی تفصیل کی سی جزوی ہے، لیکن جو روایت نہیں دیا ہے تھوڑے بھروسہ ہے۔ یہ اس کی تسلیم بھی کیا فائدہ مردی کی روایت میں صرف دو ایسی روایتیں کے سوابا باتی را دیلوں کے نام نہیں دیتے ہیں۔ اس نے اس پہلوتے جو مشکل ہے، لیکن اس پہلو کا حال اسی بات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ روایت صحاح کی سی جھی کتاب میں نہیں ہے۔ رہی دریافت، توجہ دریافت علمائے فن میں عجول پختہ بہ وہ بھی اس کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں تفصیلی تفصیل کا موقع نہیں۔ فاصلہ مترجم خود عمر فراہیں کہ یہ اور اس نوع کی بعض اور روایات کا عقلي عرضی مقام کیا ہے۔ یہ فاراری کے مزاج پر کس قسم کا اثر ڈالتی ہیں اور ان کو نظر کرنے میں پھرست زیادہ ہے یا نفع۔ حق اس بات سے مروع نہیں تھا چاہیے کہ "شواع النبوت" جامی جیسے بزرگ کی تائیف ہے۔ جذباتی ہمازوہ جما ہے کہ اس میں پڑے پڑے "فیں تن" بہہ جاتے ہیں۔

ایسی کہانی موصوف نے جس بے تکلفی اور صاف گوئی سے پھرہ قلم کی  
ہے اس کا اندازہ ذیل کی عبارت سے کیجئے:-

”پھر اسی زمانے میں تسبیح کے ایک شور شاعر خانہ بہرہ  
لئی حدر صاحب کی زیارت کا موقع میرا یا جو صاری  
دیاں ہی تھے۔ اخیز اپنے اشعار کا نام شروع کرئے  
یہ دشوار بالعلوم مبنی اور فارسی الفاظ کی تراکیم  
اور بے سرو بیانات سے مطری پڑتے تھے۔ غریبین جو  
اس وقت کہناں میں زیادہ تر تیر۔ آسیر۔ داعی اور  
ذوق کے خیالات و افکار کی ترجیح اور زلف۔ اور  
غزال دشی و کائنات کو نہ تھا، حالانکہ اس وقت دل کو  
صحیح طور پر شدم گیوس کا پتھر اور نہ دل از غزال کا۔ ان کا لکھا۔  
آہستہ بڑی کے ساتھ صاف ان فظوں کے صحیح معنی پھر لگتے جو۔“

نیز صاحب کی شاعری سمجھدی اور شو خی کا ایک خوبصورت سگم  
ہے جس میں ان کی بچہ کلامی کے فردہ خالی کمیں بنتے ہوئے تھے اس کے  
ہیں۔ نہ مانس ان کی طبیعت کا خاص روحان ہے اور اس کی جملکیاں  
ان کے یہاں قدم قدم پر ملتی ہیں۔ محسوس اور نگمی، تکھار اور ریجاہ اُن اور  
معنویت بخشی کوچھ ہے ان کے کلام میں۔ چند تحسین اشعار طاہظ ہوں:-

کچھوں کا سینے چمک اٹھا شاعر ہے  
اوہ اس فانوس کو روشن ہوتی بزم بہار  
بے نام لغزشوں کا سہارا نے ہوتے  
پیر جرم کی لغزش پادھکت ہوں میں  
شہم کو ترس رہے ہیں غصے  
کامٹوں پر برس رہی ہے بہرات  
جنوں کو سطوت سلطان خراج یتھی ہے  
جنوں کے پاس گریاں کاتا بھو توہیں  
میں ناواقف ہیں میں صیاد انجام ملکیں  
چون ہی لٹ گیا صیاد کے انجام سے پہلے  
جلگ پر پاک رہے ہیں سنشعلے  
طاوس کو رقص کی پڑی ہے  
”شعر دکلن“ کا بڑا حصہ فظوں پر مشتمل ہے۔ آخری تفریت  
۲۵ صفحات فرزوں کے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ ان کی پختہ کلامی اور

ماہنسہ سلامی دنیا“ بڑا چھا پر چھے اور اگر ”شادا پر النبرت“ کے  
ترجمے میں مزید خود فکر کر لیا جاتے تو اس کی وجہ کچھ اور بلند ہو جائیں  
**اخبار جو ہر کار** ادارہ تحریر۔ وصی اقبال۔ سرت حسین  
ڈھائی روپیے۔ فی پرچہ دوائے۔ پتھر۔ اخبار جو ہرہ امپرو۔ پوپی۔  
یہ ایک پندرہ روزہ ادبی اخبار ہے جو اسی سال شکل ہے اور اس کا  
ساقوان شمارہ ہمایے مانتے ہے۔ مختصر خاصیں افادیت کے حوال۔  
منظومات پسندیدہ مطالعے کے عنوان سے مختلف کتب و رسائل  
پر تبصرہ و ناتا ثرات خاص طور پر لمحہ پر چیز ہے۔ ایں ادارہ  
کے رحمات نجومی طور پر محنت ملے ہیں اور یہ پرچہ یقیناً اس  
قابل ہے کہ ایں ذوق اس کی خریداری فراہم کرنے والے ہیں باختہ  
ٹائیکن جو سستے پرچوں کو ہموڑا دوچار ہونا پڑتا ہے۔

**شعر و حکمة** جانب تیرہ اسطھی کا جھوٹ کلام۔ صفحات ۱۴۰  
کاغذ چھا سفید۔ لکھائی چھائی متوسط۔  
جلد پندرہ ڈائی۔ قیامت۔ ہم رہیے۔ طالع۔ فی رز  
سن لیٹیٹ لہ ہورہ۔ ناشہ۔ رضی الرحمن۔ ادارہ مطبوعات مجلس  
و علی سینا۔ بر و سی گیٹ لاہور۔

جانب نیزہ اسطھی ایک جانے پہچانے کہنے مشت شاعریں۔  
ان کا پیش نظر جو جو کلام شعرو ادب کے خزانے میں ایک ونیج اور  
قابل قدر اضافہ ہے۔ کتاب کے آغاز میں ان کی تصویر ہے۔ اسکے  
بعد ”حکایت جوں“ کے عنوان سے خود انھی کا تمثیل فرمودہ ہے۔  
صفحات کا مفصل مقدار۔ جوان کی حیات شعری کا دلچسپی تقدیر  
ہونے کے ساتھ ناتھ ان کی پوری زندگی کا ایک سچی نگار خاک  
پیش کر رہے۔ میر الگرچہ غیر معمولی طور پر طویل ہو گیا ہے، لیکن ایجھی  
نشر کا جو سلیقہ موصوف کو ہے اس سے الجی اور جاذبیت کو تھم  
نہیں ہونے دیا ہے۔ اس مقدمہ سے معلوم ہوا کہ موصوف کی باتی  
شاعری بھی بند رانے خامبوں سے بڑی حد تک پاک رہی ہے۔  
کتاب کو انھوں نے ہو ضمیع شعر کے اعتبار سے متعارف عنوانات  
یعنی قسم کیا ہے۔ محاب جرم۔ یاد رنگاں۔ اشارات۔ حکایت  
لذیذ۔ شہر غزل۔ ان عنوانات کے تختہ درج کی ہوئی ممنظومات  
کی شان نیول اور صورتی تعارف بھی مقدور میں دیا گیا ہے۔

چامز نہ عشق پلا کے جعلی گئی۔ گویا دل الگ الحسیز مجنون ہیں ایک پیلے دل اور جو ہی ایک بعد میں۔ حالانکہ "بہار عشق" اور "زیر عشق" ایک ہی مفہوم کے دو منظاہر ہیں۔ زیر کسی حسینے کے دیدار کو ان لفظوں سے تعریف کرنا بھی مذاق ہی سا ہے کہ "بہار عشق دھکا کر جعلی گئی"۔

وہ نالہ گول بہاس وہ گردیں چسے رائغ طور

سرخ آندھوں میں سع جسے دکر چلی گئی

بہاری جو لوگت کو معاون کیا جائے ایک فرنگی حسینہ کی گدن کے نئے "چراغ طور" کی تشریف پڑھ کر تکمیر کردا سی گئیں۔ لیکن احرج خالاگی اس کی سخربیت پر بھی خود کریا جاتا۔ جو لوگت سے قطع نظری تشبیہ باعتبار صیقت بھی غلط ہے۔

کسی حسینہ کی گردی کسی بھی حسین دلکش ہو، مگر "چراغ طور" کے شایبیں ہو سکتی۔ گردن تو الگ رہی رخادر دل کی چک دک کو بھی چراغ طور سے تشبیہ دینا عملناہی ہو گا۔ حسین سے حسین عدالت کے جنم میں صرف آنکھیں بھی ایسی حسینے کی ہیں جن کی چک دل رعنائی کو چراغ طور سے تشبیہ دی جاسکے۔

بھی واظم گر کش ایام ڈک گیا

"ظلم رکنا" بھرتی ہے۔ کہنا یقینو دھکا" گردش لایا کر کیتی  
"ظلم" خواہ جواہ بیج میں آئی۔

ایک عالم اصول کتابت حدیث کو

وہ صورت کی راہ دھکا کر جلی گئی

پہلا صرف دھنگ کا زین رکا کتاب" تھیے تقرآن کے معنی میں حضور آتا ہے: یہیں جب "قرآن و حدیث" کہا ہوتا" کتاب و حدیث" نہیں کہا جاتا۔ پھر اصول" کا لفظ عرض زاید ہے۔

دادی زنگ و پر کے نظاروں میں ٹھوگیا (۲۰۰)

اگر دادی کی تی کو مشد و ظلم کرنا جائز بھی ہوتا ہے تو قدرت بیان کی کوئی اچھی مثال نہیں۔

بان میں بخوبی ناہیں کا جلوہ دیکھا

رات کی گوئیں خوشید کا جلوہ دیکھا

اگر دنوں میں صریحے الگ الگ ہیں تب تو یہیکے میں لیکن اگر دوسرا صریحے میں صریحے کے لئے بطور تشبیہ و کتابیہ استعمال ہوا ہے تو فقط ہے: تماج گھر میں رقص کرتی ہیں حسیناں نہیں شعلہ لرزان اور

حسین بیان خروں میں بھی نایاں ہے، لیکن یہ کہے بغیر جاوہ ہیں کہ جس حسیر کا نام "غزل" ہے وہ ان میں بہت کم ہے اور "ظہیت" کا نگ۔ کم و بیش ہر غزل پر جاوہ ہی ہے۔ ججوئی طور پر اس محبوب کلام کو محظیاً تابر پاک ہوتا ہے۔ بحمد اللہ اس میں بھی ہیں۔

صفحہ ۲۲ پر۔ "بہار نگ" میں میں اور طبیبوں کا تعلق ہے ان کا ذکر بہار خارج از بحث ہے۔

"خارج از بحث" کی جگہ "خارج از مجموع" ہوتا چاہیے تھا۔ مقدوم اپنے مطالب کے تھا اسے اس نہیں ہے کہ اس پر "بحث" کا عنوان چسپاں ہو سکے۔

لے جا ہو ریخِ اسلام کی نویر ہے تو

یونستان حسین خواب کی تعبیر ہے تو (۲۰۱)  
یہاں "یونستان" سہاری بھی میں نہیں آیا۔  
یون رواں درست میں اوٹوٹ کی ہے۔ وہ کا جم (۲۰۲)

ہماروں کے بھوام کارروں ہوتا کچھ عجیب سی بات ہے۔  
اگر اس کی تربت خلد زای یور پر جائے

شمیم پر خانوشاں شیم خود ہو جائے  
مشیم وہ ایس خانہ پری معلم ہوتی ہے۔

طبیب عصر ہوں اور شاعر بیگانے عصر

ہمیں حضرت مدرس کی یادگار ہو نہیں

اس سے قطع لغفرنگ تیر صاحب کے کلام میں ہم تو من کا رجا  
ہو اغزال، نرم دنارک سوز اور سادگی دیپ کاری کی آنچ میں پاہووا  
گداز حسین نہ کیسے۔ پہنچ صرف میں جو اڑ عاہے دہ بالکل ہی بیڑا  
ہے۔ تعلیمیں جب تک کوئی سزا کیتی خیال پا طافت سخنی یا صفت  
لغتی نہ ہو اسے نکل ہی سے اوچا مقام دیا جا سکتا ہے۔

کسی فرنگی حسینہ کی یاد میں کی ہوئی ظلم ایک یاد کے بیشتر  
اشعار پسپتھے اور محض قافیہ بندی میں مبتلا ہے۔

ہمیں بہار عشق دھکا کر جلی گئی

پھر جا از بہار عشق پلا کر جلی گئی

اُن تو لفظوں کا درود بسط ہی بے کیف ہے اور معانی بھی طھی  
دوسرے یہ انداز کلام مضمک خیز ہی ہے کہ پہلے تو بہار عشق دھکائی پھر

چھلھر بیان تو کہلانی جا سکتی ہیں، لیکن خورشید کا پور شکر اور زین جلوہ ان جیں کہاں۔

ابڑہ داراؤں سکندر کے بھلادہ تھے  
کفر جام جم و گھنسر و دعا و سان آیا  
یخسر و دعا و سان تو اپنے اوسمائی غالب کے اعتبار سے  
داراؤں سکندر ہی کی لائیں کے لوگ ہیں۔ ان کی جگہ خیام جیسے لوگوں  
کا ذکر آتا تو موزوں رہتا۔

ایشی ایاس تن لاں رنگ پر  
فانوس زیر بند قباد بیکت ہیں جیں  
موقع "زیر قبا" کا تھا۔ بند کے اختلافتے ٹبری روکیک  
اش ابریت پیدا کروئی ہے۔ ظاہر ہے فانوس پرستے ہی "تن لاں رنگ"  
کو کہا گیا ہے جو "زیر قبا" کہا نکہ "زیر بند قبا"!

جل عظمت آدم، جمال بزم جہاں  
یہ صور شیخ و علی سینا کی حیثیت میں ایسا ہی ہے جیسے۔  
جو تین ٹانگ دی ہو کرن آنکہ کی

تیر صاحب کو حکم ہونے کی وجہ سے شیخ و علی سینا کے بنی ہبی عقیدت  
ہر چنانہیں، لیکن توصیف اور صفاتیں کچھ تو قوانین ہرنا چاہتے۔  
تم جھتے ہیں یہ صور صرف خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان میں  
صحیح ہو سکتا ہے اور کوئی فرد بشر نہیں جو عظمت آدم کے جلال کو دینے  
جہاں کے حال کا این کہا جاسکے۔

دعا عظمت کوں و مکان پر آیا ہوں  
دراماں زین و زیان پر آیا ہوں  
سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کئے ہی فتح المرتبہ ہوں  
لیکن یہ شعران کی شان میں "زیر قبیدہ" کوئی تسلیم زیادہ نہیں یہ سول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ہے جس عظمت کوں و مکان کامدا رہے  
اور جسے زین و زیان کا امام کہا جاسکے دیے ٹھوں حقیقت پسندی  
سے کام لیا جاتے تو کوئی و مکان کی ساری عظمتیں اور زین و زیان کا  
حقیقی امانت خدا تے واحد القہار ہی کی ذات میں ہٹتا ہے مر باطھے  
"شاہزادوی مار گریت کے حصہ میں" کہا شعر۔

پھر تاروں مر فر فشاں کو دیکھا  
یوسف دل نے زنجھنے جوال کر دیکھا

تالی اصلاح ہے ستر مکہم کو اپ "زیختاے جوال" سے  
تشہی دستے رہیں تو ہمیں کچھ اعزاز نہیں لیکن سر ایڈر و روکی نگاہ  
عش سکتے" یوسف دل "کائنات لائیں نظر ہے حضرت یوسف  
علیہ السلام ظاہرہ انتیاز عاشقانہ افتادگی نہیں صلاحت کردار اور  
عصمت و عفت تھا۔ ان کی اور زینجاں کی نگاہ ہوں کا تصادم کی ایسا نہ  
تھا کہ دستے ایڈر و روکی مکہم کی نگاہ ہوں۔ کا تصادم کی نگش و لمع جیلیا  
جاتے۔

دل ہو احسن کی سوت پ فداریں کی طرح  
"دین کی طرح" یہاں گھٹرا ہوا ہے۔

چہاں سے دسم ورو دوستی الہی تیر  
یہاں جو ہے وہ سلام سے دیکھنے کا ہو۔

"سلام" ہماری تھی سے بالآخر "سلام" اپنے مقام سے  
کتنا ہی گرچکا ہو، لیکن دستداری اور چہرہ مرتوت سے اس درجہ  
عاری تو نہیں ہوا کہ "سلام" میں اور "سم ورو دوستی" میں تصادم  
مان لیا جائے۔

پھر جو دوستی کی گھٹری ہے  
عمر ختم آرزو ہڑی ہے  
یہ کیا شعر ہوا؟

بغاہر ہم نے خامیوں کو محاسن سے زیادہ جگیر دیدی ہے لیکن  
یہ طلب نہیں کر سکتے میں خامیاں محاسن کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔  
تمام اچھے اشعار نقل کئے جائیں تیز تعدد صفتات بھر جائیں گے۔  
زیادہ یہوں نہیں کل کئے کہ انہوں کے ہر شعر کا حسن پر ری ہی نظر کے آئیے  
ہیں نظر آئیے۔ کہیں کہیں سے نقل کرنا بیکار ہی موت۔ حاصل بھرہ  
ہے ہے کہ "شروع حکم" کا تفعیل پیش قدمت ہونا یہی رہیے، اور تیر صاحب  
بالیقین اچھے شاعر ہیں۔

**پندرہ روزہ بکم ادری** [جیف ایڈریٹ، جناب عبد الحفیظ صدقی]  
چوتھے پندرہ روزہ بکم ادری جو اتنے ایڈری، جناب داکٹر عکیم  
منظر سماںی گرچہ پوری۔ سال بھر کا عمومی چندہ، بین روپے۔  
فی پرچم "اٹھے پیٹھے۔ پتھھے۔ دفتر ایثار" بکاری ہا تو لی بازار  
سعادت گھج۔ لکھنوا۔  
یہ پندرہ روزہ اخبار دو سال سے نکل رہا ہے۔ جس حد تک

اور رسول اللہ علیہ وسلم کے تجیب و فریب جامع المذاخ اور فادیت کے بہترنے کلات مقدوسہ کا علم بھی مالی ہوگا۔ قرآن تابیخے اُس اتنی لقب سیداً ائمہ والرس تجویب رسالت علیہ وسلم کے کیسے کیسے مفصل مضامین و مطالب کو دود و چارچا لفظوں کے فتح و شیخ فقوف میں ادا فرمادیا کرتے تھے معلومات اللہ علیہ۔ یہ کتاب عربی زبان و ادب کے پہلو سے طلباء کے لئے تو مفید ہے جیسا میکن اس لحاظ سے کہ اس کا کاروبار و عالم کے انوں اقوال رہی ایک سلسلہ سے گوندھ ہوئے اور کی شکل میں ملتے ہیں علماء اور مترجمین نکلے لئے سرچہ رفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو حرج اور خیر و سارہ ان کی کامیاب کوشش کرواریں میں مقبول بنائے۔

کاش کتنا بہت وطایافت پر زیادہ توجیہ کی گئی ہوتی رکنا ہے

گھٹیا جیسیں مگر طبایعت کی گزارنے ہٹھیا جادیا ہے۔ خصوصیات ایک

حاسیتی تو عینک توڑ پر کے رہ گیا ہے۔ یہ بتا ہم بھول یہ کچھی

کبوشاں پر مفید تشریحات ہٹھی ہی گئی ہیں جن کا عنوان ہر مزاد را

طائع و ناشرہ۔ اصحاب المکتبۃ الدینیۃ، دارالاشعاع

اسلامیہ، کو لوٹو لہ اسٹریٹ، لکھنؤ علیہ کتابیں

حقیقت کی تلاش۔ اسلام ایک عظیم جدوجہد معرفت

(۲۳) عاصی

ہندوستان کی منزل موشلم یا اسلام قلم جناب

و جید الدین خانصاحب کی ہیں جن کے قلم کا نکھار قوت بیان سلیمان

نقادہ اسلامی فکر علمی طقوں میں تعارف کا محتاج ہیں ہے۔ وہ بہت

لختے ہیں اور اچھا لکھتے ہیں۔ یہ نویسائی مشکل ہی سے بچتا ہوتی ہے۔

پیش نظر کتابیں فحامت میں زیادہ نہ ہیں لیکن اپنے مطالعہ معالیٰ

کے لحاظ سے بہت بیش قیمت ہیں۔ بات میں زور انشاء میں

لکھا ہیں، جلوں میں روای اور استدلال میں قوت یہ سب حیرتی

ان میں قدر پر مشترک کا درج رکھتی ہیں۔ لکھائی پچائی متوسط۔ پہلی

دو کے ناسعدیں، لکھائی جماعت اسلامی ہند، رامپور۔

تیسرا کے ناشریں:- اسلامک پاٹنگ اوس۔ اردو بازار،

جامع مسجد دہلی، صفات، اور قیمتیں علی الترتیب ہیں۔ (۱) صفات

۹۹ قیمت آٹھ آنے (۲) صفات ۲۲۔ قیمت ۲۳ نئے پیسے (۳)۔

ہم مطالعہ کریا ہے اس کا ہر پر چہ کچی اور افادیت کا حال ہوتا ہے اچھی نظریات، مفید مضامین، سبک مقامے اور جاتا راراد اسیتے نوع جمیع عنوانات میں تھوڑی بھی فناہا پیدا ہو گیا ہے۔ مطریہ مزاج کے لئے "کعبہ سے بہت خانہ نک" کا عنوان جاری ہے جس کے تحت اشارہ کے دلچسپ نہونے پیش کئے جا رہے ہیں۔ میں تو سارے ملک کی صاحبیت فرمائی اکابر میں جب انہوں نے "مسجد مغلیہ نک" کا عنوان گھٹا تو "کعبہ سے تھانے نک" بھی سامنے آیا تھا۔ لیکن اس نے مرحوم تواریخ یا گلی کہ اس کے دونوں اجزاء عبادت ہی تک محدود ہی کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ "محلنے" میں بڑی گنجائش ہیں تاہم یہ کوئی بات نہیں۔ مُغلوں اچھا ہو تو عنوان سبب جمل جاتے ہیں۔ "کعبہ سے تھانے نک" نے قلم کار جناب ملا امرود بخت شاہی ذہنی حلم ہوتے ہیں۔ مزاج کے معابر کو قدمے بلند کرنے پر ہر سارے انہوں نے منش جاری رکھی تو ملکی کوچھیچے چھوٹے چھوٹے ہائیں گے۔ کاش نام کچھ اور سوتا۔ اس آسمانی سلطی ساختھے۔

زیادہ تو سچی اس بات کی ہے کہ ادارہ "برادری" کا رجحان میلان دینداری و ایک شریکی کی طرف ہے۔ اخلاق پسند صحافات کی صرف میں اسے ایک اچھا انسان کہنا چاہتے۔ اہل وفق حضرات اس کی بہت افرادی قسمیں۔

**مزاد الطالبین** [مرتبہ:- مولانا محمد عاشق الہبی البری] [مقوایات ۵۶ رقمت ایک روپیہ۔

یہ کتاب اہتمامی درجوں کے طلباء کے بخوبی کے لئے مرتب کی گئی ہے۔ کوئی شکنہ نہیں کہ جاری نہ صہابہ نظریہ میں جسیکے کی کتابیں اہتمامی بلکہ وسطی درجوں نک میں داخل ہیں ان سے پیش نظر کتاب ہنزی اضافہ سے غاصی مختلف ہے اور ایک اشتلاف ترزا نہیں بہت اچھا ہے۔ تسدیق وحدت ہی تو طلباء کے عرف کی منزل مقصودیں۔ اگر شروع ہی سے ان کے ساتھ ایک ذہنی بیان اور متسابق قائم رکھنے کی کوشش کیجاۓ تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ تھہر کہانیوں کی کتابیں درج رکھائی جائیں۔ زاد الطالبین کو مرتب نے احادیث مقدوسہ کی عمدہ ترتیب کے ذریعہ مکمل فرمایا ہے۔ خوبی عنوانات دیئے گئے ہیں جن کے تحت بعض کی ہوئی درجوں سے طالب علم کو دہرانا مدد ہوگا۔ مطالب خوبی بھی محل ہو سکتے

یہ اور دن عربی لغت وقت کی ایک اہم غروریت کو تو نوش  
اسلوپی کے ساتھ پورا کرتے ہوئے سامنے آئی ہے۔ داد کے  
قابل ہے مرتب کی تفعیل کاوی، بحث اور تلاش و تحقیق۔ وفا قسم  
یہ سہی کہ لغت مرتب کیسے کام کیٹیں اور اداواروں کا کام  
ہے۔ کسی فرد اور ادارہ کا اس کو انجام دینا بڑا کھن مرحلا ہے۔  
اور جہاں تک ہماری تاپیر رائے کا نقش ہے فاعل مرتب  
اس کھن مرحلے کو تحری لفاظ است اور سلسلے سے طے کر گئے ہیں۔  
خواہم اللہ تشریف الجزا۔

عربی سیکھنے کے خواہمند اردو والوں کے لئے یہ بہت  
سندھ معلوم ہوتی ہے کہ مرتب نے صرف ترجیح ہی پر انتقاد  
نہیں کیا بلکہ علی استقالہ بھی بکری مدد و اسنخ کر دیا ہے۔ نیز اردو  
کے اصطلاحی فقر وں کے لئے عربی کے اصطلاحی فقرے تلاش  
کرنے میں کافی کا وسیع کی ہے۔ اور بھی شعده خوبیاں میں جیسیں  
لحوظاً رکھا گیا ہے۔ شعر میں هم دری تو ضمادات دیدی ہی کہیں ہیں  
ہیں اعتماد ہے کہ در قابو رکا پوری نہیں دیکھ سکے۔ اور  
کس کا دل گردہ ہے کہ ایک فحیم لغت کو پوری دیکھ سکے۔ پھر بھی  
شعده مقامات پر غاری نظر ڈالی ہے اور مرتب کو مبارک باد  
پہنچنے کے اس لفڑ کو حسن ہی حسن لفڑ آیا کوئی طاری و صبرہ ہاں بستک  
نہیں کھٹکا، ہو سکتا ہے کہیں کوئی خانی رہ گئی ہو اور کوئی دوڑا  
تعہرہ نہ گرا سے سامنے نہ آئے۔  
ہم بہر عال اس لذت کو ایک کامیاب اور مفید لفڑ کو نوش  
کا نام دیتے ہیں۔ (عام عثمانی)

**ہندوستان میں فرقہ دار اذ فسادات کا اصل** [یہاں تک]  
(رامپور) کے داخل مدرسہ مولانا عامل عاصمہ کا ایک گرانقدر  
مفتون سہب ہے اسی ساخت پر کتابی محل میں شاخ کر دیا گیا ہے۔  
وچھا لکھنے والوں کی ہندوستان میں کمی ہنسیں یکی لوگ بہت  
کم ہیں جن کے سچے تحریر میں ان کے دل و جگہ کا ہمود مکھا ہو۔ مولانا  
مادر علی صاحب کا باطنی دورہ ملت، حب و دین، خوفنگی ایسی  
مردانہ، تسبیح و تذکرہ اور سوزنگی انسے سورہ ہے اور کسی وہ  
ادھان عالیہ ہیں جو ان کی تقریباً ہر تحریر میں گل کاریاں کرتے  
نظر آتے ہیں۔ وشد تعالیٰ ان کو عالم طویل عطا فرمائے اور وہی د  
ملت کے لئے مفید سے مفید تر ہے۔

یہ کتاب ہیسا کہ نام سے ظاہر ہے ایک انساں موصوہ سے  
بحث کرتی ہے اسی میں نہایت بڑا اثر اور تہبیرت کے ساتھ  
ہندوستان کے نام نہاد ضمادات کی توزیع و رحیقت و حیثیت  
کا تجزیہ کر کے مفید ترین مشورے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ سب  
مشورے سنتی سیاست اور طلب پرستاد معیشت اور علی  
ضمادات کے موجودہ دور میں علم مقبروں ہونے تو مشکل ہی ہیں  
کہ ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس فالص اسلامی نہیں اور  
خدا پرست دل و دماغ کی ضرورت ہے وہ فسانہ اسٹنی بن چکا  
یکن یعنی اجراء ادائیکے بہر حال ایسے ہیں کہ برے بھلے اپر عمل  
کر لیا جاسے۔ رہنمائی کرے وہ تو را مستقیم کی نشاندہی ہی ہی  
کر سکتا ہے۔ چنان خود قائلہ کا کام ہے۔ قافل اتنا بھٹک جکا کہ  
ہر بد سے بدتر را پر پٹھنے کو تیار ہے۔ میکن اس دادرہ سے اسکی  
جان بھٹکتی ہے جس سے سوا کوئی اور رہا اس کی منزل اعلیٰ تک  
نہیں پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ رحم نہ شد مائے۔

ناشر ہیں۔ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند۔ رامپور۔  
تیجت ۴۰ نئے پیسے۔ کتابت طباعت قیمت۔

**القاموس الجدید** [مرتبہ۔ جناب دید جمیع الزماں قاسمی کیروں  
کتابت نفیس چھپائی پڑی۔ صفات ۲۵۰ تک فورہ۔ جلد پر نہری ڈالی  
ناشر۔ ملکہ دار لفکر دیوبند۔

## ہر ۵۰ ہو کہ ہم نے

### القاموس الجدید

ذمہن عام خرید اردو کے لئے بکرا تاجر حضرات  
کیلئے بھی ہمیا کری ہے۔ توجہ فرمائی جائے۔

میگر۔ مکتبہ بھلی۔ دیوبند۔ (یوپی)



# لئیں نئی علمی کتابیں



## کتابیں طلب کرنے والے چند بالوں کا الحاظ ضرور رکھیں

- ۱) تحریر اتنی صاف ہو کر آنند کی تفصیل اور آپ کا پتہ ٹھہرھنے میں دشواری نہ ہو۔
- ۲) جلد اور غر جلد کی بھی وضاحت کریجئے
- ۳) تقریبائیں روپے سے زائد کتابیں مکالمے کی صورت میں ریلوے پارس میں کفایت رہتی ہے۔ اگر یہ کفایت مطابق ہو تو اپنا اشیش لکھئے۔ پارسی روپے اور بڑی کی رسید اکانہ سے ہے یعنی بھیجا جائے گی
- ۴) اگر آپ سنتے خرید اڑیں تو یہی پہلے یا اس سے زائد کے آڑ پر کچھ روپی شیگی روانہ فرمائی جیسیں وہی میں کم کر دیا جائے گا
- ۵) اکانہ سے وہی بی کی اطلاع ملے ہیں کھوٹا لکھئے، در کرنے سے داہم ہو جاتی ہے
- ۶) اگر آپ کو گان جو کہ ہی بی قوچ سے کچھ زائد رقم کی ہے تو اسے داہم نہ کریں بلکہ وصول کریں۔ آپ کے اطلاع دینے پر مکمل یقیناً ہر شکایت کا ازالہ کرے گا۔

یا ان جملوں میں۔ بدیر جلد تحقیقیں پہلے کوئی بھی جلد ملیجہ نہ مل سکی۔  
تفہیم موضع القرآن [شاہ عبدال قادر محمد دہلوی کی تفسیر] اور  
تفہیم موضع القرآن [تفسیر میں نیادی ایسیت رکھتی ہے کہ کام

سائز۔ بدیر جلد اعلیٰ بین روپے۔ غیر جلد سوچ روپے۔  
تفہیم میان القرآن [مولانا اشرف علی کی عظیم تفسیر] پا جواب پتے۔

● بہت بڑا سائز بارہ حصوں میں مکمل۔ بدیر غیر جلد سماٹھ روپے۔  
دو جملوں میں جلد شتر روپے ● تجھی چیسا سائز میں پارس میں مکمل  
غیر جلد شتر روپے۔ پانچ جلد ورہیں جلد میٹھ روپے۔ دوسری فسم کا ہر  
پارہ الگ بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے

تفہیم حفاظی [مولانا عبد الحق محدث دہلوی کی تفسیر] ایسا ہے ہر کوئی تم  
تفہیم حفاظی [اب ہر ماں ایک پارہ چھپ رہا ہے۔ ایک اکسل  
پارہ چھپ چکے ہیں۔ فی پارہ دو روپے دو صرف پاؤ اول چھپ روپے  
جو تین تھوں پر مشتمل ہے۔]

تفہیم القرآن [مولانا مسید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم] احادیث کی روشنی میں آیات کا مفہوم  
تفہیم القرآن [مولانا اشرف علی کی تفسیر] ملکہ کرنے والی دوہ تفہیم جو دنیا بھر میں  
مشہور و مقبول ہے۔ ترجمہ میں انکھائی چھپائی پستہ یہ۔

## قرآن مترجم و معمری

قرآن بید و ترجمہ [دوا شاہ رفع الدین] متوسط مائز میں جلد کرچ کا ہدیہ  
ساڑھے بارہ روپے۔ بہت بڑے سائز میں جلد کا ہے پنجیں پتے  
داس کی لکھائی بہت جلی ہے۔

قرآن بیک ترجمہ [مولانا اشرف علی] جلد کرچ کا ہدیہ  
ساڑھے دس روپے۔

قرآن بلا ترجمہ [مولانا تلمذ روش حروف علکی جلد کا ہدیہ  
آٹھ روپے

قرآن مترجم [ترجمہ حضرت شیخ ابن تفسیر علام شیرازی محمد عمانی]  
مطبوع چکور۔ جلد چھوپی پشتہ جیسیں روپے

## قرآن کی تفسیریں

تفہیم این کشیر [احادیث کی روشنی میں آیات کا مفہوم  
تفہیم این کشیر [ملکہ کرنے والی دوہ تفہیم جو دنیا بھر میں  
مشہور و مقبول ہے۔ ترجمہ میں انکھائی چھپائی پستہ یہ۔]

## عام فرانس

**البيان في علوم القرآن** [مشہور تفسیر حنفی] کے مصنف

مولانا عبد الحق محدث دہلوی کا نامشان کتاب وہی ہے جس کی توصیف ہے غفار الوشاد صفاتی میں ظمین اشان کتاب وہی ہے جس کی توصیف ہے غفار الوشاد صفاتی میں علماء مردم نے بہ الفاظ لکھ کر "اگرچہ اس کی نظر ممکن ہے، یکن افع ہنہیں" خدا کی ذات و صفات تنازع ملائکہ حجاز و سرا، قرقجنت، دوزخ، بیوت، ناخ و نسرخ، استعارة و کناہ اور اختلاف قوتوں کی تجھیں، صفات عکسلا کا فرد لکھانی چھپانی معاشری۔ قیامت جو ڈھوند رہے رہیں (محلہ نعمت سولہ سو لے روپے)

**قصص القرآن** [اعظیم معلومات کا خراز مسند اور مختصر احادیث تفصیلات سے الامال۔ حصہ اول ساتھ روپے۔ حصہ دو مجاہد رہیے

حستہ سوم ساتھ پایخ روپے۔ حصہ سوم ساٹھ پایخ روپے۔ حصہ چہارم سات روپے۔ مکمل سیٹ مٹکانے پر قیمت تینیں روپے۔ (مجلہ مطہب ہوں تو ایک پنج جلد پڑھ پڑھو دیہی طریقہ جاتے گا)۔

**لغات القرآن** [قرآنی لغات کی تعریج آسان زبان میں جو لوگ قرآن کو ملائی تحریر کر گئے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب طریقہ مدد فراہم کرتی ہے۔ مجلہ پارٹ

## علم الحدیث

**موط امام مالک** [ترجمہ عربی میخ اردو] [احادیث و آثار کا داد] [ج محمد جو بخاری سے پہلے

مزید ہوا۔ ملیں ترجمہ کے ماتحت عربی متن بھی ہے۔ ہر بارہ روپے۔ مجلہ کو صحیح تحریر روپے (محلہ اعلیٰ چودہ روپے)۔

**بخاری شریف** [غالصل اردو] [بخاری کا ملیں اردو ترجمہ تین جلدیوں میں مکمل ہدیہ چھسیں روپے۔ مجلہ نعمت ساتھیں روپے۔ مجلہ کا مطلب تین الگ الگ جلدیں ہیں۔]

**مشکوہ شریف** [غالصل اردو] [مشکوہ شریف کا بھی ملیں فراہم کی جاسکی ہیں۔ جلد اول مجلہ سارے بارہ روپے۔ جلد دوں میں ہیں۔

حاضر ہے۔ ہدیہ سولہ روپے۔ مجلہ پندرہ تھوڑہ روپے (محلہ اعلیٰ میں ہیں۔

**ترمذی شریف** [غالصل اردو] [ترمذی شریف کا فائدہ نہیں۔

جلد اول دو روپے دو روپے حصہ سیک وقت طلب کرنے پر سول روپے

**مشارق الانوار** [ترجمہ] [بخاری و مسلم کی صرف قولی احادیث کا فیض انتخاب۔ تقویٰ فقہی

ایسا بہرہ ہے جس سے یہ حاکم کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ کوئی مشاہدہ کس حدیث سے نکالا ہے۔ ترجمہ کیسا تصریح بھی ہے اور عربی میں بھی پیدا ہو چکا ہے۔

**بلوغ المراحم** [مشہور راما فی حافظ ابن حجر] کی یہ کتاب بخاری مسلم

ترمذی، البدر او داوردیگر کتب معتبرہ سے منتخب کئے ہوئے دینی احکام کا جیسہ بہا جھوپی ہے۔ ترجمہ مع عربی میں جلد اٹھا جائے۔

**ترجانانستہ** [احادیث کی بہترین تہجیم پڑھنے پر مشکل اور دو زبان میں ایسی قسم کی واحد کتاب اشتہار میں اس کی

خوبیوں کا اجمالی تعارف بخشی شکل ہے۔ میں دیکھنے سے تعلن رکھتی ہے جلد اول دش روپے۔ مجلہ بارہ روپے۔

جلد دوں میں روپے آٹھ آنسے (محلہ بارہ روپے آٹھ آنسے)۔

**صحیح فہرست حما بن مبسم** [بخاری و موطا اعلیٰ] مالکت بھی قبیر وہ

تے اپنے شاگرد ان غیرت کے نے ترتیب کی۔ ہدیہ ساٹھیں روپے۔

**بستان المحدثین** [شاه عبدالعزیز تحقیقہ دہلوی کی ایمان افراد میں اکیل کا کتاب کا اردو ترجمہ بلند پایر محدثین کے حالات اور خدمات ذاتیات کا پائیہ ذکرہ۔ مجلہ پایخ روپے۔

**ابن ماجہ** [ترجمہ] [صحیح مسند کتاب ابن ماجہ کا مکمل اور اسی میں ترجمہ شاگین حدیث کیلئے نادر تھفتہ۔

صفوات۔ ہدیہ مجلہ بارہ روپے۔

**علم الحدیث** [تفسیر علم الحدیث کی عمدہ تحقیق۔

قیمت سوارہ دیہی۔

# سوانح اور تذکرے

کافیں اور درجہ بندی۔ امام حمد پر یہ اپنی نووت کی دعا کتاب ہے  
قامت دش روپیے

**محمد بن عبد الوہاب** [از مولانا اسماعیل عالم زندگی] صدری بھری کے مشہور مصالح شریعہ اسلام  
محمد بن عبد الوہاب بحدیقی کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف  
جسین شرق و غرب کے تمام ماضی پر طرح لکھاں کر غلط فہمیوں اور  
غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت ڈھانی روپیے  
**الغزالی** [امام غزالی] پیر جو لانا تسلی تعلیمی کی تھیات تائید فاصلہ

ست سیرہ ابن العزیز [آنچہ میں اللہ تعالیٰ کی سوانح اور حالات  
خلافی راشدہ سے تعبیر کیا ہے۔ مجلد دو روپیے۔  
کتاب جس سے اپنی بدعت میں روپیے۔

## رسانی بدعوت

**تقویۃ الایمان** [اردو] شاہ سعیل شہید کی وہ مشہور زمانہ  
بچل ڈالدی۔ قیمت چار روپیے (مجلد پانچ روپیے)  
**الشہاب الشاقر** [اردو] بدعات کے درمیں ایک فہدی کتاب  
قیمت پونے دروپیے

**کتاب التوحید** [تجدی] کافیں کتاب قیمت چار روپیے  
مولانا عاصم علی اور مسید حکیم حضرت عصیانی  
بدعت کیا ہے؟ کام جو جو شرک و بدعت اور توحید مدنگے  
فرق و انتباہ پر لا جواب نہ دیشیں کرتا ہے۔ مجلد تین روپیے۔

**رسانی بدعوت** [جیسے] تین ۱۹ پیغام صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غب تھا یا  
شاہ ولی اللہ اور معاذین [حضرت آئیل شہید پر  
ایں بدعت کے الزامات] کا کافی دست انی رہ۔

قیمت ڈیڑھ روپیے (مجلد دو روپیے)  
فیصلہ کمن مناظرہ

**حضرت صدیق البر** [از مولانا اسماعیل احمد اکبر بادی احمد]  
حضرت ابو بکر صدیق بن فہمیات  
مفصل و مسوط تذکرہ جسیں آپ کے ذاتی حالات و سوانح خلیفہ الشان  
کارناموں، دینی و سیاسی خدمات جلیل، اخلاق، و مکام اور صدیق نام  
کے تما جھوٹے بڑے داقعات کے علاوہ اس دور کے اہم دینی سیاسی  
تفہمی اور تاریخی مباحث و مسائل سرطی جامعہ، اور حیثیت سے  
سیر میں بحث کیئی ہے۔ قیمت سات روپیے۔ مجلد کم جم آٹھ روپیے  
امیر المؤمنین خلیفہ ثانی میں تاذکرہ فاروق رضی اللہ عنہ  
**الفاروق** [کے حالات سوانح پر علماء مشبلیؒ کی کتاب تاج بر  
میں شہود ہے۔ قیمت مجدد چھ روپیے۔

**حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی نندگی** [از مولانا مناظر احسن]  
ایک لائی جو ساڑھے  
بانج سوسنے زار صفحات کی کتاب پس پنہ موضوع بر لائی جا سکے ہے  
قیمت مجلد بارہ روپیے

**حیات امام ابوحنیفہ عنی بیرہ النعمان** [نیزہ اکبر احمد علیم]  
حضرت ابوحنیفہ کے مفصل حالات زندگی دیکھ پیدا ریسمان افراد  
قیمت تین روپیے (مجلد چار روپیے)  
**تجلیات عثمانی** [اشیعہ الاسلام علام شیراحد عثمانیؒ کی علمی  
حدیث، فقر، کلام، منطق، فلسفہ، مناظرہ، تقریب اور فارسی،  
عربی ادب اور سیاست پر سرچال حصہ بڑے ۱۲ صفحات جلد پر  
حسین سر نگارڈ پوش۔ قیمت مجلد ساڑھے دس روپیے۔

**ست سیرش** [ضمیم الامت مولانا اشرف علی میں فصل بیست  
صفحات ہے۔ مجلد بارہ روپیے۔

**حیات ولی** [شاہ ولی اللہ اور ان کے آباء احمد اول احمد  
اساندہ کاتم کرہ۔ مجلد کی قیمت چھ روپیے۔  
حضرت کے زمانہ میں تاذکرہ، اصرار کے زمانہ تاذکرہ، الجزرہ  
حیات امام احمد بن حنبل [کی مرکزی الائام کتاب ابن حنبل]

## تصانیف مولانا شرفعلیٰ حجۃۃ العلیٰ

**اصلاح الرسم** مسلمانوں رائج شدہ رنگ بر لگی رسماً کوئی تحریک اور شہنشاہی کیا ہے؟ اسکا تحقیقی جواب۔ مجلہ ایک پر یہ رسمیت تعلیم الدین اور کی علمی متعلق عمومہ تہذیبات و معلومات پر مبنی تھا۔ مجلہ ایک روپیہ بارہ روپیہ تھا۔

**دعوات بعد دین** مولانا اشرف علیٰ کے جن برواء عظیم کا جامعہ جو عروض سے نایاب تھا اس کے نو تھے مکمل ہو چکے ہیں۔ ہر حصہ مجلہ اور ہر حصہ کی قیمت پونے دو روپیے

## عقائد و فقہ

**بہشتی زیور** مولانا اشرف علیٰ کی وہ شہرو افاقت کتاب جو شید مصائب پر مشتمل ہے تمام دینی مسائل کے علاوہ سیکوؤں قسم دم غیر دلیل مجلہ مات روسیہ دنوں ہوں ہیں فرق یہ ہے کہ قسم اذل ہیں تو عاشیہ پر عربی کتب کے والے دنیا کے ہیں اور قسم دوم یہ ماشیرہ ہیں ہیں ہے۔ صحن ضمون دنوں کا ایک ہے۔

**دین کی یادیں** اسلام ایمان عمل صالح ارکان اسلام اخلاق حقیقت بیاست اور خدمت ہیں کہلتوں پر نہایت دل شیش ادا یمان افراد لفکو۔ بلاک کی عمدہ چھپائی۔

قیمت پونے دو روپیے

**عقائد الاسلام قاسمی** اسلام کے حامل اصولی عقائد کو سہل تبان کرنے کی ایک کتاب ہے۔ خطاب اگرچہ ہوئے ہیں لیکن بڑوں کے لئے بھی کتاب بھی بھیڈ ہے کیونکہ اس کا صولی عقائد سے بڑے بھی کم ہی باخبر ہیں۔ ڈھانی بیچے د مجلہ تین روپیے

## ادبیات

**شاہ ناصر اسلام حجۃ اول** اذ مولانا عامر عثمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر اور تاریخی دیکھ علیٰ تحقیقی کتاب "سریۃ الرسیٰ" کی تضمیم مجلہ اسکے سوا اُردو میں کوئی کتاب سیرہ اس کے پلے کی نہیں۔ مجلہ دش روپیے حصر حضین (ترجمہ) دعاوں، مناجاتوں، وظیفوں،

صداقین تباری شعریں ملاظ فرماتی ہے۔ قیمت مجلہ تین روپیے۔

**دیوان غالب** ان کی تصویر اور بعض لیے شمارشالیں ہیں و دوسرے طالبوں ہیں نہیں بلکے جانتے۔ قیمت ساٹھ پانچ روپے

**بیان غالب شرح دیوان غالب** (از آغا محمد راستہ ایم۔ اے۔)

ایج شرح کے ساتھ تسبیب ضرورت دسوں کی رائے بھی بیشیں کوڑی ہے۔ جس کے باعث تجویح حیثیت سے اچھی شرح ہو گئی ہے کتابت و طباعت اچھی کاغذ سفید۔ مجلہ مع کو ضخامت ۲۸۵

قیمت چھ روپیے

**کلیات اقبال** (اذ الظر اقبال کے اُردو کلام کا انتخاب۔

قیمت مجلہ پانچ روپے

**استرش گل** شہنشاہ خزل جامیر ایادی کا نیا تجویز کلام۔

قیمت پانچ روپیے

امیر القادری کی وجہاً لگن فلمبوں کا دلپسہ تجویز

قیمت ساٹھ تین روپیے۔

**فردوس** اُردو کے تقریباً تمام پاکستانی شاعروں

قیمت پانچ روپیے

اُردو کے چاند ناٹے کا مصائر تذکرہ اور نمونہ کلام۔

قیمت مجلہ ساٹھ تین روپیے۔

**نہضہ دوران** اہمیت کا مشہور شاعر خاک آنحضرتی بری

کام جویز کلام۔ قیمت مجلہ ساٹھ تین روپیے

## مختلف علوم و فنون

**اصحاح اسیر** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر اور تاریخی اوقاعات پر متعلق یقینی مفصل مصنف مسنداً اور

دیکھ علیٰ تحقیقی کتاب "سریۃ الرسیٰ" کی تضمیم

دیکھ علیٰ تحقیقی کتاب سیرہ اس کے پلے کی نہیں۔ مجلہ دش روپیے

میں کوئی کتاب سیرہ اس کے پلے کی نہیں۔ مجلہ دش روپیے

حضر حضین (ترجمہ) دعاوں، مناجاتوں، وظیفوں،

قیمت مجلہ آٹھ روپیے

دریا بارہ سال کی خط و کتابت اور معابر دستوری اش رکھات  
اور اصل خطوط کے فوٹو بھی شامل ہیں۔ قیمت سو اس دروپے۔

**حدیث اور قرآن** [از مولانا نسید الدین الاعلیٰ مودودی] حدیث کا

کوکی جیشیت محل ہے۔ رسالت کے کئی ہیں اور اس کے تقلیف کیا  
ہیں؟ اس طرح کے موالات کے دل تھیں اور مال جوابات، یہ کتاب  
خالق تعالیٰ نقطہ نظر سے چھپائی گئی ہے۔ جانشی مفہوم کا غذ کے ذریعہ متو  
صفحات کی قیمت صرف بارہ آنے۔ شامل رہیں۔

**مکاتبہ مسید سلیمان ندوی** [قیمت مجلد دو تین دروپے۔

**کتاب الصلاۃ** [از نماز پر امام احمد بن حنبل کی مشہور کتاب  
شامل کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دروپے۔

**ابابزوں ال امت** [علماء امیر شکیب ارسلان کی عزیز الارام  
تصنیف۔ قیمت مجلد دروپے۔

**صراط مستقیم** [از شاہ کامل شہید و حجۃ اللہ علیہ۔ نیا ایڈشن عمدہ  
کتابت جماعت۔ دھانی روپے۔ (مجلد تین دروپے)

**اشترکیت روس کی تحریک کا ہاں میں** [اشترکیت کی محضی  
کتاب۔ قیمت تین دروپے۔

**احسن الصالوۃ** [نماز و ضو، حم کو خسل کے فرائض دو ایجادت ہمن  
اصناف اور مخصوصات و مکروہات کو نہایت دھننا  
سے درج کیا گیا ہے۔ صفحات بیٹھا صرف پانچ آنے۔

**رحمۃ اللعائین** [غیر مسلموں کی مدد شہادتوں سے رسول اللہؐ کی  
کتابت اور دو کتابوں کا ثبوت ہے (فی الفاظ)۔ تین تئے

**محکمات** [قرآن کی بعض آیات اور ان کی تفسیروں پر علماء عبد اللہ  
العامدی کا عالمانہ تبصرہ و نواکر۔ دو دروپے بارہ آنے۔

**اُردو کا ہندوستان** [اُردو کے بارے میں ادیبوں، شاعروں، مسلمانی  
کتابوں پر مشتمل و پچھپہ دراہم جو پڑھتے ہوتے کے ساتھ ساتھ اردو

کے حق میں دستاویزی خیزیت رکھتے ہیں۔ ایک دروپے۔

**حقیقت** [جماعت اسلامی پر کئے گئے بعض اعتراضات پر برداشت  
و امار علیٰ کی مفضل تقدیم۔ قیمت دو تین آنے۔

**متفقہ ابن حملہ و نہجہ** [بہ کوئی کمی ہے۔ مجلد اعلیٰ مشریعہ دروپے۔

**اساس عربی** [کی عمدہ کتاب۔ پانچ دروپے (مجلد چھوڑ دیے)

**ملفوظات آزاد** [دینی، علمی، ادبی، سیاسی، افرنجی، تقدیمی  
فتوح الغیب (اردو) [ایمان، تقویٰ، صبر، فقر، خروش، جبر و قدر  
سنت و دیدعت اور شریعت و طریقت وغیرہ

کے عنوانات پر حضرت شیخ عبدالقدوس جيلانيؒ کے مشہور معرفت  
مقالات کا جمیونہ جس میں مولانا عبد الماجد و ریا بادی کا مہم طبع اور  
مقابلہ بھی شامل ہے۔ قیمت دھانی روپے۔

**حکایات صحابہ** [صحابی ہر دوں اور عورتوں دو گیرے میں آموزہ اتنا  
ہے کہ مطالعہ سے روح تانہ اور سینہ کر کاہدہ

**تحریک اخوان ایمن** [جس کے کمی رہنماؤں کو پھانسیاں دیدی  
گئیں، کیا ہے؟ اس سوال کا سعیر ایفضل جواب حاصل کرنے کیلئے مصر  
کے محمد شرقی کی قابل اعتماد کتاب ملک حافظہ رائی یہ جس کا ملیں اور دو  
ترجمہ سید رضوان علی سے کیا ہے۔ قیمت مجلد تین دروپے۔

**محمد بن عویس کے میدان جنگ** [مشہور محقق داکٹر محمد جبار  
دیگر زبانوں میں بھی بے شمار تھی۔ عجیب کتاب یہ تعلق نہیں اور بد  
خدق، آحمد اور دیگر تاریخی مقامات کے جنگیں توڑھیں تسلیک ہیں

قیمت دو دروپہ روپیہ (مجلد دو دروپے)

**اسوہ حسنة** [حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدمہ پر لکھی تھیں  
کتاب ہے پڑھ کر باطل شکی اور حق دوستی کا جذبہ  
پیدا ہوتا ہے۔ اس میں بعض ایسی تقدیمیات میں گی جو عام طور پر کتب  
سیرت میں نہیں ملتیں۔ سو اس دروپے (مجلد سو تین دروپے)

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** [شامیں عالم عرب خلاؤں تباہی  
کے مکتوبات و معاہدات

# مولانا احمد سعید کی مقبول و معروف کتب

جنت کی کنجی محدث شکر سوائین روپے  
دونخ کا لستہ (سواد روپے) خدا کی باتیں (ڈھانی روپے)  
ایمان کی باتیں (پونے درود روپے)

## کتب لغت

**مصباح اللغات** عربی اردو لغت کی خلیفہ الشان کتاب  
پچاس ہزار سے زائد الفاظ کی تشریح۔

**المُبَشِّدُ، قَاهُوسْ، تَأَمِّجُ الْعَرَدِ وَسْ، لَهَافَيَةْ، مَنْتَهَى الْأَرْ**  
اور اسی پڑکے کی دیگر لغات کا نیوٹر - مجلد سولہ روپے۔

**کوہیم اللغات** عربی و فارسی کے جو محاورات اور الفاظ اور دوسری لغت میں تاجیں ان کی اردو تشریح یہ  
لغت اچھی اردو لکھنے اور سمجھنے میں بہت مدد و مدد ہے۔ قیامت  
ذور پر (محلہ ڈھانی روپے)

**القاہوس الحمدیہ** حدید اردو عربی لغت۔ اب تک ایسی کوئی  
ہیں کا خدمت مقدمہ پورے۔ جائے تکڑے کہ ایک دیدہ درحق نے  
اس کی کوہیرین طریقہ پر پورا کر دیا ہے۔ جھیٹے صدیوں صفات  
کی وس افسزی کی تصویبات بہترین صرف چند بطور نمونہ  
مل اخطبوط ① میں ہزار اردو الفاظ اور اصطلاحات کی حروف  
تجھی پر ترتیب اور ان کا پچاس ہزار سے زیادہ عربی الفاظ  
محاورات میں لغوی اور اصطلاحی درتوں کا تحریر ② تمام

ی شعبہ اسے زندگی میں متعلق حدید اصطلاحات و تعبیرات کی  
لقدیم ③ محل استعمال، طریقہ استعمال اور صفات و صفات کی  
تو ضمیح ④ مرسلت اور ترجیح و تغیر کا کمل رواہ۔ لکھائی چھپائی  
پس زیدہ۔ جلد کرچ سنبھری ڈائی وائی۔ قیمت سات روپے۔

**اُردو ہندی لغت** صحافتی، عدالتی اور فرقی۔ غرض  
خلق تم کے الفاظ کی توضیح، مفرکے علاوہ جو کل الفاظ کی بھی تشریح  
ہے۔ ہندی سمجھنے والوں کیلئے مفید ترین چیز۔ مجلہ مائیٹھیں روپے

(از مولانا آزاد)  
اسیں جس ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء کے  
کے آخری ہیمن آموزی محاذ پیش کئے ہیں انہیں سے چند  
کے نام یہ ہیں:-

چاروں خلفائے راشدین۔ حضرت حسن حضرت حسین۔  
حضرت عطاویہ۔ حضرت سلمان نارسی۔ حضرت عمر بن العاص۔  
ابی شاغر۔ سامون الرشید اور حجاج بن یوسف وغیرہ (تاریخ  
کوہا بھی شامل ہے۔ اسے منگلنے والے تہمید اعظم) زندگانیں  
قیمت محلہ سارہ۔ ہفتین روپے

## صنف

**سنت رسول** مترجم۔ ملک نلام علی مقدمہ، مولانا سعید عالم  
”سنت“ کے موضوع پر بے حد و بیحیق کتاب۔ جلد سو اور پیٹے  
اس قسم کیتاب میں شہرو روح اسلام  
ایئنسیہ حقیقت نما  
البرشاہ خان تجھب آبادی سے ان تمام  
الزمات کی مدل صفائی پیش کی ہے جو متصوب حضرات فاتحین  
اسلام پر لگاتے ہیں۔ طرز تحریر بے حد و بیحیق۔ استلال عجم  
قدیم بوط۔ لکھائی چھپائی کا غذ سب معياری۔ مجلد بارہ روپے  
جمہوریت اور غربی تحریر کیس ایئسی اور انہائیت کے بلند  
نقشب العین تک پہنچنے میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آئیں۔ اس پر  
اوپرچھلی انداز کا تصور۔ قیمت مجلد مائیٹھیں روپے۔  
مرہنمائے مائیسہ تشریح قیمت ایک روپے۔

## اصناف مولانا منتظر الغمامی -

اسلام کیا ہے؟ (محلہ ڈھانی روپے)  
دین و شریعت (محلہ ہنچ روپے)  
آپ حج کیسے کریں (محلہ ہنچ روپے)  
معدوف الحدیث حصہ اول (محلہ سوا پاچ روپے)، حصہ دوئم  
(محلہ سوا پاچ روپے)

## تجالی کا حاصل منہج

اب بھول مکتبے  
ایمان عمل کے سات  
پر فصیل مفہومیت بعثت اور دینا ز فاتحہ درس اور سماج مدنی وغیرہ  
کا جائزہ وغیرہ لئے۔

اسی میں مولانا شیخ الحدیث کا مشہور "قال" مولانا مودودی اور  
قصوف "بھی شامل ہے۔ قیمت ڈر رویہ۔

نوٹ ۱۔ تہبیا بھی نہیں کیا ابھر تو منی آڑ پوسے ایک دی پیارہ آئے  
بھیج دیجئے۔ وہی پی طلب کرنے کے لئے دو روز پہلے داشت خرچ ہو جائے  
**بتدیوں کی تجویز** [قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں کیستے  
میں پیش کئے گئے ہیں۔ تجویز کے طبق آسان زبان۔  
قیمت صرف بارہ آنے۔

**احکام القمار** [احکام حدیث و قرآن سے پیش کئے گئے ہیں۔  
مستند علم فتنی محمد شفیع صاحبؒ کے قلم سے۔ قیمت صرف چار آنے۔

جملہ ایضاً همارا درود ترجمہ نور الانوار شرح المدار  
یہ ترجمہ عصکہ کیا ہے۔ اس کے چند نتائج میں ضرور تمند  
حضرات فریض احمد اور مودودی میں کی تفسیر شاہ ولی اللہ  
اور دیگر اکابرین کی آراء کا خلاصہ بھی دیا  
گیا ہے۔ ہمیں دو روپے۔

[دازموں نا عبد الشکور صاحب لیٹریچر لائبریری] **خلفاء راشدین** [خلفاء راشدین کی سیرت پر بنظر کیا جائے۔

## عربوں کی گذشتہ تجارت ادس

### انگلستان کی صنعت و حرفت

اس کے پڑھنے سے پہلے جائے ہے کہ ان دونوں ملکوں نے تجارت  
کی بدولت کس طرح اور کتنی ترقی کی۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔

**اشاعت اسلام** [دینا میں اتنی جلد اسلام کس طرح بھیجا ہے؟  
اسلام اس سلسلیں کیا کیا کئے ہیں؟ اور اس کا  
جواب کیسے؟ یہ سب کچھ ٹھوس دلائی کے ساتھ اس میں بلگا۔  
کاغذ مطبوعات، کتابت سب عمرہ۔ قیمت چھ روپے۔

## ہندستان کی بھلی اسلامی تحریک

مشہور حق عالم مولانا سعید عالم ندوی  
کی شہرو آفی کتاب حضرت مسیح شہید کی بیانی ہوئی تحریک اور ان کے  
کارناموں پر تبصرہ و تقدیر اور عربوں کی غلطیوں کا انشایہ بھی اور تدبیہ  
وغیرہ۔ قیمت ٹھانی روپے۔

**تاریخ علم** [حضرت ادم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انجیاء  
کے مالا مال مع تاریخ میڈائش و فاتح اور کمل تاریخ  
اسلام و دیگر اقدم علم کی تاریخ کے ملادہ دنیا کے مشہور ممالک اور  
ریاستوں کی تاریخ۔ جلد ساڑھے چار روپے۔

**اسلام اور انسانی قانون** [علم امریکہ القادر خودہ شہزادہ  
کی ایک تفصیل کتاب ترجمہ سلیس ہے۔

قیمت صرف پاندہ آنے۔

**سلیمان باب ذریعہ** [علم امریکہ کا ایک عجیب مضمون جس میں  
سلیمان باب ذریعہ و مثالوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
جب کسی شے کو حرم کرایا ہے تو اس تک پہنچانے والے تمام وسائل  
ذرائع کو بھی منوع کر دیتا ہے۔ قیمت دش آنے  
تفسیر الحسن [اسم اللہ الحمد اور مودودی میں کی تفسیر شاہ ولی اللہ  
یا فیض الرحمن اور دیگر اکابرین کی آراء کا خلاصہ بھی دیا  
گیا ہے۔ ہمیں دو روپے۔

**تحفۃ الشان عشر** [اردو] [اذ حضرت شاہ جہاں العزیز محدث دہلوی  
ترجمہ: مولانا مسعود حسن خاں یونی۔  
پیدائش و تاریخ ذریب شید۔ ان کی مختلف شاخیں۔ ان کے اسلوب  
علماء اور کتب کا بیان۔ الہمیت، بیوت، امامت اور معاد کے  
یادیں ان کے عقائد، ان کے تھوڑی مسائل فہرست، صحابہ کرام، اندراج  
مطہرات اور ایلی بیت کے حق میں ان کے احوال و افعال اور مطاعن  
مکانی شیعہ کی تفصیل، ان کے اوہم، العقبیات اور سهوات کا بیان۔  
قیمت فائدہ جیسیں ڈسٹ کو رہا رہے۔

**ختنم بیوت کامل بر رخصت** [اصنف۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع حنفی  
ترکی اور دو نوادرس احادیث رسول اور اجتماع امت اور سلسلہ طویل  
اول صحابہ و تابعین و ائمۃ دین سے مسئلہ ختم بیوت کے ہر پہلو کو

و اخیل کیا گیا ہے اور شہزادت کے شانی و اباد دینے لگے ہیں۔

قیمت سعی و سعیت کو رچھروپے

**اصول تفسیر** اشیعہ الاسلام این تمثیل کے ویک قیمتی رسالہ کا سلیس اور دو ترجمہ مع جو اشی مفیدہ۔ الیک ڈبیر

**تلash راہ حق** ایک سطالیہ حق کے چوبیں مولانا مسیح مسلمان

تلذیش مولانا محمد سلطان و نعیانی مولانا امانت احمد

مکملانی مولانا محمد سلطان و نعیانی مولانا ابوالعلی مسعودی اور مسیح

طیفیں احمدیہ خطوط۔ قیمت مجلد پونے دروپے۔

**اسلام کی اخلاقی تعلیمات** آج کی کاشتہ اور لکشی زبانیں

آن تعلیمات اسلامی کی قصیص

جن کی ہر مسلمان کو ہر وقت ضرورت ہے۔ قیمت سوار و پیہ۔

**رسول نبی کے ارشادات و خطبات** سیرت طبلیہ اور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری ارشادات و تعلیمات کا خلاصہ۔ احادیث کی ایمان اور ذرا

تشریحیات۔ بدریہ مجلد ڈھائی روپے۔

**تصویریں** (از اسعاد گلابی) دھیپیں قانونی اندازین پنکڑہ

سبق آموز حقائق۔ مجلد سو این رونے۔

**ادم کے تین بیٹے** (از اسعاد گلابی) یا یک تنشیل جو جلد چسب

اور نکران گئی ہے۔ مجلد پونے دروپے۔

**تحریک جاہین کا القلبی بہلو** (از اسعاد گلابی)

موضع نام سے ظاہر

بڑی دلکش اور ایمان افزود کتاب ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

**بنتی مددوں، عورتوں اور بچوں کیلئے**

سیرت رسول

سرپاپتے رسول

آداب النبی

رسول اللہ کے تجویز

رسول اللہ کی نمازیں

حضرت عائشہ

حضرت ابو بکر صدیق

۱۲	حضرت علیؑ	حضرت علیؑ
۸	حضرت یاہاؑ	حضرت حمزةؑ
۵	حضرت معاویہؑ	حضرت معاویہؑ
۷	حضرت مسلمان فارسیؑ	حضرت ابو الدرداءؑ
۶	حضرت ابو الدرداءؑ	حضرت ابو الدرداءؑ
۴	حضرت اسحاقؑ	حضرت اسحاقؑ
۸	خواتین اسلام	خواتین اسلام
۷	سید سعیل شہیدؑ	سید سعیل شہیدؑ
۸	غوث العظم	غوث العظم
۷	آخر کے فکر مدنی دل بچاں قصہ	آخر کے فکر مدنی دل بچاں قصہ
۸	بزرگ آنحضرت مولانا شیخ حمد علیؑ	بزرگ آنحضرت مولانا شیخ حمد علیؑ
۶	شامیان	شامیان
۷	عرش	عرش

پاک میان ( تمام اذواج مطہرات کی سوانح ) ہمار

رسول اللہ کے دو محبوب حضرت زینہؑ اور حضرت اسماؓؑ

عمر سالت کے دو بچے حضرت عبد اللہ بن عمرؑ اور حضرت علیؑ ستر عین عین عین

درستگاہ رسوئی کے دو بھائی حضرت ابو ہریرہؑ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؑ

صحابتؓ کم طرح زندگی اذانت تھے اک مہوت کیا تھے ؟ عمر

## انجمن حمایت الاسلام لاہور کی کتب

۳	اُردو کا قاتعہ	اُردو کی پہلی
۱۰	اُردو کی دوسری	۷ تیسری
	چوتھی	ٹائم
۲	قادعہ اُردو	اُردو کی پہلی
۶	اُردو کی دوسری	۷ تیسری
۱۲	چوتھی	یا پنجم
۷	عمر	عمر

تعلیم الاسلام علیؑ کیل درس حصہ۔ ایک روپہ چھ آنے

تاریخ الاسلام درس حصہ مکمل بھیں کے لئے۔ دو روپے چھ آنے

ہماری دعوت لا آنے فیصلہ کیں ملکہ مجلد ڈھروپہ دو روپہ

مناز اخلاص آنے ناز کی حقیقت ایمیلنا نظر نہیں ۱۲

سلطیں ہند کی علم پروری ہر کلر طبیر کی حقیقت چھ آنے

قدیر کیلے ایمیلنا اسٹریٹی ہر فہاری کی درودوسلام ہر

آنچہ سوال پہلے  
کی ایک شیخ تاریخی روایت کو دوڑت  
فرستے ہوئے صدر مدرس اپنی حالت  
و اعماق اور آنکھ کا یاد کیا ہے پر  
سینٹس بے قابل ہے۔

# لف علم کی ترجمہ اردو کتاب الکتب

دھرم حدیث و اعاظ  
جس کے باخوبی سب بزرگوں  
انسانی سے اسلام ہوں کیا اور  
ایک لاکھ سے زیاد تر ہمیں نے  
ذوق کی۔ حق علامین الجوزی۔

مولفہ مشہر و آفاق حدیث و فقیرہ اور فتحیب علماء ابن الجوزی بغدادی

اس کتاب کے صفت پہنچنے صدی ہجری کے طیل العصر حدیث فقیرہ علماء ابن الجوزی بغدادی وحدت انتہی علمیں جام اور تحریق و فقہ سے  
وہ علمی طبقہ بخوبی دانیں۔ اپنے تماریں عالم کو انسانی بتانا کافی ہو گا کہ اپنے باتوں پر سیڑھے ہوئے تو ایک ایسا کہنے نے یاد  
تو ہیوں لے تو رکی۔ حدیث سے علیم اپنے علیم کا اندانہ اس سے کیا جائے کہ جن ملوک سے کچھ احادیث لے چکے تھے ان کے کراش مختلط  
رکھتے تھے۔ اپنے حصیت لہائی کریں ہے میں رہشوں سے گز کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ایسی کیا کیا ہو تو رہشوں کا ایک ذخیرہ پھرگی ہوائی گی۔  
ایسے عالم تمام صفت کی تصنیف جس تدریجی و رفعی و سکھی ہے ظاہر ہے مختلف علموں میں ایک منی سوچا اس تصنیف میں جملات لکھنے کی تعداد ہے ہزار۔

اس کتاب میں

سات سو ایسے فصوص و طائفے کو ہی جس سے برکت دکاوٹ بنا ضروری یا حکمت رسی یا واثقہ و مزادیہ مزادیہ ایسے ہے کی کہاں نہ مغل و فرست کا آئندہ دا  
ہے۔ یہ کتاب سنتیں ایوب پر مشتمل ہے جن میں فرست کے خلاص و متابق اور فہم و ذکار کی طلاقات کے علاوہ انبیاء، صحابہ، علماء و مشائخ افغانستان  
و پہاڑ، عجائب زمین، رُساد و غیرہ، درود و نواس، مرض سب سی و متعلق و پھر تفصیل ہیں۔ پادشاہوں، وزیروں، شیروں جنی کچوپاں نکل کی دکاوٹ کی طلاقات  
و پیدا نہادیں بیان کئے ہیں۔ اصل کتاب جنیں لیتیں اور ملاقات تہایت و ترقی تھیں۔ فاضل ترجم حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب  
استاذ الرحلوم درود بندے نے بڑی بحث دھانشنا فی سے۔ میں اونچی ترک بونے صرف اورہ بآس پیتا یا ملکہ سکھیا اضافے میں کے۔ بات کو کہنے کے لئے  
عملی حجاجوں کی توجیح اور تائیقیں، اعماق کی تجزیی و تفاصیل کے مطابق کے باعث مطلب تکمیل کھلکھل جائے ہاں علماء، شعاعی اگر ہیں  
دکا نہیں میں کوئی خاص کہنہ نہ اپنے جو تھا تو اسیں اسکو طلب کریں۔ بکری، یا گنی، وحید و غیرہ معرض اتفاقیت کے کسی پیدا کریں نہیں جو ڈالیں۔ حضرت مولانا  
محمد محمد طبیب عاصم بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہ نہیں کہ کوئی تکمیل کرنے کی بخششی ہے۔ کم نہ اظہریں سے اس کتاب کے مطابق کی پڑا لیں کریں ہیں۔  
ضخامت۔ چار سو اسی صفحات۔ یہ میں ہے۔ مجدد بن خوشناگر پوچھ صرف پانچ روزے پڑھے۔

Maktba Tajalli, Deoband U.P.

قرآن مجید حاکیں ہوئی و نشر جریں میں نہ کاپتے۔

**دُرِّ رَحْمَةٍ شَهِدَ لِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى**  
جو تقریب ایسا رسول ساتے اپنی خدمات جامدے

لیکے کم پانچ دفعے آدھا تو لہتے ہیں  
ڈینہ روپیہ

اکٹھی بھی فتحے سے  
تیا کیا ہوا جس میں  
تھے واقع اور نیک  
مضید اجزاء  
 شامل ہیں

بیکری سے عرض کر  
بھی بیشہ اسے سبق عمال کرتے ہیں  
کیونکہ یہ خرمی عمرناجھ کو قائم رکھتا اور

عرض حماون سے بچاتے ہیں

**DURR-E-NAJAF**

و حسن حالان یقونا پڑ بان نصرتی ہاوی تھیں دکھنے میں مفید ہے۔

آنکھوں کے آگے تارے اڑتے ہوئے یا بینائی کمزور ہوتی جا رہی ہو، یا آنکھیں تھکا دٹھ محسوس کرنی ہوں تو اسے استعمال فرمائیے۔

ضروری ہو ایات ساتھ بھی جاتی ہیں

**جن حضرات نے تجربہ کے بعد تعریفی تحریریں مرحمت فرمائیں ان میں سے چند کے ایسا گرامی**

حضرت مولانا شید جیعی احمد صاحب مدفی۔ حضرت مولانا شید احمد صاحب عثمانی ج۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب قدمدار العلوم دیوبند۔ مولانا استثیاق احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی مولانا عفتی عتیق الرحمن صاحب (ندوۃ المصطفیین میں) ڈاکٹر طفریہ رحائی خان تسلیق شریف ہرمن۔ حکیم کتبیہ الال صاحب دیوبندیور۔ ڈاکٹر انعام الحنفی صاحب ہیں۔ ایسی ایسیں ہو سیویہ تھیک۔ ساہبو جواہر سن صاحب دیں اعظم مراد آباد جناب سید زین الدین ایڈریس اسلامی بنی اؤیوب

**ہندستان کا پتہ** دارالفقیح رسمائی۔ دیوبند۔ صنیلیغ سہار پور۔ (یون پین) اندیب

**پاکستان کا پتہ** عثمان عنی۔ گرانہ مرچیٹ ۲۷۸ مینا بازار پیرالہی بخش کالونی کراچی پاکستان